

سند پیدائش کا پتہ کہیں نہیں لگتا۔ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ آل مظفر کی حکومت کا تھا۔  
 عمرؤء دیکھا گیا ہے کہ ممالک ایشیائین خالی ترقی اور شہرت حاصل کرنے والوں کے ابتدائی حالات  
 نہیں ملتے ہیں۔ ایسے حافظ کے حالات کا تلاش کرنا کوہ کنڈن سے کم نہیں ہے تاہم اس قدر معلوم ہو گیا  
 کہ حافظ نے ابتدائین مولانا شمس الدین عبداللہ شیرازی اور علامہ سید شریف سے تحصیل علوم کی۔ علم قرآن  
 اور تفسیر القرآن کے ماہر ہوئے کلام اللہ بر زبان یاد کیا اور حافظ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ حاجی  
 قوام الدین وزیر کو حافظ کی سرپرستی منظور ہوئی۔ ایک دینی مدرسہ شیراز میں قائم کر کے حافظ کو اس کا مدرس  
 مقرر کر دیا۔ حافظ مدت تک اسیں تفسیر القرآن کا درس دیتے رہے۔ ہر خوشیہ کو بعد عشا کے صبح تک قیام  
 خوش الحانی اور قرأت سے قرآن پاک کو ختم کرتے رہے اور عالموں، فاضلوں، اور درویشوں کی صحبت  
 عرصے تک اکتساب کمال کرتے رہے۔

شاعری حافظ کی طبیعت میں نقطہ شاعرانہ حرارت مخفی تھی جس سے شعلے بجھنے کا وقت قریب آگیا تھا بالآخر  
 وہ زور سے بھڑکی اور جو حافظ کا حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے حافظ کہلاتے تھے تھوڑا عرصہ نگہ نہ رہا  
 کہ وہ اپنے تخلص کی وجہ سے خواجہ حافظ ہو گئے۔ شاعری کا رنگ اس تیزی سے چڑھا کہ اگلے چند فصائح  
 پھیلے پڑ گئے۔ مقدس صحبتوں سے گریز کرنے لگے اور خفیہ خفیہ مسانہ است اور مدحان بادہ پرست کے  
 جگمگوں میں شریک ہونے لگے۔ آخر تا کیے۔ ایک روز اعلان کرنا ہی پڑا۔

تازہ میخانہ دے نام و نشان خواہ بود      میرا خاکب رہ پیہر بنان خواہ بود  
 حافظ کا رنگ بدلا تو فقر و درویشوں نے موت کی پوچھا، اور علما و واعظین نے کفر کے فقر و درویشوں کی بھرا  
 شروع کی۔ حافظ نے بھی اپنی نوک زبان سے پیمان تیر کا کام لیا اور بعد ہر شائد تا کا کبھی خطا نہ کیا۔ حافظ کا  
 دیوان انہی تیروں کا ترکیب ہے جسکے بعض نمونے درج ذیل ہیں۔

واعظان کہیں جلوہ بچرا ب      و منبر میکنند	چون بخلوت میر و ذہان کار دیگر میکنند
حافظ کن ملاست زندان کہ از ازل	باحت از زہد و ریاضے نیاز کرد
باد و نوشی کہ در وایسج ریاضے نبود	بستر از زہد فروشی کہ در و روایت

بزرگ دلق مرقع گستردا دارند دراز دستی این کوتہ آستینان بین

غرضکہ او حرسے شترین طولانی ارشادات و دوحرسے نظم میں نیچے اور تنے خیالات، او حرسے اوچے اور چھپتے ہوئے حربے۔ او حرسے شتی اور منجی ہوتی چوٹیں ایک عرصے تک چلتی رہنے سے زمانے نے حافظ کا لوہا مان لیا اور وہ تمام اسلامی دنیا میں اس قدر مشہور ہو گئے کہ دور دراز مقامات بحلیلہ قد پادشاہوں اور امیروں کے تحائف اور دعوت کے اشتیاق نامے آنا شروع ہوئے۔

شہرت [آریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ میرزا فضل شاہ شیرازی جو علامہ نقضانی کے شاگرد تھے اور اس زمانے میں سلطان محمود شاہ بہمنی والی جنوبی ہند کے وزیر تھے۔ حافظ کا شہرہ سنا کر اپنے پادشاہ کی طرف سے حافظ کو دکن میں طلب کیا۔ حافظ آمادہ سفر ہو گئے مگر ابھی شتی میں سوار ہو کر جزیرہ ہرزد جزیرہ فارس، تک پہنچے تھے کہ باد مخالف کا سامنا ہو گیا۔ اس قدر گھبرا گئے کہ کشتی کنارے پر پہنچائی گئی حافظ نے اسی حالت میں ایک غزل لکھ کر میرزا فضل شاہ کو بھیج دی جس کے دو شعر یہ ہیں۔

دے باغم میر بہر دن جہان کیسری از دے بے بغوش دلق باکرین تبرئی از دے

بس آسان می نمود اول غم دریا بوی موت غلط گفتم کہ ہر جوش بصد گوہرئی از دے

اور آپ کشتی سے اتر کر سیدھے شیراز کو چلتے ہوئے اور تمام عمر دریائی سفر سے حذر کیا۔

شکی میں بھی حافظ کا دائرہ سیاحت شیراز سے یزد، کرمان، اور اصفہان تک ہے۔ دارالسلام بغداد شیراز سے بہت زیادہ دور نہ تھا اگرچہ وہاں کے حاکم سلطان احمد جلائر نے حافظ کو طلب کیا تو مصافحہ انکار کر دیا۔ صرف ایک غزل اسکی روح میں لکھ کر بھیج دی جس کے بعض اشعار درج ذیل ہیں۔

احمد شاہ علی احمد السطانی احمد شیخ آدین حسن المغانی

گرچہ دوریم بیا تو قبح می نوشیم بعد مندرل خود در سفر روحانی

از گل فارسم غنچہ عیشے تنگفت جند او حبلہ بغداد و می روحانی

۱۔ پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۱۲۰ میں درج ہے ۱۱

۲۔ پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۲۰۰ میں درج ہے ۱۲

صاحبِ مقلح التواریخ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حافظ نے اپنے ایک قریبی اور دوست خواجہ ابن الدین حسن وزیر سلطان ابوالسحاق سے ملنے کے لیے اصفہان کا سفر کیا ہنوز اُنکے پاس تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ ملازمان ابن الدین حسن نے انکو ایک خرابی بھجھکے علتِ بدستی میں گرفتار کر لیا اور شہر میں تشہیر کر لیا تاکہ خواجہ ابن الدین حسن کو پہنچ گئی فوراً حافظ کو اپنے پاس بکویا اور جو شخص اس تشہیر کا بانی ہوا تھا اسکی نسبت حکم نافذ کر دیا کہ باقی حصہ شہر میں وہ مثل حافظ کے تشہیر کیا جائے۔ حافظ نے اپنے دوست کی شکرت گزاری میں اسی وقت ایک غزل لکھی جسکے تین شعر درج ذیل کیے جاتے ہیں۔

مرا عہدیت با جانان کہ تا جانِ مہر دارم      ہوا دارتی کو شیریں اچو جانِ خوشیتن دارم  
 الا سے پیرِ فرزانه مکن عظیم ز سحرانہ      کہ من در ترکِ چمانہ دل چمان شکن دارم  
 بزمی شہر شد حافظ پس از چندین ذوق ناما      چہ غم دارم کہ در عالم ابن الدین حسن دارم

حاضر ہوا! مذکورہ دولت شاہ سر قندی میں لکھا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قرآن نے فارس فتح کیا اس وقت تک حافظ شہر زندہ تھے میر نے اپنے روبرو طلب فرما کر پوچھا کیا یہ مطلع تھا ہے؟

اگر اُن ترک شیرازی بدست آکر دل مارا      بجاں ہندوستان ختم سمرقند و بخارا  
 حافظ نے دست بستہ عرض کیا کہ ہاں! فرمایا کہ میں نے بزرگ تشہیرِ برج مسکون کے ایک بڑے حصے کو تخیل اور مختلف ولایات کو دیران کر ڈالا تو صرف اسلئے کہ یہ دُشمنِ سمرقند و بخارا جو کہ میرے وطنِ امارت اور تھکا ہوا شہر ہیں باہر ہیں۔ تنے جو اپنے مشفق کے ایک خالِ ہندو کے مساوی فیض میں دیدار لاؤ وہ؟ حافظ نے زمین بوس ہو کر عرض کیا کہ اے سلطانِ عالم یہ اسی غلط بحثی کا نتیجہ ہے جو میں اس حالت کو پہنچ گیا ہوں کہ اب یہی کیا فیاضی کا محتاج ہوں۔ امیر اس لطیفے پر ہنسی کر گیا اور حافظ پر مہربان ہوا اور ایک معقول انعام دے کر رخصت کیا۔

سالہ پوری غزل دیوان کے صفحہ ۲۴۹ و ۲۵۰ میں درج ہے ۱۲

سالہ بریلانیٹکا اسٹائٹلو پیٹرا کے ٹولٹ کو اس واقعہ سے انکار ہے اُنکے خیال میں حملہ تیمور سے دو سال قبل حافظ متعلق ہو گیا تھا۔ لیکن محمد بن دانیسٹیرین سطرین پول لکھتے ہیں کہ تیمور نے سطرین میں خود دم اور اُنکے دو برس بعد ہرات فتح کیا۔ سطرین اصفہان میں قتل عام کیا۔ اور ابی امین بن شہیر از پر قاض ہو گیا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ حافظ نے حملہ تیمور سے دو برس بعد وفات پائی نہ کہ دو برس قبل ۱۳

نامی زندگی حافظ کی پرايوٹ لائف یعنی خانگی زندگی کے حالات کا پتہ بہت کم ملتا ہے اور جو کچھ ملتا ہے وہ جا بجا انھین کی نظموں سے ملتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ انھوں نے اپنی زوجہ کے انتقال کا ذکر کیا ہے ایک جگہ اپنے ناکھدا فرزند کی وفات پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ شیراز میں کوئی عورت شاخ نبات کے نام یا لقب سے مشہور تھی حافظ نے اپنے عشق کا اسپر جا بجا اظہار کیا ہے۔ کتاب خزانہ عامرہ میں بحوالہ مرآۃ الصفا منقول ہے کہ خواجہ حافظ کا ایک بیٹا سسے بہ شاہ نعمان ہندوستان میں آیا تھا مگر برہان پور میں اسے انتقال کیا جس کے مزار کا نشان اب تک موجود ہے۔

وفات بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ حافظ نے ضیعت العمری میں انتقال کیا مگر تاریخ ایران سسی بہ اندیم مرتبہ میرزا احمد شیرازی بن حافظ کی کل عمر ۴۶ برس کی قرار دی ہے۔

مستبرزایخون میں لکھا ہے کہ حافظ نے ۱۱۹۸ھ میں اسی زمانہ حالت میں جو انھوں نے اختیار کی تھی وفات پائی۔ تجنیز و کفین کے بعد نماز جنازہ پر بحث چھڑ گئی۔ بعض دینداروں نے انکی ظاہری حالت اور آواز ادنیٰ ہونے کی وجہ سے شرکت میں تامل کیا۔ مگر حافظ اپنے کلام کی وجہ سے مقبول عام ہو چکے تھے اسلئے اکثر حضرات حافظ کی تائید کرنے لگے جن مقدس بزرگوں کو عذر تھا انھوں نے زور دیا کہ وہ حافظ کے دیوان سے انشائیے اشعار دکھا سکتے ہیں جو لمحدانہ ہیں اور اس کے ثبوت میں دیوان طلب کیا گیا اور قہر کھاتے ہی جو شرب سے پہلے نکلا وہ یہ تھا۔

قدم درین مدار از جناب حافظ کہ گرچہ غرق گناہ است سیر و دبشت

شعر کے پڑھنے ہی تمام بحث کا خاتمہ ہو گیا اور نماز جنازہ خاموشی سے بالاتفاق ادا ہو گئی اور جو حافظ کے چند منٹ پہلے بے دین اور مٹھنات کیے جاتے تھے اب لسان الغیب قرار پائے۔

حافظ کو خاک مشقی بہت پیاری تھی جبکہ انھوں نے جا بجا اپنے اشعار میں نہایت محبت کے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً۔

سلا خاک میلے جبکہ گلشت میلے بھی کیا گیا ہے۔ شیراز میں ایک سبزہ زار کا نام ہے جس میں نرگس آباد جاری ہے اور شہر سے مشرقی

سمت واقع ہے اصطفائی دروازے سے ایک ہزار سات سو قدم کے فاصلے پر ہے ۱۱



برہ ساقی نے باقی کو درختِ غواہی سے

کنار آبِ رگنا بادِ گلشتِ مصیبت

نہیں دہندا جاذبِ مرا بسیرِ سحر

نسیم بادِ مصیبتِ و آبِ رگنا باد

غرض کہ حافظ مشیر از ایسی قافِ مصیبتِ بین بلا کسی اختلاف کے دفن ہوئے۔ عجب اتفاق ہے کہ تاریخِ وفات بھی ”خاکِ مصیبت“ کے اعداد سے برآمد ہوئی جو ایک قلعہ میں قلعین ہو کر اُنکے لوحِ پر کندہ ہے۔ وہ ہر مہذا

چہ راعِ اہل معنی خواجہ حافظ

کہ شخصے بود از نورِ تجلی

چو در خاکِ مصیبتِ ساخت منزل

بجو تا رخسارِ خاکِ مصیبت

کلام حافظ کو اپنی معجز بیانی کی بدولت تمام شعراے ہمسرا اور اکثر متقدمین و متاخرین پر سبقت حاصل ہے وہ تمام اصنافِ شاعری پر قادر تھے۔ انھوں نے قطعات، رباعیات، انشویات، قصائد اور محسوس وغیرہ لکھے اور نہایت خوب لکھے۔ مگر جو خدا داد قدرت انکو عَزَل گئی پر بھی وہ ادکسی دوسری صنف پر نہ تھی۔ جو سوز و گداز، درد اور جوشِ حافظ کی غزلوں میں ہے وہ ہمیشہ ڈائنامیٹ کا کام دیتا ہے۔ اس قدر چھ تو برس سے زیادہ زمانہ گزر چکا اور پھر اُس پر تو ستر مرتبہ سننے کے بعد بھی جب کسی خاص موقع پر کوئی شعر پڑھا جاتا ہے تو قلبِ مجسم ہوتا ہے اور وہی شعر جبکہ خود حافظ کی زبان سے پہلی مرتبہ ادا ہوتا ہوگا تو اکثر سامعین یقیناً کلیجہ پر کلک کے میٹھا جاتے ہونگے۔ اس سوس ہے کہ ان مختصر اور اراق میں گنجائش نہیں ہے ورنہ ضرورت تھی کہ حافظ کے اشعار کی ناظرین سے موتی کرائی جاتی۔ مگر خیر اسی قدر معلوم ہو جانا کافی ہے کہ جس مطلب کے ادا کرنے کے لیے کسی شے کو عمدہ الفاظِ شریفین میسر نہ آتے ہوں حافظ انکو سادہ اور مختصر الفاظ میں بے تکلف نظم کر دیتے تھے۔ مثلاً۔

آسائشِ دو گیتی تفسیرِ این دو فرست

باد و ستانِ لطیف بادِ شمعِ ان در ادا

تین مسرے حافظ کو کسی مصرع پر برجستہ مصرع لگانے کی بہت بڑی مہارت حاصل تھی چنانچہ مشہور ہے ایک مرتبہ سلطانِ غیاث الدین دہلی بنگالہ باریہ ہوا حکیموں نے علاجِ خارجی میں غُسل بھی تجویز کیا۔ بادشاہ نے یہ نہ

۱۷ لک بنگال بن بس بادشاہ کی مدتِ سلطنت ۶۷۷ھ سے ۷۰۷ھ تک ہے ۱۱

اپنی تین پرستاروں کو جب تک نام شروع نہ کر لیں اور لڑتے چھپو کی زبان پرستاروں نے دورانِ علامت میں اپنی خدمتوں کو نہایت خوبی سے انجام دیا جسے کہ بادشاہ کو شفا کے کئی حاصل ہو گئی۔ بادشاہ نے اس خدمت کے صلے میں تینوں پرستاروں کے مراتب اعلیٰ کیے اور انہیں محبت بھی زیادہ کرنے لگا۔ پیر اور مومن کو صدمہ ہوا انہوں نے حجاز نا اہل کو غزالہ کے قلعہ سے پکارنا شروع کیا۔ شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی۔ وہ ہنسنا اور اسی حالت میں بیباختہ اسکی زبان سے یہ مصرع نکل گیا۔

ساقی حدیث سہر و گل دلالہ میرود

مضمون دلپند تھا چاہا کہ دوسرا مصرع لگائے مگر نہوسکا۔ شعراے دربار سے مخاطب ہو کے دوسرے مصرع کی فرمائش کی مگر سب کا مضمون کوتاہ اور قافیہ تنگ ہو گیا۔ ناچار عرض کی کہ اس مصرع پر بجز حافظ شیراز کے دوسرا شخص مصرع نہیں لگا سکتا ہے۔ شخصی سلطنت تھی کسی فضول خرج پر پارلیمنٹ سے منظوری کی ضرورت نہ تھی فوراً سامانِ سفر تیار ہوا اور چند خدمت نگاروں سے شیراز کو روانہ ہو گئے۔ حافظ نے انکی اور انکے بادشاہ کی تمام سرگزشت سنی اور مصرع پر مصرع لگا کر اس طرح مطلع کر دیا۔

ساقی حدیث سہر و گل دلالہ میرود دین مجتہد با ثلثہ غزالہ سیرود

ثلاثہ غزالہ میزاوروں کی اصطلاح میں ان تین چاہیاسے شراب کا نام ہے جبکو بادہ خوار علی الصباح نوش کر کے شب کی کدورت دور کرتے ہیں۔ واقعات کے اعتبار سے لاد کا قافیہ غزالہ بالکل معمولی تھا جو شعراے ہنگالہ کے سامنے موجود تھا مگر چونکہ وہ حافظ کی طرح اصلی اور حقیقی بادہ خوار نہ تھے اسلئے داغ اور خیال میں تمام اسباب بادہ خواری حاضر اور مجتمع ہونے کی وجہ سے اس قافیہ کو نہ اپنے لفظوں میں قریب دیکھ کر اور نہ باصنی منظوم کر سکے۔ حافظ نے اسی ردیف و قافیہ میں پوری غزل لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کر دی جسکے دو شعر اور درج ذیل کیے جاتے ہیں۔

شکر شکن شونہ ہر طویان بہند زین قنبد پارسی کہ بہ ہنگالہ میرود  
حافظ از شرق مجلس سلطان غلیب دین فاشش مشوک کار تو از نالہ میرود

ملہ پوری قول دیوان ہذا کے صفحہ ۱۳۵ میں درج ہے ۱۱

مفتاح التواریخ میں ایک حکایت درج ہے کہ خواجہ حافظ دماغ شاہ شجاع میں ایک نوجوان مفتی زادہ پر عاشق ہو گئے۔ کچھ دنوں تو اپنی حالت کو پوشیدہ رکھا مگر ایک عرصے کے بعد معاملہ شائع ہو گیا۔ ایک روز حافظ مفتی زادہ کو ساتھ لے کر دیوان شاہی کے پچھڑے منوشی میں مشغول ہوئے۔ وہ اپنے نزدیک تخلیہ میں تھے مگر بادشاہ جھوٹے سے نظارہ کر رہا تھا۔ خواجہ نے جام کو شراب بھر کر کے مفتی زادے کو دیا اور جیسے ہی اس نے منہ سے لگایا تھا کہ بادشاہ نے آواز دی۔

حافظ قرابہ کش شد و مفتی پالہ نوش

حافظ نے ساتھ ہی جواب دیا۔

در عہد بادشاہ خطا بخش و جرم پوش

ایک مخفی کام میں مشغول ہونیکے وقت کسی ایسی آواز کا دفعتاً کانون میں آنا جس سے نہ صرف افشائی لازم کا خوف ہو بلکہ اس آواز سے زیادہ کوئی دوسری آواز خودناک ہو سکتی ہو تو اس سراسیمگی اور ہرجو اہی میں مصرع پر دفعتاً مصرع لگا دینا، حافظ کے خیالات کی تیزی اور طبیعت کی برہنگی کی ایک ایسی مثال ہے جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر میں نہیں ملتی۔

سرد مضمون

شاعروں کی اصطلاح میں کسی استاد کے مضمون کو کچھ رد و بدل کر کے اپنے شعور میں لے آنے کا نام سرد مضمون ہے اور اس سے کمتر شاعر غالی مین گئے۔ لیکن ادنیٰ و اعلیٰ شاعر میں فرق ہے۔ ادنیٰ شاعر سے نہ الفاظ ہی زیادہ تبدیل ہو سکتے ہیں اور نہ معانی کے تیسرے بدلے جاسکتے ہیں اس لیے شاعروں میں وہ مضمون چور کہلاتا ہے۔ مگر اعلیٰ شاعر حتیٰ الامکان الفاظ کو بدل کر اور معانی میں ترقی اور اصلاح دیکر کسی قدیم شعر کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتا ہے اور شعراء کی سوسائٹی میں یہ عادت سیو بہ نہیں مانی گئی ہے۔ حافظ نے بھی متعدد جگہ ایسی دوسری عادت سے کام لیا ہے۔ حافظ نے جن تازوں کے شعر کو اپنے ذہب کا آئینہ پہلے اسکے دونوں مصرعوں پر غور کیا جو مصرع اعلیٰ و درجہ کا ہو اسکو تو نقطہ لفظوں کے آٹ پھیر سے اپنی حالت پر برقرار رہنے دیا اور دوسرے اس کے مصرع میں اپنے پر زور الفاظ سے ترقی دیکر

اسکی حالت میں ایسی تبدیلی کر دی جس سے وہ ادنیٰ سے اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہو کر حافظ کی ملکیت میں آگیا چنانچہ اس جگہ عدم گنجائش کی وجہ سے صرف دو مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ پہلی مثال میں زیر کا مطلع جو بحر جع سالم میں ہے صبح ذیل کیا جاتا ہے۔

اَنَا الْكُفْرُ مَا عَشِدَّيْ بِشَرِّاقٍ وَلَا رَاقٍ      اَوْدَرَ كَأَسَاؤُنَا وَلَا يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقِ

اس شعر کا دوسرا مصرع بیاختہ ہے لیکن "حرف نداء" جسکی فصاحت شعری کی وجہ سے اول میں ضرورت تھی قافیہ کی مجبوری سے آخرین پڑ گیا۔ شاعر کی اس کمزوری سے حافظ نے فائدہ اٹھایا یعنی اس مصرع کو حرف نداء سے شروع کر کے اپنی حالت پر مجبور دیا اور دوسرا مصرع زبان فارسی میں نظم کر کے اس کے ساتھ تفعیل کر دیا جس سے تمام مضمون ایک نئی روح کے ساتھ دوسرے قالب میں اس طرح آگیا۔

اَلَا يَأْتِيكَ النَّاسُ اتَّقِ اَوْدَرَ كَأَسَاؤُنَا وَلَا رَاقٍ      کہ عشق انسان بند اولیٰ اقاؤں کو شکھا

اس جگہ ناظرین کو دونوں شعروں کے موازنہ کرنے کا موقع ہے۔ مثلاً زیر نے اپنے مطلع میں یہ منشا ظاہر کیا ہے کہ "تم کو ایک ایسا زہر خور دے شخص ہے نہ جیکے پاس تریاق ہے اور نہ حجام نے والا ہے تو کمان ہے اسے ساقی! تو ہی اپنا جام بھرا اور اسکو گردش میں لا"۔ (یعنی شراب نوش کرنے سے شاید برکت کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے لیکن حافظ اپنا مطلب ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ "کہہ رہے اسے ساقی! اپنا جام بھرا اور اسکو گردش میں لا"۔ کیونکہ عشق، جسکو میں پہلے انسان سمجھا تھا اب اسے مجھکو بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ دونوں مطلعوں کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو یاد دونوں شاعر زبان حال سے شراب کے طالب ہیں۔ مگر پہلا اس لیے کہ اس کے زہر کا تریاق ہوا اور دوسرا اس لیے کہ اسکی طبیعت سے مصیبت اور کوفت دفع ہو۔ پہلے شاعر کی طلب بھی بجا نہیں ہے کیونکہ شراب کی تعریف میں بہت بہت مبالغہ کیا گیا ہے اور جبکہ وہ بیان تک تسلیم کر لیتی کہ مر دے کو زندہ کر سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے جو اسکو نہ ہر کا تریاق نہ مانا جائے مگر دوسرے شاعر کی خواہش اس سے غم غلط کرنے کی ہے جو شراب کی اصلی اور سچی اور حقیقی خاصیت ہے اس لیے حافظ کا مضمون نیچرل یعنی فطرت کے موافق ہو جانے سے کائنات نام میں مقبول ہو گیا اور حافظ نے اگر اسکو اختیار کر کے اپنا مطلع مرزبان بنایا تو کچھ شک نہیں کہ وہ اسی قابل تھا۔

اسکے بعد دوسری مثال میں سعدی کا مطلع کہ وہ بھی بھر پنج سالم میں ہے ریح ذیل کیا جاتا ہے۔

اگر دشنام فرمائی و اگر نصرت میں دعا گویم لب لعل شکر خارا جواب تلخ می زبید

حافظ نے اس شعر پر بھی قریب قریب وہی تصرف کیا ہے جو زیر کے شعر پر کیا تھا۔ یعنی دوسرے مصرع کے زحاف سوم و چہارم کو یکساںے اول و دوم کے لاکر اسکے لفظوں میں سلاست اور روانی پیدا کر دی اور پھر اس پر اپنا ایک بیخ مصرع لگا کر اسکی صورت یوں کر دی۔

برم گشتی و خر سدم عفاک اللہ نکو گشتی جواب تلخ می زبید لب لعل شکر خارا

سعدی اور حافظ دونوں کے شعر کا آخری مصرع تو ایک ہی ہے مگر پہلے مصرع کا گوشتار ایک ہے تاہم الفاظ اور اس کے مطلب میں فرق ہے اور یہی بات قابل غور ہے۔ دونوں شاعر اپنے محبوب کے کلام رنجش انیام کے مقابلے میں اندازہ مسترت کرنا چاہتے ہیں تاکہ یقین لگی ہو جائے کہ اس کے تحت الفاظ سے عاشق کو کسی لمح کا ملال نہیں ہوا۔ سعدی نے اپنے مصرع اول میں ملال کے دو لفظ ایک "دشنام فرمائی" اور دوسرا "نفرین" استعمال کیا ہے اور ایک لفظ "دعا گویم" سے اپنے نزدیک اندازہ مسترت کیا ہے جو غالب اسکے لیے کافی نہیں ہے۔ بحکات حافظ کے جنون نے معشوق کی رنجش کا ایک نہایت چھوٹا لفظ "بدم گشتی" استعمال کر کے جواب میں "خر سدم" کہہ دیا جو ملال کا پورا اذنیہ ہو گیا۔ مگر پھر بھی صبر نہ آیا اور عفاک اللہ "اور نکو گشتی" سے پہلے درپے ترقی دے کر استرفاضے محبوب میں اس قدر اناہک اور استغراق ثابت کیا ہے جس سے صاف عیان ہوتا ہے کہ عاشق کی طبیعت معشوق کے دل سے رنج ملال کے لیے مددرت کرتے کرتے سیرزی نہیں ہوتی ہے۔ غرض کہ حافظ نے اس شعر کو جس قدر بے جوش اور پرورد کردہ باوہ سعدی سے سنو سکا اور یہی وجہ ہے کہ اسکو حافظ کے الفاظ میں پڑھنے سے جو زبان پر مزہ اور قلب پر تاثیر ہوتی ہے وہ سعدی کے الفاظ میں پڑھنے سے نہیں ہوتی۔ سچ ہے کسی مستثنیٰ مضمون کو اپنے لفظوں میں پرورش کر کے اسکو اسطرح طبع آزمایا کہ ثابت کر دینا بجز حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شاعر میں اسکی نظیر ملنا دشوار ہے۔

دیوان حافظ حافظ کا دیوان قریب قریب انکی زندگی ہی میں مرتب ہو چکا تھا۔ کیونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے

کئی روایوں میں غزلین موجود ہیں۔ یہ مشہور کرنا کہ حافظ شربانہ نے میں ہر وقت ہرست پرے رہتے تھے اور اپنے اشعار میں کون پر لکھ لکھ کر سنگے میں بھرتے جاتے تھے اور انکی وفات کے بعد ناز خانہ کی بحث سے پہلے کسی کو خبر تک نہ تھی محض غلط اور یاروں کا ماثیر ہے۔ جو واقعات اور بیان ہو گئے ہیں ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ حافظ کا کلام تمام دنیا سے اسلام میں انکے سامنے مشہور ہو چکا تھا چنانچہ ایک شعر میں خود بھی اسکا اعجاز فرماتے ہیں۔

نکست ز زمرہ عشق در عراق و حجاز      فواسے ہاگ فرما سے حافظ شیراز

دیوان میں غزلیات کا حصہ سب سے زیادہ ہے ہر غزل ۵ سے ۱۶ شعر تک کی ہے اور روایوں کی تفسیر حروف تہجی کے اسی پرانے قاعدے سے ہے جس پر تمام ایشیائی شعرا کے دیوان مرتب ہیں۔ صاحب برطانیکا انسائیکلو پیڈیا اس ترتیب کو ناپسند کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ شاعر کا کلام اس طرح مرتب ہو کہ جس سے انکی طبیعت کی تدریجی ترقیات اور واقعات زندگی کے روز افزوں تجربات کا یہ بعد دیگرے تسلسلہ لگ سکے۔ بینک اسکی رائے معقول ہے اور یورپ میں اسکا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر ایشیائین بھی یہ طریقہ جاری کیا جائے تو پھر اس وقت کے کسی شعر کے تماش کرنے میں دیر ہو، مطالعہ کرنے والے کے حق میں زیادہ مفید ہے۔ مگر حافظ کا دیوان سخت حیرت میں ڈالتا ہے کہ باوجود اسی پرانی ترتیب کے وہ اول سے آخر تک ایک سانچے میں ڈھلا ہوا اور اس کے تمام مضامین ایک وقت میں ٹھیک لگتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ غزل اکثر اوقات مختلف اور متضاد مضامین کا ذخیرہ ہوتی ہے جس میں بجز قطعہ بند مضامین کے تمام بے ربط اور غیر مسلسل ہونے میں چنانچہ حافظ کے اشعار بھی مثل گہراے آبدار چھوٹے اور بڑے قد کے بظاہر بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں مگر جو لوگ ایک بین ہیں انکو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی رشتہ تقصوت میں پردے ہوئے ہیں۔ حافظ کا دیوان گویا ایک ذی روح کا جسم ہے جس میں انکے رنگ کے اشعار ہر صنف میں مثل رنگین اور شربانوں کے پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن سب کے اندر ایک ہی خون کا دوران ہے جو اول سے آخر تک کمال اب روحانی سے فیض یاب ہے۔

اشاعت دیوان      دیوان حافظ کے مرقوم ہونے کی تاریخ سے چھاپے کی ایجاد تک غالباً بیسٹارجلدیں

ایک دوسری سے نقل ہو کر اطراف عالم میں شائع ہوئیں اور چھاپا ایکاد ہو نیکی بعد سے پہلے پورے کو یہ شرف حاصل ہو کر اُس نے حافظ کے کلام کو چھاپ کر شہر کیا۔ ۹۷۰ھ میں سروریم اوسلی نے ایک رسالہ موسومہ "آرکھل بنام حافظ" لکھ کر لندن کے ایک مطبع سے شائع کرایا۔ اور پھر ۱۲۷۰ھ میں سر جان پزڈن نے اسپین آف پرشین پوسٹری (موزنہ نظم فارسی) کے نام سے حافظ کی غزلوں کا انتخاب چھپوایا۔ اسکے علاوہ مختلف انتخابات و تفاوت پرن اور وائسین شائع ہوئے اور ۱۲۷۰ھ میں پورا دیوان ملک جبرسن کے شہر لنگرین لائن وید چھاپا گیا۔ حال میں قسطنطنیہ سے چھوٹی قطع پر شائع ہوا ہے جو اپنی محنت، چھپائی، اور صفائی کے اعتبار سے قابل تہد رہے۔ عجم بن طمران، تبریز، اور شیراز سے بکثرت جلدیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں اور ہند میں دہلی، کلکتہ، بمبئی، اور لکھنؤ وغیرہ سے بار بار چھپ کر جس قدر جلدیں نکلتی ہیں ایک ہی میں غالباً انکی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہو چکی ہوگی۔ شہرکان پور بانی رہ گیا تھا جس کو اب پہلی مرتبہ اسکے چھاپے کا افتخار حاصل ہوا ہے۔

دیوان بے حوائی کسی کتاب کے کل یا جز مقامات پر نوٹ دینے یا حاشیہ چڑھانے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ اسکے اجمال کی تفصیل اور مشکلات میں آسانی پیدا ہو مگر جس قدر دیوان حافظ ہندوستان میں معنی صحیح میں وہ اسکے برعکس ہیں۔ ایک معمولی استدعا کا آدمی حافظ کے مطالب کو بلا امداد حاشیہ جس قدر سمجھ سکتا ہے موجود حواشی پڑھنے کے بعد اس قدر بھی ذہن میں باقی نہیں رہتا اور یہ جیسے ہے کہ حاشیہ نگار صاحب نام کی کیفیت سے متاثر اور نہ اس مذاق سے آشنا اور نہ اُن واقعات سے باخبر ہیں بلکہ بنیاد پر حافظ کے اشعار اپنے اپنے موقع سے تصنیف ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایران دہلی میں جب کبھی دیوان حافظ زیادہ اہتمام اور جلی سے چھاپا گیا تو اس سے حواشی خارج کر دیے گئے ہیں۔ لہذا اسی تقلید پر یہ دیوان نامی پریس کان پور سے چھپ کر نکلا ہے جس کا حاشیہ بالکل سادہ اور نہایت صاف چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اس پر الزام نہ ہو سکے کہ "سن چہ می سرایم وطنورہ من چہ می سرایم"۔

محمد حمزہ اللہ رحمہ

## بسم الله الرحمن الرحيم

همچو دشمنای بهید و سپاس بقیاس خداوندی را که جمیع دیوان عاقلان و اوراق بیرونه سلطان ارادت است  
 بی مانند می که رفع بنیان ایوان بنیج سموات بطافاتش عرفان حکمت بی علت او کجایی که طوطی شکر خاسته الهی  
 انسانی را در محاذات آینه تامل عرائس معانی بادای دلگشای این من ابلیسان سحر گو یا که تعلیمی که بطن سکنه  
 خوش نوای زبان را در نفس تنگ دمان بقوت اذان مستقیم در ترنم و نغمه این من البشر بخاکیه آورد مطهر

آن بنده پروری که زبان دمان نداد      در کلام در صدق هر زبان نداد

جان را از لطف عذاب غذای لطیف داد      دل را از مغرور زخم بر میان نداد

در بحر سینه و جسمانی پرورید      در کان طبع لعل سخن بیکران نداد

فی لیسنت جواهر منظوم صلوات بی نهایت دزد و دهنش و تحیات بی انتها و غایات نشاء و ج پر فروع و صدر منور جان  
 که ندای جانقندی ناما نصع العزب بسامع و جامع عالمیان و اویسان ساینده و از شیمیم روح پرور و قوت فیض روحی  
 شام جان نده دلمان هر دو جهان را مسطر و مرق گردانید و گوش هوش دلدار با بر رفوانه با فقر و غر فزانه و جگر  
 از بیت غیور و عظیم که در زخار ساخت و صدای صدق و خوامی تا یطوق عن العونی ان مولانا و فی حی و در افان نفس  
 انداخت آغوش خاتم رسالت و فاطمه منظم رباعیت و بلاغت صادق بران من القرآن و فی البکر صاحت یوان  
 و نامکناه اشعر صدر جریه انبیاء بیت القیاده صفا محمد مصطفی علیه افضل الصلوات و اهل البیت  
 محمد کازل ابر هر چه هست      ایشین نام او نقش بست



دور و دیگران و حیات بی پایان بر اوج طلیعه و اشباح طاهره و سایر اهل عالم علی التوالی علی الانضام و شایسته  
رجال و احباب ارباب و مشر

هزار آفرین از جبهان آفرین بر اولاد و احسان و اوج جمیع

که ستم خوشتر از عبادت و خوشتر از گناه و عبادت را درین بین نهاده و دیدان بیان گمان نهاده اند و چون گمان نهفت  
و بلاغت گوی منزند می سخندانی از فضل و ادبای اقصای اولی در پیوده آصدی صیت سالت برای صوبت بسلامت  
محمد رسول الله و الیه السلام و علی الکفایت و کوشش مضای اطراف عالم و دنیای اکتاف نام رسانید و نشان لسان  
تجربیان الشجره النعمه و انوار بیت جلال محمد کلاک بیت بمانند و شایسته کاسیفات انضام نگام نقدی و بدل  
در معارف و مناقب ایشان سپهر مجرب و متمایل بر روی قیل و قال کشیدند که لایاگون بنده و نوکان کجاست و بعضی از غیر بیت  
مستغرق در دوستان با و جان نشان آرزو در اندر مرغ بود شمع راضیا

خصوصاً امام المشارق و المناد و جامع اصناف المعارف و الحقائق قائل که انکلام الله  
الناطق است و الله انکلیب علی بن ابی طالب علیه الصلوٰه و السلام و التحیه و السلام و انکلام الله

ششمین که سرگاه روز و فطرت بود غرض وجود و تشریف از خلقت انسان  
کتاب که از لطافت و تدبیر و علم یزلی حدیث منقبتش گشته زیور قرآن  
ایر پاک ولایت که شد زبده حال برای دست او مستند لطیف زبان

بر تقارن بسته بلاغت و جوهیران روز باز از فضل و برکت تمامه این خطه سخن شنوایان و کاف و فطن و سالکان  
مسالک نظم و شعر و انکاب مالک و قاف شعر پوشیده نیست که گوهر سخن در اصل خویش بسیار قیمتی و با صفا  
و کلام منظوم و نغیس و نفس خود عظیم و گران بهاست و در دکان امکان هیچ سماعی از ان گرانمایه نزنند و نزنند  
و در بار بار و در هیچ بضاعت از ان بار خفت تر نتوان دید و قیر فی خود را نقدی غیر تر از ان مست دل  
در نیامده و نقشبند فکرت را زیاده تر از ان صورته در پرده خیال رخ نموده و وزن و مقدار این بر شام و بار



ارباب باطن را از مواد و رشتانی افزوده و در هر واقعه مناسب جلال گفته و برای هر کس در منی غریب لطیف  
سسته و معانی بسیار در لفظ آنک خج کرده و آتوالع بدل را در درج الشادنج نمود و گاه سرخوشان  
کوی محبت را بر سر جاده معاشقت نظر بازی داشته شنیده صبر ایشان را بر سنگ بختانی زده گوید **میت**  
بشو اوراق اگر همدرس بائی که علم عشق در دفتر نباشد  
و گاه دُر وی کشان محطیه اود را بگذاردست پیر در میان و مجاورت بیت الحرام خرابات ترکیب کرده

## میت

تا زینجانه و منی نام و نشان نخواهد بود  
سیر خاک و پیر معشایان خواهد بود  
آقامت سبیل طبع لطیف او حکم عیناً میخانه شمی سکنیلا دارد خاص و عام را شامل شایسته شایسته  
فیض فائز فاضی و ادانی را لایح و ساطع نظم مشوره سحر حلاش عقده در زبان ناطقه انگشته عقد منظوم  
فکرش در نملع بحر دکان برده و در شجاعت نیایع ذهن و قادتش حدائق مجلس انس را بزالال مسین  
وین المارگل شمی حیثت نصارت بخشیده و نفحات گلزار فکرش در ریاض جانها معنی آیه تو شمع فیه  
من تو حی فاش کرده کلمات فصیحش چون انقاس سج دل مرده را حیات تازه داده و کلم کلام بحر فاش  
در طوبی مخموری بر بضیا نموده که گوئی که هوای بریج کسب لطافت از اخلاق او کرده و غذا را گل نرسین  
زیب و طراوت از شعرا بر او گرفته و قدر شمشاد و قامت دلجوی سر و کار او اعتدال است از اهرار استقامت

## راے او پذیرفته طبعیت

حد چه میری ای هست نظم بر جاقط قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

بی تکلف هر زرد گوهری که جوهری طبیعت را موجود بود و در بر زینت و شیرینان خلوت سری ضمیر نرسین سلک نظم کشیده  
لاجرم چون خود را بلباس کسوت عبارات و طایفه استعارات آراسته دید زبان مدحی کشته گفت شعر  
و در بمنون گذشته و زینت است هر کسی خبر زده و زینت است

و با مخالفت و موالات بنامازی و رعنائی در آوینخت و در مجلس خاص و عام دخلوت خاص  
بادشاه و گدا و عالم و عامی در هر مقامی شتبا و شور بار انگینخت و گفته بیست

حافظ خلوت نشین روشن بنیاز شد از سیر بیان گزشت بر سیر بنیاز شد

و چون از شبانه شبست و غامزه شهوت مضمون و محروس بود دست تصرف بیگانه بدامن عصمت شان  
نرسید و دامن چادر عصمت شان را که بر سر عکسبت چخانت فرو کشید و رخسار احوال شان از غفلت

عادر و غفلت طعن در مصون عصمت و حرز عصمت محفوظ بماند بیست

گر سن آلوده دامنم چه عجب همه عالم گوازه عصمت اوست

بنابراین غزلهای جفا گیرش بادی متنی بجد و با قایلیم خراسان و ترکستان هندوستان رسیده و  
توافل سخنانی دلپذیرش در اقل زبان با طران و اکناف عراقین و آذربایجان سر کشیده  
قد و هب از رخ و دهب از لبخ سماع صوفیان بے غزل شورا گیر او گرم نشد و دبرم باوشان  
بی نقل سخنان ذوق آمیزش زینت نیاسته بلکه های و هوای مشتاقان بی دلور شوق او بود  
و سرود و دومی پرستان بی غلغل ذوق و درون نگرفته چنانچه در تمثیل این مثل گویند

غزل سرای حافظ بدان رسید که چرخ نوای نعمه ناهید را بهر دایره

چرخ شرع غلبه دانش بر کنی گوئی هزار حسرت حق بر روان حافظ باد

ولی محافظت در سب قرآن و طاعت شغل سلطان و تحشیه کثافات و مضباح و مطالعه مطلع و مفتاح  
و تحفیل قوانین ادب و تحفیس دوا و دین عرب انجم ابیات و تغزلیاتش مانع آمد و از نزدین  
اثبات ابیاتش و از ع گفته مسود این اوراق عفی الله عنه ما بین اقل امام محمد گلشنه ام در کلاه  
مولانا و سیدنا استاد البیتر قوام المله و الدین عبداللہ علی الله تعالی در جات فی الله علیین  
بکرات و مرآت که بنما کرد و رفتی در آستانه محاوره گفته که این خواهر فراموش را همه و یک عقد میباید کشید

و این غرور را در یک سلک می باید پرست تا قلاوه مجید وجود اهل زبان شود و تسمیه و شایع عنوان  
 دوران گرد و دو آن جناب حواله ترفع این ترفع بنامستی روزگار کردی و نقص اهل عصر را عذر آوردی  
 تا در تاریخ سلسله اهدی و تعیین و سبع مائه هجری و دیت حیات بر کلان قضا و قدر سپرد و خست خود  
 از دلیله تنگ این جهان بیرون برده در صبح پاکش با ساکنان عالم علوی قرین شد و پس از محارت  
 بدن بخوابه پاکیزه رویان حرمین گشت **نظم**

ببال باد و طاد و ذال الجبد      ز دور هجرت میمون احمد  
 بسوی جنت اعلی روان شد      فرید عید شمس الدین محمد  
 بن خاک پاک او چون برگه ششم      نگه کردم صف او نور مرشد

سوابق حقوق صحبت و لوازم عمو و محبت و ترغیب غریزان با صفا و تحریر دوستان صاحب فا  
 که صفحه رحال از فروع نور ایشان جمال گیر و در بضاعت افضل بحسن تربیت ایشان کمال پذیرد  
 باعث برترتیب این کتاب و ترویج این ابواب گشت سید کرم و اهل جود و فیض و خیر و بخت که قابل  
 و ناقل و سامع و جامع را در خلال این احوال و اثنا س این اشغال نشایسته تازه دسترس  
 بے اندازه کرامت گرداناد و مهنات زلات را بقیض کامل و لطف شامل در گذراند و اداء علی  
 ایستاد و قدیر و بالاجابة جبریز و الله الموفق و المستعان و الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد  
 خاتم النبیین و عمره الطاهرین **نظم**

و هو من نتائج طبعه اللطیف فی القصائد فی مرح خواجه محمد

ز دلبری نتوان لاف زو یا سانی      هزار نکته درین کاست تاوانی  
 بجز شکر و مینی مایاست خوبی را      بنامه نتوان زو در سلیمانی

هزار سلطنت و لیری بدان خرسد  
چه گردد اگر بر این غنچه ترستی ما  
بنشین زندان سرے فرود آید  
بیار باد و رنگین که صد حکایت خوش  
بناک پای صبحی کشان که نامست  
یہج زاهد ظاہر پرست ششم  
بیاد پست و بلند خویش خیرے کن  
گیر چشم عنایت ز حال حافظ باز  
وزیر شاه نشان خواجہ ترین زبان  
قوام دولت و دنیا محمد ابن علی  
تھے حمید و خصال کنگاه فکر صواب  
طراز دولت باقی تراست یزد  
اگر نه گنج عطاسے تو دشگیر شود  
توئی کہ صورت جسم ترا ہیو نیست  
کدام پایہ تقییم نصب شاید کرد  
دردن خلوت کردیان عالم قدس  
سوانح کرمست را چگونہ شرح و رسم  
صواعق سخت را نمیتوانم گفت  
کنون کہ شاہد گل را بجلد گاہ چین

کدردے بہر خوشش الگجانی  
مباوختہ سمندت کہ تیر سیرانی  
کہ گنجاست درین میری سامانی  
بگویم و بکنم خرمہ در سلجانی  
یکوی میکده استاد ام برد بانی  
کہ زیر خرقة نزار داشت پنهانی  
کہ تاخذ آتش محمد دار و از پریشانی  
و گرنہ حال بگویم با صفت ثانی  
کہ ترمست باو حال شی و جانی  
کہ میدرخشدش از چہ نور برزدانی  
ترا رسد کہ کنی دعویے سلجانی  
کہ ہمت نہ فرام عالم خالی  
ہمہ بیضا زمین و نہد ہمدانی  
چو جوہر ملک در لباس انسانی  
کہ در مالک فطرت نہ بر آسانی  
سریر کلک تو باشد سماع روحانی  
تبارک اللہ از ان کار ساز روحانی  
نعموہ باشد از ان فتنہای طوفانی  
بجز نسیم صبا نیست ہمہ بانی

شقائق از پے سلطان گل بسازد باز  
 بدان رسید ز سحر سیم باد بهار  
 سحر گم چه خوش آمد که یل غلبه انگ  
 که تنگدل چه نشینی ز پرده بیرون ملک  
 کن کمی خوری بی جال گل یک ماه  
 جفا نشیوه دین پروری بود حاشا  
 بشکر تمبختی که زبان بر بخت  
 رموز ستر نامحقر چه داند آن غافل  
 طرب سرای وزیرست مایه قلمدار  
 در دین پرده گل غنچه بین کمی سازد  
 تو بودی آن دم صبح امید کز مهر  
 شنیده ام که ز من یاد کسی که گه  
 ز حافظان جهان کسج بنده معز کرد  
 هزار سال بقا بخشد مدایع من  
 سخن دراز کشیدم طے امید هست  
 همیشه تا به باران صبا بصفت به بارغ  
 بارغ ملک بشاخ اهل مسموم داند

بباد پاس صبا لاله های نمائی  
 که لاف میندازد روح در لاجریانی  
 بنچہ میسر دو میگفت از سخندانی  
 که در غمت شرابے چو لعل ربانی  
 که باز ماه در گرسه خرمی پیشانی  
 همه کرامت و لطفت شمع یزدانی  
 بکوش کز گل و دل داد عیش بتانی  
 که منجذب نشد از جذبه های سبحانی  
 که غیر جام سے نجا کند گران جانی  
 ز بهر دیده خصم تو لعل بیکانی  
 بر آرمی و سر آمد شبان ظلمانی  
 ولی مجلس خاص خود میخوانی  
 لطافت حکمی با کتاب قرآنی  
 چنین شاع نفیس بچون توارزانی  
 که ذیل عفو بدین با جسر ابوشانی  
 منزه نقش نگار در خطایریحانی  
 شگفت باد گل دولت باسانی

الحمد لله رب العالمين



در مطبع نامی کاپن و چاپشده



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلَا يَأْتِيهَا السَّاقِي اِدْرَكَ سَاوَنَاهَا  
 بِيَوْمِ نَافِدِ كَاخِرِ صَبَا زَانِطٍ وَبِجَاهِ  
 بِي سَجَادٍ وَتَحِيْنِ كُنْ رُتِ پِيرِ مَنَانِ گوی  
 مراد مترجمان چاهن ویش چون هر دم  
 شبت ریک نیم موج و گردا چنین اهل  
 همه کارم ز خود کامی به بنامی کشید آخر

که عشق آسان نمود اول لے افتاد سگها  
 ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد دلها  
 که سالک شے خبر نو در راه و رسم مترجما  
 جرس فریاد میسازد که بر بندید محله  
 کجا دانستد حال ما بسکاران ساحله  
 نهان کی مانند آن رازی کز سازد مخفله

حضور گریخته ای ازوغائبه جاف  
 مستی مالتق من تنوی وع الدنیا و الخف

ای فروغ جهان از روی رخشان شما

آبروی خوبی از چاه رخندان شما

غم ویدار تو در و جان بر لب آمد  
 کی دهد دست این غرض پاک بهرستان شود  
 کن در بزرگست طرئی زیست از غایت  
 بخت خواب آلود باید از خواب شد رگر  
 با صبا عمر و بفرست از رخست گلدسته  
 دل خرابی می کند و دلدار را اگر گنبد  
 عمران با دژ از ای ساقیان بزم جم  
 ای صبا با ساکنان شمشیر بزرگ را بگو  
 گرچه دریم از بساط قرب همت دوریت  
 دور دار از خاک و خون دامن چو بر ما بگذری  
 ای شهنشاه بلند اختر در آسمان

باز گرد و یا بر آید صیبت فرمان شما  
 خاطر محسوس مار لب پریشان شما  
 بیکه بفرموده شد ستوری بستان شما  
 زانکه زبرد دیده آبی روی رخشان شما  
 بو که بوی بشنوم از خاک بستان شما  
 زینهار ای دستان جان من بجان شما  
 گرچه جام مانند پیچم بدور ان شما  
 کامی سبز با حق شناسان گوی میدان شما  
 بنده شاه شماییم و شناخوان شما  
 کاندین ره گشته بسیار در قربان شما  
 تا بیوتم همچو گردون خاک ایوان شما

میکنند حافظ دعائی بشنوائی

روزی مباد عسل شکر افشان شما

دل میروزد دستم صاحب دلان خدا را  
 دو روزه مهر گردون آسمان است و آفتون

درد او که را ز پنهان خواهد شد آشکارا  
 نیکی بجای یاران فرصت شمار یاران

کشتی شاکت گانیم ای باوشت و بر خیز  
 در حلقه گل و گل خوش خواند و دوش بلبل  
 ای صاحب کرامت شکرانه سلامت  
 آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفت  
 در کوی نیکنامی ما را گذر زنده اند  
 آینه بسکندر جام جم است بنگر  
 سرکش مشوک چون شمع از غیرت بسوز  
 گر مطرب حریفان این پاریسی بخواند  
 آن تلخوش که صوفی ام الحجابتش توهم  
 هنگام تنگدستی در عیش کوش و دستی  
 خوابان پاریسی کو بخشندگان عمرند

باز می بینیم آن یار  
 با تو نمی پسندی  
 تا بر تو عرضت  
 دلبر که در کف  
 در رقص حالت  
 آشتی لنا و احسن  
 کاین کیمیا  
 ساقی بده بشارت

باشد که باز می بینیم آن یار  
 با تو نمی پسندی گن در دیش سینوار  
 با دوستان تملقت با دشمنان ارا  
 گر تو نمی پسندی تفسیر کن قصه ارا  
 تا بر تو عرضت دارد احوال ملک ارا  
 دلبر که در کف ادموم است سنگ خارا  
 در رقص حالت آرد پیران پارسا را  
 آشتی لنا و احسن من قبله العذارا  
 کاین کیمیا هستی قارون کند ارا  
 ساقی بده بشارت پیران پارسا را

حافظ بخود بنوشید این خرقة رمی آلود  
 ای شیخ پاک دامن معذور دایرا

۱۰

ساقی بنور باد به برافتر و ز جام ما  
 مادر پیا له عکس رخ یار دیده ایم

مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما  
 ای بخوب ز لذت شرب مدام ما

چندان بود که شمه و ناز سستی بدان  
 هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد عشق  
 مستی بچشم شایه و لبند با خوش است  
 ترسم که صرغه نبرد روز باز خواست  
 ای باد اگر نگلشن احباب بگذری  
 گو نام ما زیاده جسم آنچه میسر  
 گرفت همچو لاله دلم در هوا می سرو  
 دریای اخضر فلک و کشتی بلال

دو بیت نادر در دفتر انجمن

کاید بجلوه سرو و صنوبر خرام  
 ثبت است بر جریده عالم دوام  
 زان رو سپرده اندستی زمام  
 نان جلال شیخ ز آب حرام  
 ز مخار عرصه ده بر جانان پیام  
 خود آید آنکه یاد نیاری نه نام  
 اشی مرغ بخت کی شوی آخر تو رام  
 هستند غرق نعمت حاجی توام

حافظ ز دیده دانه اش که می نشان  
 باشد که مرغ وصل کند قصه دایم

۱۳۱

صلاح کار کجا و من حشر اب کجا  
 چه نسبت برندی صلاح و تقوی را  
 دلم ز صومعه گرفت و خرقة سالوس  
 بشد زیاده خوشش باید روزگار وصال  
 ز روی دوست دل دشمنان چه دریاید

بین تفاوت ره از کجاست تا کجا  
 سماع و عطف کجا نعمت ره باب کجا  
 کجاست دیر معانی شراب نام کجا  
 خود آن کرشمه کجاست آن عتاب کجا  
 چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا

ببین بسبب نغدان که چاه در راه است  
چو کلن سنیش با خاک آستان شست

کجا همی روی ای دل بدین شتاب کجا  
کجا رویم بستر ازین جناب کجا

قرار و خواب حافط مطمع مدارای دوست  
قرار صیت صبوری که ام و خواب کجا

اگر آن ترک شیرازی بپست آرد دل مارا  
بره ساقی می باقی که در حبت نخواهی یافت  
فغان کین لولیان شوخ شیرین کا شهر آشوب  
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست  
من از آن حسن زافزون که یوسف داشت چشم  
حدیث از مطرب می گوید و راز دهر کمتر جو  
نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست اند  
بدم گفستی و خرمدم عفاک الله لک گفتی

بخال هندو تن بخت هم سمرقند و بخارا  
کنار آب رکنا باد گلگشت مصلی را  
چنان بدند صبر از دل که کان حق ان یغارا  
باب رنگ خال خطا چه حاجت نمی یارا  
که عشق از پرده عصمت بدون آرد زینجار  
که کس نکشود و نکشاید بحکمت این ستمارا  
جو امان سعادتمند پندیرد امانارا  
جواب تلخ می زید لب لعل شکر خارا

غزل گشتی و درستی بیا و خوش بخوان حافظ  
که بر خطم توافشانند فلک عقد ثریارا

دشمن از مسجد سوی میخانه آمد پیرا

صیت یاران طریقت بعد ازین تدبیرا

در خرابات مغان تا تیرم مترل شویم  
ما میدان و بسوی کعبه چون آریم چون  
عقل اگر داند که دل بر بندلفت چون شست  
روی خوبت آیتی از لطف برما کشف کرد  
بادل سنگینت آیا میج در گیر و شب  
مرغ دل را صید جمیعت به ام اقا بود  
باد بزلت تو آمد شد جهان بر من سیاه  
تیر آه باز گردون بگذرد جان عنبرین

در خرابات

کاخچین رفتست در عهد ازل تدبیر ما  
رو بسوی خانه حسنا دارد پیر ما  
عادت لسان دیوانه گردند از پی زنجیر ما  
زان سبب جز لطف و خوبی نیست در نفس ما  
آه آتش بار و سوز ناله مشکبک ما  
زلف بکشادی و باز از دست شد نجیر ما  
نیست از سودای زلفت بیش ازین توقیر ما  
رحم کن جربان خود پر مهر کن از تیر ما

بر در میخانه خواهم گشت چون حافظ المقم  
چون خراباتی شدای یا بر طریقت پیرا

شب از مطرب که دل خوش بادوی  
چنان در جان من سوزش اثر کرد  
حریفی به مرا ساقی که هر دم  
چو شوقم دید در ساغری آتش زد  
رانی می مرا از مشت برستی

یا

شنیدم ناله جان سوزنی را  
که بی رقت ندیدم هیچ شمی را  
ز زلف و رخ نمودی شمس و دی را  
بگفتم ساقی فرخنده پی را  
چو میو دی پایا پی جام می را

خاک الله عن مشر الزواب جزاک الله فی الدارين خیرا

چو بخود گشت حاقط کی شمار  
بیک جو ملک کاهوس دے را

صوفی بیا که آنه صافست جام را  
راز درون پرده زربدانست پرس  
عقباتکار کس نشود دام با زمین  
من کن زمان طمع ببردیم ز غایت  
مار ابر آستان تو بس حق خدمتست  
در عیش نقد کوش که چون آبجور نماند  
در بزم دوزیک و قدح در کش و برود  
ای دل شباب فت و نچیدی گل عمر

آبانگری صفای مے لعل فام را  
کین حال نیست صوفی عالی مقام را  
کاشجا همیشه باو دستست و ام را  
کاین دل نهاد در کف عشقت ز مام را  
ای خواجه بازمین بترجم عن سلام را  
آدم بهشت روضه دار اسلام را  
یعنی طمع مدار وصال و ام را  
پیرانه سر کن هست رنگ و نام را

حافظ مرید جام جمست ای صبارو  
وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

رواق عہد شبابست دگر بتان را  
ای صبا گز جوانان چسپن بازری

میرسد مژده گل لعل خوش الحان را  
خدمت پیرسان سرو گل و ریحان را

ایکه بر به کشتی از غمت سیر بار چو کان  
 ترسم آن قوم که بر در دستان منجند  
 یا بر مردان خدا باش که در کشتی نوح  
 برو از خانه گردون بدرونان مطلب  
 گر چنین جسلوه کند منجیه باده فروش  
 نشوی واقف یک نمک ز اسرار وجود  
 هر که خواجگه آخربو دشتی خاکست  
 ماه کنعانی من سندی مصر آن تو شد  
 در سبزلت ندانم که چه سودا داری  
 ملک آزادی و گنج قناعت گنجیت

مضطرب حال گردان من سرگردان  
 در سیر کار خرابات کنند ایمان  
 هست خاک که بآبی نخر دطوفان  
 کین سیه کاسه در آخر بکشد همان  
 خاکروب در محبت که کنم مرگان  
 اگر تو سرگشته شوی دایره امکان  
 کوچ حاجت که بر افلاک گشتی ایوان  
 وقت آنست که بدو دکنی زندان  
 که بزم بزرده گیسوی مشک نشان  
 که بشمشیر میر نشود سلطان

حافظ نامی خور و زندی کن و خوش باش  
 دایم زودیر کن چون دگران بستر آن را

بکلام زمان سلطان که رساندین خمار  
 چه قیامت جانان که بباستان نخی و  
 زرقیب دیو سیرت بخدا می پناهم

که بشکر پادشاهی ز نظر مران گذار  
 رخ همچو ماه تابان دل چو سنگ خارا  
 مگر آن شهاب ثاقب مددی کند سهارا



دلِ عالمی بسوزی چو عذار بر فروزی  
 قرۂ سیاه است اگر دوسوی خون با اشارت  
 همه شب درین امیدم که نسیم صبحگاهی

تو ازین چه سود داری که نمیکنی مدارا  
 ز فریب او بیندیش و غلط کنی مکارا  
 به پیام آشنائی بنواز د آشنارا

بند که بر عهده توبه حافظ سحر خیز  
 که دعای صبحگاهی اثرش کند شمارا

صبا بلطف بگو آن غزالِ رعنارا  
 شکر فروش که عمرش دراز باد و چرا  
 غرور حسن اجازت مگر ندادی گل  
 بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر  
 چو با حبیب نشینی و باد به پیامی  
 ندانم از چه سبب زنگ آشنائی نیست  
 جز این قدر توان گفت در حالِ تعجب

که سر بکوه و بیابان خود دمارا  
 تفقده نکنند طوطی شکر خارا  
 که پرشته نکنی عند لب شیدارا  
 به بند و دامن بگیرند مرغ داندازا  
 بیاد آرد حریفان باد به پیامرا  
 سہی متدان سیمه چشم ماه سیامرا  
 که خال مهر و وفا نیست روی زیبارا

دور آسمان چه عجب گز گفته حافظ

سماعِ خمره برقص آوردی حار را

خاک بر سر کن غم آیام را

ساقیا برخیز و درده جام را

ساغر می در کفم ز تار سر	بر کشم این دلق ازرق قام را
گر چه بنامیست نزد عاقلان	مانی خواهم ننگ و نام را
باده در ده چند ازین باد غور	خاک بر نفس تا فرجام را
دو دانه سینه سوزان ش	سوخت این افسرگان خام را
محرم را ز دل شیدای ش	کس نمی بیستم ز خاص و عام را
با دلارای مرا خاطر خوش است	کز دلم کی باره برد آرم را
ننگ و دیگر بر رواند چین	هر که دید آن سروسیم اندام را
از سر دنیا گدشتی غم خور	خوش بخور هم خوشن بر آیم را

صبر کن حافظ بختی روز و شب

عاقبت روزی بیابی کام را

بر تسم تو دانی و دل غمخور را	بخت بد تا کیجا می برد لبخور را
نثار مرثه چون زلفت تو در دگریم	قاصدی کز تو سلا می برساند بر را
عائده ام هم به عادت برآرد	که وفا با تو تیرین باد و خدایا و را
به خلق جهان برین توحیف خورند	یکشد از همه انصاف ستم داو را
مرت گریه عالم بر من بجز و شنند	نشان بر ده واسه تو برون از سر را

فلک آواره بهر سو کند رم میدانه  
 ورو مندم خبر میداد از سوز درون  
 باز و صفت رخ زیبای تو نام زدیم  
 زود باشد که بساید بسلامت یارم

ریشک می آیدش از صحبت جان پرور  
 دهن خشک لب تشنه و چشم تیر  
 ورق گل نخل است از ورق دفتر  
 ای خوش آن رفو که آید بسلامت بر

هر که گوید که کجاست خدا را حافظ

گو زاری نفس کرد و برفت از بر

لطف باشد گر نپوشی از گدازد  
 بچو مار و تم دایم در بلا  
 کی شدی مروت در چادر خندان  
 بوی گل برخاست گویی چمن مروت

تا بجام دل نه بسند دیدۀ مروت  
 کاشکے هرگز ندیده دیدۀ مروت  
 اگر نگفتی شمه از حسن مروت  
 بلبان مستند گویی دیده چون مروت

میکشتم جور و جفا دیت ز بجران ای صنم

روی بنما تا به بسند حافظ مروت را

تا جمالت عاشقان از دبوصل وصل  
 آنچه جان عاشقان از دست بگریزند  
 ترک ماگر میکنند زندی دوستی جان بن

جان دل افتاده اند از زلفت و قانت  
 کس نمیده در جهان جز کشته گان  
 ترک مستوری ز بهت کرد باید اول

بزم عیش و موسم شادی و نهنگام طرب  
 پنج روز آیام عشرت را عنایت دان و لا

حافظا گریای بوس شاه دست میثد  
 یافتی در هر دو عالم ز نیت غر و عسلا

میدر صبح کله بسته سحاب  
 میچسکد ثرا لبر رخ لاله  
 می وزد از چمن نیم بهشت  
 تحت زترین ز دست گل چمن  
 لب و دندان تو حقوق نمک  
 در میخانه بسته اند مگر  
 در چنین موسم عجب باشد  
 زاهدای نبوشش ندانم  
 گزشتان زاب ز زندگی چوئے  
 چون سکندریات اگر طلبی  
 بر رخ ساقی یری پیکر

در بزم زین کلام

الصباح الصبح یا اصحاب  
 المدام المدام یا احاب  
 خوش بنوشید و انعامی ناب  
 راح چون لعل تشین در باب  
 داشت بر جان سینه های کباب  
 افتح یا مفتح الابواب  
 که ببندند میسکه بهشتاب  
 فالتقوا الله یا اولی الاباب  
 می نوشین بخویانگ رباب  
 لب لعل نگار را در باب  
 موسم گل نبوشش باده ناب

حافظا غم مخور که شاه بخبت  
 عاقبت بر کشد ز چهره نقاب

گفتم ای سلطان بآن حم کن این غریب  
گفتش بگذر زمانی گفت مسدوم باد  
حقته بر سنجابش ای نانشی راجه غم  
ایکه در زنجیر زلفت جان چندین آشت است  
بغریب قاده است آن نوزخ اگر دخت  
می نماید عکس من در رنگ روی شوت  
گفتم ای شام غریبان طره شب رنگ تو  
باز گفتم ماه من آن عارض گلگون پوش

باز

باز

گفت و دنبال دل هم کست مسکین غریب  
خانه پروردی چه تاب آر غم چندین غریب  
گر ز خار و خار سازد بستر و بالین غریب  
خوش قناد آن خال شکین بر رخ مسکین غریب  
اگرچه نبود در نگارستان خط شکین غریب  
همچو برگ ارغوان بر صفحه نیر غریب  
در سحرگاهان حذر کن چون نبالین غریب  
در نه خفای ساخت مار خسته و مسکین غریب

گفت حافظ آشنایان مقام حیرت اند  
دور بود گر نشیند هسته و مسکین غریب

آفتاب از روی او شد در حجاب  
دست ماه و مهر بر بند حسن  
از خیال باز نشناید کس  
شاهدان مستور وستان بی شکیب  
خون دل در جام دیدم از شرک

سایه را باشد حجاب از آفتاب  
ماه بی مهرم چو بر بند نقاب  
گرد تا غوغای بیدیم شب بخواب  
خالقه معمور و رویشان خراب  
آبر و برباد و ادم از شراب

از براسے بادہ سے باید زدن

مختب را حدیجید و حساب

سوزستان گردانند مختب

در دم زمی شان ز بر نقش آب

حافظا و عطا و نصیحت گوکن

ترک ترکان خطا بنود صواب

بدر

تعالی الله چه دولت دارم شب

چو دیدم روی خویش نبجده کردم

نهال عیشم از وصلش برآورد

کشد نقش انا الحق بر زمین خون

برات لیلۃ القدری بستم

بران غمزم که گر خود میرود سر

تو صاحب نعمتی من مستحقم

همی ترسم که حافظا محو گردد

ازین شورے که در سر دارم شب

صبح دولت میدم کو جام همچون آفتاب

خانہ بی تشویش و ساقی یار و مطرب بزرگو

که آمد ناگهان دلدارم شب

بحمد الله نکو کردارم شب

ز محبت خویش بر خور دارم شب

چو منظور ارکشی بردارم شب

رسید از طالع بیدارم شب

که سر پوش از طبق بردارم شب

ز کوه حسن ده خنق دارم شب

فرستی زین بر کجا باشد برده جام شراب

روسم عیش است دور ساغر و عهد شباب

بدر

شاهد و ساقی بدست افشان مطرب یا کوی  
خلوت خاصست و جای امن جز تنگانه نشین  
از خیال لطف می مشاطه چالاک طبع  
از بی نفسی کج طبع و زیور حسن طرب

این شعر در کتاب  
مجموعه اشعار  
میرزا حسن  
کاتب

غمزه ساقی ز چشم می پرستان برده خوب  
این که می نیم به بیدار است یارب یا بخواب  
و ضمیر برگ گل خوش میکند پنهان گلاب  
خوش بود و کب زین جام با لعل مذاق

ما شد آن سه مشتری دُرهای حافظ را بگوش  
میرسد هر دم بگوش زهره گلبانگ رباب

ز باغ وصل تو یارب ریاض رضوان کب  
چو چشم من همه شب جوئی باغ بهشت  
بحسن عارض وقت تو برده اندیشه  
بهار شمع جمال تو داده در هر فصل  
لب و دهن ترا ای ببا حقوق نمک  
بوخت این دل با دو بکام دل نرسید  
گمان ببر که بدو تو عاشقان مستند  
مرا بدو ربست شد یقین که جوهر نعل  
محل که عمر به پیوده بگذرد حافظ

در کتاب

در کتاب

در کتاب

ز تاب بحر تو دار دست در دوزخ تاب  
خیال ز گسست تو بیند اندر خواب  
بهشت و طوبی و طوبی لیم و حسن مآب  
بهشت ذکر جمیل تو کرده در هر باب  
که هست بر جگر ریش و سینهای کباب  
مرا مگر اگر بر سید ز نیخته خونت تاب  
خبر نداری از احوال زاهدان خراب  
پدید میشود از آفتاب عالم تاب  
بکوش و حاصل عمر عزیز از ریاب

بیا که قصر ازل سخت است بنیاد است  
 غلام همت آنم که زیر چرخ کبود  
 نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر  
 مجودستی عهد از جهان است نهاد  
 چه گویت که میخانه دوش مست خراب  
 که اسی بلند نظر شاه باز سره نشین  
 تراز کنگره عرش میزند صفیر  
 غم جهان مخور و پسند من میر از یاد  
 رضا بداده بده و در حسین گره بچساک  
 نشان هر دو فایست در تبسم گل

بیار بادو که بنسیا د عمر با دست  
زهر چه زنگ تعلق پذیر آزادست  
که این حدیث زیر طریقتم یادست  
که این عجزه عوس نه ادا ما دست  
سروش عالم غنیم چه مرد ادا دست  
فیض من تو نه این کنج محنت آبادست  
نه نیست که درین د اگه چه انقادست  
که این لطیفه تغرق بهر می یادست  
که بر من و تو درخت سیاه کشادست  
بنال تلبیس مسکین که جایی فریادست

مختصه به دانش

حسد چه می بری ای ست نظم ز جاقظ  
قبول خاطر و طبع سخن خدا و است

22

مراقبا دول از کف ترا چه افتادست  
نصیحت همه عالم بگوش من یادست  
وقیقه ایست که هیچ آفریده نکشادست

برو بکار خود ای دعا عطا این چه فریادست  
بکام تازساند مرالبش چون نای  
میان او که خدا آفریده است از هیچ



گدای کوئی تو از هشت خلد مستغنیست  
اگر چه سستی عشقم خراب کرده‌ای  
ولا مثال زبیداد جور یار که یار

ایسر نبند تو از هر دو عالم آزاد است  
اساس هستی من زمین خراب آباد است  
ترا نصیب همین کرده است و این دست

بر و فسانه مخوان و فسون مردم حافظ  
کزین فسانه موافسون مرا بسی یاد است

روزه می‌کوشد و عید آمد و دلها بر خاست  
نوبت زهر فردشان گران جان بگذشت  
چه ملاست بود آن را که چو مایه خورده  
باده نوشی که درو، سیج ریائی نبود  
مانه مردان ریائیم و حرفان نفاق  
فرض باز دگر داریم و یکس نکینیم  
چه بود گر من و تو چند قدر باده خوریم  
این نه عیبست کزین عیب حسل خواهد بود

می‌بختانه بخوش آمد و میاید خواست  
دقت شادی و طرب کردن نذران خواست  
این عیبست بر عاشق رننده خطاست  
بهتر از زهر منسروشی که در درو ریاست  
آنکه او عالم سرت بدین حال گوشت  
و آنچه گویند روایت بگویم روایت  
باده از خون نر است نه از خون شمشاد  
در بود عیب چه شد مردم بی عیب کجاست

حافظ از عشق خط و خال تو سرگردانست  
بمحو پرگار و لے نقطه دل پار جاست

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست  
 سرمه بدینا و عفت بی فروغی آید  
 در اندرون من خسته دل ندانم کیت  
 دلم ز پرده برون شد کجائی ای مطرب  
 مرا کار جهان هرگز التفات نبود  
 تحفته ام بجایای که می یزم شبها  
 چنین که صومعه آلوده شد بخون دلم  
 ازان بدیر من نام غریب دارند  
 چه ساز بود که بخواست مطرب عشاق  
 خار عشق تو در شب در اندرونم بود

سخن شناس نه دلبر اخطا نیجاست  
 تبارک الله ازین فتنها که در سبک است  
 که من خموشم و او در فغان در غوغاست  
 بنال مان که ازین پرده کار با نبیاست  
 بخ تو در نظر من چنین خوشتر است  
 خار صد شب به دارم شرابخانه کجاست  
 گرم باده بشوید حق بدست نماست  
 که آتشی که نیست همیشه در دل باست  
 که رفت عمر و هنوزم دماغ پر ز صد است  
 کجاست وقت عبادت چه وقت حاجی و کاست

ندای عشق تو دوشم در اندرون دارند  
 نصای سینه حاقط هنوز زیر صد است

روضه خلد برین خلوت درویشان است  
 کنج عزلت که طلسمات عجیب دارد  
 قصر فردوس که رضوانش ربانی است

مایه محبت خدمت درویشان است  
 فتح آن در نظر همه درویشان است  
 منظری از زمین زهرت درویشان است

آنچه ز میشود از پر تو آن قلب سباه  
 و آنکه پیشش بنجد تلج تکبر خورشید  
 دولتی را که نباشد غم از آسیب زوال  
 خسروان قبله حاجات جهان اندر لعل  
 روی مقصود که شامان جهان مطلقند  
 ای تو اگر مفروش اینم تخت که ترا  
 گنج قارون که فردیس رود از قعر هنوز  
 بنده صف عهده یم که در سلطنتش

کیمیاست که در صحبت درویشانست  
 کبریاست که در حشمت درویشانست  
 بی تکلف بشند دولت درویشانست  
 از ازل تا باید فرصت درویشانست  
 منظرش آنکه طلبت درویشانست  
 سروری در کف همت درویشانست  
 خوانده باشی تو که از غیرت درویشانست  
 صورت خویش و سیرت درویشانست

حافظ اینجا باب باش که سلطان ملک  
 همه در بندگی حضرت درویشانست

مطلب طاعت و پیمان در دست ازینست  
 من همانم که در وضو ساختم از چشمه عشق  
 می بده ماد هست آگهی از بر قصصا  
 مکر کوه کم است از ذکر مورایخبا  
 جان فدای دهنست باد که در باغ نظر

که پی پیانه کشتی شمره شدم رو در دست  
 چار تکبیر زدم یکسره بر مهر چه که هست  
 که بروی که شدم عاشق و بروی که هست  
 نا امید از در رحمت مشوای باده پرست  
 چمن این ای جهان خوشتر ازین غنچه نیست

بجز آن ز کس ستانه که پیشش مرصاد  
زیر این طارم فیر دزد کنشش

حافظ از دولت عشق تو سلیمانی یافت  
یعنی از وصل تو اش نیست بحسب باد بهشت

<p>که هر چه بر سر بامیر و دارادت است ننادم آینه در دست ابل رخ دوست فدای قند تو هر سر و بدن که بر لب بهشت که باد غالیه ساگشت و خاک عنبر بهشت چرا که حال نکودر قفا سے فال بخت که چون تنگ در قفا سے غنچه تو بر بخت بسایری که درین آستانه سنگ بهشت چه جای کلک دیده زبان بجهده گوت</p>	<p>سیر از ادب ما و آستان حضرت دوست نظیر دوست ندیدم اگر چه از مهر و مهر نثار به وی تو هر برگ گل که در چمن است مگر تو شانه زدی ز لب عنبر افشان را رخ تو در منظر آمد مراد خواهم یافت صبا ز حال دل تنگ ما پیش شرح ده نه من سبک کش این دیر ز به سوزم و بس زبان ماطقه در وصف حسن ادالات</p>
---	---

ناین زمان دل حافظ در آتش طلب است  
که داغدار ازل چو لاله خود دروست

<p>دیدم آینه را طلعت است گردنم زیر بار نیست است</p>	<p>دل سیر پر د و محبت است من که سر در نیارم بر دو کون</p>
---	---

تو و طوبی و ما و قاست یار  
 دور بخون گشت و نوبت است  
 من که باشم در آن حرم که صبا  
 ملک عاشقی و گنج طرب  
 من و دل گرفتاشیوم چه پاک  
 بی خیالش بسا و منظر چشم  
 اگر من آوده دهنم چه عجب  
 هر گل نو که شد چمن آراست

فکر هر کس بقدر همت است  
 هر کسی بنحیبه روزه نوبت است  
 پرده دار حسیم حرم است  
 هر چه دارم زمین همت است  
 غرض اندر بیان سلامت است  
 زانکه این گوشت فاضل است  
 همه عالم گواه عصمت است  
 اثر رنگ دوی صحبت است

نقراط برین کجاست  
 سینه گنجینه محبت است

آن سیه چرده که شیرینی عالم با او  
 اگر چه شیرین دهنش آن پادشاه است  
 روی خوبست و کمال هوش و دهن پاک  
 خال مشکین که بر آن عارض کند غم است  
 دلبرم عزم سفر کرد و حجت دار ایاران

چشم میگون لب خندان دل خرم با او  
 آن سلیمان زمانست که خاتم با او  
 لاجرم همت پاکان و دو عالم با او  
 سر آن دانه که شد رهن آدم با او  
 چه کنم بادل محبوس که هر دم با او

با که این نکته توان گفت کمان خشکین دل

گشت مارا و دم عیسی مریم با دوست

حافظ از مستعدانست گرامی و دانش

زانکه بختایش بس روح مکرّم با دوست

دارم امید عاطفتی از جناب دوست  
 و انهم که بگذرند از سر جرم من که او  
 بی گفتگوی زلف تو دل را همی بزد  
 عمریت تا ز زلف تو بونی شنیده ام  
 بهیچست آن دهان که ندیدم از دشتان  
 دارم عجب نقش خیالش که چون زلفت  
 چندان گریسم که هر آنکس که برگذشت  
 از سر جوگوی بر سر کوی تو خستیم

کردم خیانتی و میدم بعبود دوست  
 گرچه پرپوش است ولیکن نشسته خوست  
 باروی دلکش تو که روی گفتگوست  
 زان بوی در شام دل با منوز بوست  
 نویت آن میانم ندانم که آن جویست  
 از دیده ام که دیدم شکرش تو بوست  
 در دیده ام جویدم روان گفت اینجا بوست  
 واقف نشد که چه گویت اینجا بوست

حافظ بدست حال پریشان تو دلی

بر یاد زلف یار پریشانیت نکوست

آن شب قدری که گوید اهل خلوت شست  
 ناگسوسی تو دوست ناسر زبان کم رسد

یار این تاثیر دولت از کدامی کو کست  
 هر دلی در حلقه در ذکر یار ب یارست

تشنه چاه ز نخت در آن توام که هر طرف  
آب نغوی بر عارضش بین کافیا گیم در  
اندر آن بوی که بپشت صباست و نوزین  
شسوار من که سه آینه دار روی است  
آب جویانش ز منقار بلاغت میچکد  
من نخواهم کرد ترک لعل یار و جامه

بیت

در هوای آن عشق

صد هزارش گردن جان بر طوق عیبت  
در هوای آن عشق تاملت گذشت عیبت  
با سلیمان چون بر ایم من که موم کمر بست  
آنج خورشید بلندش خاکل غل کمر بست  
نزع کلک من بنام ایزد چلی شربت  
زاهدان معذور دارم که انیم ندم بست

آنکه ناک بر دلم از زیر چشمتی سیرند  
قوت جان حافطش در خنده زیر بست

سینه ام ز آتش دل در غم جانانه بسخت  
تخم از دوا سخته دور می دلبر گداخت  
هر که ز بخیر سر زلفت پر پر و سه تو دید  
سوز دل بین که زین آتش شکم دل شمع  
چون پیاله دلم از توبه که کردم شکست  
باجرا کم کن دیار آ که مرا مردم چشم  
آشنائی نه غریب است که دلسوز من است

بیت

آتش بود درین خانه که کاشانه بسخت  
جانم از آتش بجز نجیبانه بسخت  
شد پریشان دلش بر من دیوانه بسخت  
دش بر من ز سر مهر چو پروانه بسخت  
چون صراحی جگر می بی پیانه بسخت  
خرق از سر بر آرد و بشکرا نه بسخت  
چون من از خوش رفتم دل بیگانه بسخت

خرقه زهر مر آب خرابات ببرد خانه مشتل مرا آتش خمنا به بوخت

ترک فسانه بگو حق فقط آدمی نوش دمی  
که تخفیم شب و شمع با فسانه به بوخت

ز اهر طاهر پست از حال ما آگاهیت  
در طریقت هر چه پیش سالک بد خیر است  
تا چه بازی رخ نماید بیدستی تو هم زنده  
این چه استغاثت یاربین چه داد و حاکم  
چیت این بخت بلند ساده بسیار نقش  
صاحب دیوان ما گویا نمیداند حساب  
هر که خواهد گویا و حیر که خواهد گوید و  
هر چه هست از قامت ما سازبی اندام است  
بر در میخانه رفتن کار یک رنگان بود  
بنده پیر حیرت را با تم که لطفش دائم است

در حق ما هر چه گوید جای هیچ اگر است

در حق ما هر چه گوید جای هیچ اگر است  
در صراط المستقیم ای دل کس گمراهیت  
عرصه شطرنج زندان احوال شاه است  
کاین همه زخم نهان است و مجال نیست  
زین ممتا هیچ دانا در جهان آگاه است  
کامترین طغران شان حبه نهد  
گیر و دار و حاجب و ربانین در گاه است  
ورنه تشرف تو بر بالای کس کوتاه است  
خود فروشان را بکوی میفرزندان نیست  
ورنه لطف شیخ و زاهد گاه است و گاه نیست

حافظ ابرصد نشیند ز عالی بهی است  
عاشق در دمی کش اندر بند مال و جاه است



آن یک نامور که رسید از دیار دوست  
خوش سید به نشان جلال و جمال یار  
جان دادش بفروده و خجالت نمی برم  
سیر سپهر و دورت سر راجه اختیار  
شکر خند اگر از مد و بخت کار ساز  
گر برفت نه هر دو جهان را بسم زند  
کحل الجواهری بمن آرای نسیم صبح  
ماییم و آستانه عشق و سیر نیاز

آور و در جهان ز خط مشکبار دوست  
خوش میکند حکایت غرور قار دوست  
زین نقد کم عیار که گرم شارب دوست  
در گردش اندر حسب اعتبار دوست  
بر حسب مدعاست هم کار و بار دوست  
ما در چراغ و چشم و در انتظار دوست  
زان خاک بخت که شد بگلزار دوست  
تا خواب خوش کرا برد اندر کنار دوست

دشمن بقصد حاقط اگر دم زند چاک  
منت حرامی را که نیم شمر سار دوست

زلفت هزار دل بیکیه تار و مو بست  
تا عاشقان بوی نیش دهن جان  
شید از ان مشدم که نگار چو ماه نو  
ساقی بچند رنگ می اندر پیاله بخت  
یارب چه سحر کرد و صراحی که خون سم  
راه هزار چاره گرا ز چار و بست  
بخشود ناف نه و در هر آرز و بست  
ابر و نمود و جبهه گری کرد و بست  
این نقشها نگر که چه خوش کرد و بست  
بانمهای قلقلش اندر گلو بست

دانا چو دید بازی این چرخ حقه باز  
مطرب چه نغمه ساخت که در پرده سماع

هنگامه باز چید و در گنگو بهت  
بر اهل جسد و حال ای می بهت

حافظ هر آنکه عشق نورزید و وصل خواست  
احرام طوف کعبه دل بے وضو بهت

مرحبا ای یک مشتاقان بده پیغام دود  
واله دشت و اتم بچو بیل در قفس  
زلف اودامست خالش از آن دامن  
سزستی بگیسرد تا به صبح روز حشر  
من نوشتم نامه از شرح حال خود بے  
بیل من سوی دصال قصد او سوی فراق  
گرده دستم کشم در دیده همچون تپا

تا کنم جان از سر غربت فدای نام دود  
طوطی طبعم ز شوق شکو بادام دود  
برایید دانه افتاوم اندر دایم دود  
هر که چون من ازل یک جزه خور جام دود  
در دوسر باشد نمودن مشی این ابرام دود  
ترک کام خود گرفتسم تا بر آید کام دود  
خاک اده کان مشرف گردد از اقام دود

بیت  
بیت

حافظ اندر در داو میوز و باد زمان ساز  
زانکه درمانی ندارد در بے آرام دود

آن ترک پر بچید که دوش از بر افت  
تافت مرا از نظر آن چشم جهان بین

ایا چه خطا دید که از راه خطا رفت  
کس واقف نیست که از دیده چاه رفت

بیت

بر شمع زلفت از گداز تیش دل دوش  
 دور از رخ تو دمیسم از گوشت خشم  
 از پای فتنه دیم چو آمد شب هجران  
 دل گشت وصالش به عابز توان فیت  
 احرام چه بندیم که آن قبله نه اینجاست  
 دی گشت طیب از سر حشرت چو مرادید

آن دو دو که از سوز جگر بر سر برفت  
 سیلاب سرشک آمد و طوفان برفت  
 در در بهماندیم چو از دست دو رفت  
 عمریست که عمر هم در کار دعافت  
 در سعی چه کوشیم که از مرد و صفافت  
 بهیمات که در دو قوز قانون شفافست

ای دوست بر سپیدن حافظ قدس  
 زان پیش که گویند که از دار قنارست

منم که گوشه میخانه خاقان دست  
 گرم ترانه بر چنگ و صبح نیست چه باک  
 ز پادشاه و گدایا غم بحمد اند  
 غرض از مسجد و میخانه ام وصال نیست  
 مرا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر  
 مگر به تیغ اجل خمیه بر کسم و نه  
 از ان زمان که بران آستان نهادم رو

دعای پیر عیان در و صبحگاه دست  
 نوای من بسجده راه غدر خواه دست  
 گدای خاک در دوست پادشاه دست  
 جز این خیال ندارم خدا گواه دست  
 که دل جور و جفای توخت و جاهد دست  
 رسیدن از در دولت نه زخم در راه دست  
 فراز مسند خورشید یکیه گاه دست

گناه اگر چه نبود اختیار با حافظ  
تو در طریق ادب کوش و گو گناه من است

<p>لعل سیراب بخون نشسته لب یار من است شرم از آن چشم سیه بادش و مژگان از ساربان رخت بر دروازه مهرگان سر کوه بنده طالع خویشم که درین قحط وفا طلبه عطش گل و درج عبیر افشانش باغبان محو نسیم ز در خویش مران شریت تفتد و گلاب از لب یار من فرود</p>	<p>از پی دیدن او دادن جان کار من است هر که دل بردن او دید در انکار من است شام هر اهیست که منزه لگه دلدار من است عشق آن لولی مرست خرم یار من است فیض یکشتم ز بوی خوش عطار من است کاب گلزار تو از اشک چو گلنار من است ز گس او که طیب دل یار من است</p>
--	--

آنکه در طریقه عنبر نکتہ به حافظ آموخت  
یار شیرین سخن نادره گفتار من است

<p>روزگار است که سودا بستان و دین من است دیدن روزه ترا دیده جان من یابید تا مرا عشق تو تسلیم سخن گفتن کرد دولت فقر حسد را یا بمن از زالی داد</p>	<p>غم این کار نشا ط دل نمکین من است دین کجا متر بستم جهان بین من است خلق را در دوزبان مت و تحسین من است کین کرامت سبب خست و نکین من است</p>
--	---

واعظ شمع شناس این عظمت گو فروش	ز آنکه منزل لک سلطان دل سکن من است
یار باین کعبه مقصود زیارت گهر کیست	که میملان طریش گل و نسیرین من است
یار ما باش که زبیب فلک و زمیت هر	از مزبوی تو و اشک جگر پروین من است

حافظ از چشت پرویز در قصه مخوان  
که لبش جرعه کش خسرو شیرین من است

ای شاه قدسی که شد بند نقابت	وی مرغ بهشتی که دهد دانه و آب است
خواهم بشد از دیده درین فکر جگر سوز	کاغوش که شد مترل آسایش خواب است
درویش منی پر سی و درسم که نباشم	اندیشه آموزش و پروای ثواب است
راه دل عشاق ز دآن چشم خماری	پیدا است ازین شیوه که مست شراب است
تیر که زدی بر دلم از غمده خطا رفت	تا باز چه اندیشه کند رای صواب است
هز ناله و منسراید که کردم شنیدی	پیدا است نگار اگر بلند است جناب است
ای قصر دل منسروز که منزل گزینی	یارب بخند ادا رفت ایام خراب است
دورست سرباب درین بادیه بهشدار	تا غول سیاهان نفرید بهسراب است
تا در ره پیری بجای آئین روی ای دل	باری غلط صرف شد ایام شباب است
حافظانه غلامیت که از خواجه گریز	لطیفی کن و باز آنکه خرابم ز عتاب است

باغ مرا چه حاجت سر و صندوب است  
ای نازنین پسر تو چه نهیب گرفته  
چون نقش غم زد در بینی شراب خواه  
یک فتنه بیش نیست غم عشق و این عجب  
از آستان پیرینان سر چرخم  
دی و عده داد و صلح دور سر شراب است  
ما بر دی فقر و قناعت نمی بریم  
شیر از د آب کنی و آن باد خوش نسیم  
فرق است ز آب خضر که ظلمات جایی است  
در کوی ما شکسته دلی میخیزد بس

تمشاد مسایر پر دهرین از که کتر است  
کت خون ما حلال تر از شیر مادر است  
تختیخ کرده ایم و دما و اقرز است  
از هر کسی که می شنوم ناکر است  
دولت دهرین سر او کشایش دهرین است  
امروز ناچه گوید و بارش چه در سر است  
با پادشاه بگویی که روزی مقدر است  
عیدش مکن که خال رخ هفت کشور است  
تا آب با که منیع اشش الله اکبر است  
باز از خود فروشی از آن سوی دیگر است

حافظ چه طره تلخ بنایت کلب تو  
کش میوه دلپذیر تر از شهد و شکر است

شکفته شد گل حرا و گشت ببل مست  
اساس توبه که در محجبه چو شنگ نمود  
بسیار باده که در بارگاه استغنا

صلای سرخوتی ای عاشقان باده پرست  
بین که جام زجاجی چگونه اش شگفت  
چه پاسبان چه سلطان چه شیار و چه

ازین رباط و در چون ضرورت چیل مقام عیش می نیشود بی ریخ بست نیت مرغان ضمیر خوش میاش شکوهِ صغنی و آب بادو منطق طیر بیال و پر مرد از ره که تیر بر تالی	رداق طاق معیشت چه سر بلند و پست بلی حکم بلا بسته اند روزی است که نیست سر انجام هر کمال که هست بیاد رفت و از آن خویشی طرف نیست هوا گرفت زمانی دلی بجا گشت
--	--

زبان کلب تو حافظ چه شکر آن گوید  
که تحفه بخش میسر بند دست بدست

زلف آشفته و خوی کرده خندان بست ز گشت عیده جوی ویش افسوس کنان سرفراگوش من آورد با و از خرین عاشقی را که چنین با و شبگیر دهند بر دای زاهد و بر در دستان خورده گیر آنچه او رخت به پیاپی و مانوشیدیم	پیرین چاک غل خوان صراحی در دست نیم شب بست بیالین من آید نشست گفت کای عاشق شوریده مرغی است کافسر عشق بود گر نبود باده پرست که ندادند حسن را این تحفه بهار و رست اگر از خمر بهشت است در از باده است
---	--

خنده جام می و زلف گر حکیم نگار  
ای بسا تو به که چون تو به حافظ بشکست

خدا چه صورت ابروی دلنای توست  
 هزار سر و پسن را بخاک آه نشاند  
 مراد مرغ چمن را ز دل بیدارم  
 ز کار با و دل غنچه بس گره بکشد  
 مرا به بند تو دوران چرخ راضی کرد  
 چونافه بر دل سکین من گره منگن  
 تو خود حیات دگر بوی ای مان بهال  
 هم از نسیم تو روزی کشایه یابم

کشتا و کار من اندر کمر شمای توست  
 زمانه تا قصه بیهوش قبا ی توست  
 سحر گمان کوهل هر دو دغای توست  
 نسیم صبح چو دل در ره هوای توست  
 ولی چه سود که شتر در رضای توست  
 که عهد با سر زلف گره کشای توست  
 خطا نکرد دل اسیر در دغای توست  
 چو غنچه هر که دل خوش در هوای توست

ز دست جوهر تو گفتم ز شتر خواهم رفت  
 بختده گفت برو حافط اکبرای توست

ما

ای همه صبا بسبایم فرست  
 جنت طاری چو تو در خاکدان و مر  
 در راه عشق مرطبه قرب و نبوت  
 هر صبح و شام قافله از دعا خیر  
 در روی خود تفتیح صنع خدا کن

بنگر که از کجابه کجایم فرست  
 زینجا آشیان و فایم فرست  
 می نیست عیان دعا میم فرست  
 در صحبت شمال و صبا میم فرست  
 کاینه رخسار نمایم فرست



آتش گرفت محند ملک دل خراب  
هر دم غمی فرست مراد بگوینا  
ای غائب از نظر که شدی پنهان  
تا مطربان نشوق منت آگهی دهند  
ساقی بیا که هاتف غیبم بفرده گفت

جان عزیز خود بختد ای سفرست  
کلین تحفه از برای خدا میفرست  
سیکویت دعا و ثنا میفرست  
قول و غزل بساز و نوا میفرست  
بادر و صبر کن که دوا میفرست

حافظ سرو و مجلس یادگر خیرست  
تعیل کن که اسب و قبا میفرست

ای غائب از نظر بخدای سپارست  
تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک  
گر بایم شدن سوی باروت باطنی  
محراب ابروان بنما تا سخن گوی  
خواهم که پیش میرت ای یو قاضی  
صد جوی آب بستانم از دیده درگناه  
خونم بریزد از غم بجرم خلاص کن  
سیکیم و مرادم ازین چشم آشکار

جانم بسوختی و بدل دوست دارست  
بادر مکن که دست زد امن بدست  
صد گونه ساحری بکنم تا بیارت  
دست دعا بر آرم دور گردن آرت  
بیار باز پرس که در انتظارست  
بر بوی خشم مهر که در دل بجارت  
منت پذیر عشقه خنجر گذارت  
تخم محبت است که در دل بجارت

گردیده و دلم کنه آهنگ دیگر  
بارم ده از کرم بر خود ما بسوزد دل

آتش زخم دران دل دیده ببارست  
در پات بمیدم گهر از دیده ببارست

حافظ شراب و شاه روزی نه وضع  
فی الحبله میکنی و نه دیگذاشت

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست  
سرشکب من که ز طوفان فوج دست بیرون  
بکن معامله و این دل شکسته به بحر  
شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت و نه  
ما تم بحسنه ای کمن که مرشد عشق  
و لایطع میر از لطف بی نهایت دوست  
زبان مور بر اصف در گذشت از ان  
بصدق کوش که خورشید زاید از غفت

که مونس دم صبحم دعا می دولت  
ز لوح سینه نیارست نقش مهر شست  
که با شکستگی از روی صند هزار درست  
نیکینی بترحم نظامی سلسله است  
حوالتم بخت ربات کرد و در بخت  
چراغ عشق زدی سرباز چاک چست  
که خواجه خاتم جسم پاره کرد و باز بخت  
که از دروغ عسیر روی گشت صبح بخت

برنج حافظ و از دلبران و قالم جو  
گیا و بلغ چه باشد چو این گیا و مرست

خلوت گزیده را بهما شاه حاجت

چون کوئی بخت بهت صبحر چه حاجت

جانا بجا حتی که ترا هست با خدا  
ای بادشاہ حسن خدا را بختم  
ارباب حاجتم و زبان سوال نیست  
جام جهان ناست ضعیف و نیرودست  
آن شد که باریت ملج بر دے  
ای مدعی برو که مرا تو کار نیست  
علاج جنگ نیست گرت قصد خون تا  
ای عاشق که ایو لب و ج بخش یار

آخردمی بپرس که مارا چه حاجت  
باری سول کن که گداریا چه حاجت  
در حضرت کریم تنیایا چه حاجت  
اطهار احتیاج خود اینجا چه حاجت  
گوهر خودست و ادب اینجا چه حاجت  
اجباب حاضر بیا بعد ایا چه حاجت  
چون خست از آن تست اینجا چه حاجت  
میدانست فایده تقاضا چه حاجت

حافظ تو ختم کن که هست خود عیان شود  
با مدعی نزاع و محامایا چه حاجت

خوشرز عیش و صحبت مبالغ و بختاریت  
مسنی آبی مذگی و در وصف ارم  
هر وقت خوش که دست دهد منتقم شمار  
پیوند عمر بسته بموئیت بهوش دای  
راز درون پرده زندان مست پارس

ساقی کجاست که سبب انتظار هست  
جز ظرف جو یار و سبب خوشگوار هست  
کس را دقوت نیست که انجام کار هست  
غمخوار خویش باش غم روزگار هست  
ای مدعی نزاع تو بار پرده داریت

مستردست هر دو چو از نیک قبیلند	آدل بشود که در بیم اختیار چیست
سود خطا که بنده چو گیرند اعتبار	معنی عفو رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کو شرده حافط یا خواست
آدمیانه خواسته کردگار چیست

ما هم این هفته شد از شهر و چشم لیست	حال بجران نوچه دانی که چه مشکل لیست
مردم دیده و لطف رخ او در رخ او	عکس خود دید و گمان کرد که شکنج لیست
ایکه انگشت نمائی کبرم در همه شهر	و ده که در کار حسن ریا نعت لیست
بیچکد شیر بنواز لبم چون شکرش	گرچه در عشوه گری هر فرقه اش لیست
بعد از نیم نبود شایبه در جوهرش	که دمان تو درین نکته خوش است لیست
ترده دادند که بر ما گزیده خواهی کرد	نیت خیر مگردان که مبارک لیست

کوه اندوه فراق بچه حیلست بکشد
حافظ هسته که از ناله تنش چون لیست

صحن بیان فوق بخش صحبت یاران خوش	وقت گل غش با و روی وقت بنواران خوش
از صبا هر دم مشام جان مانوش میشود	آری آری طیب نفاس هوا داران خوش
آکشود گل نقاب هنگام حلت سازد	ناله کن بیل که گلبانگ دل نگار ان خوش

مرغ بشنوخان را بشارت باد کاندز به عشق  
گرچه در بار بار دهر از خوشدلی جز نام نیست  
از زبان سوسن این آوازه ام آمد بگوش

دوست را با ناله شبهای بیداران خوش  
شیده ز رمی خوش باشی عیتاران خوش  
کاندزین دیر کهن کار بسکادران خوش

حافظ تارک جهان گفتن طریق خوشدلیست  
تا نپنداری که احوال جهان داران خوش

در دیر معان آمد یارم قدحی در دست  
از فعل سست بدو شکل مهر نو پس بد  
آخر چه گویم هست از خود خیرم چون نیست  
چون شمع وجود من شب تاب سحر خود را  
شمع دل مسازان نیست چو او بر نفا  
گر غالیه خوش شود در گیسوی او اوخت

ست از می و میخواران از ز گشتن سست  
دزد قندیلست بدو بالاسه صنوبرست  
از بهر چه گویم نیست با او نظرم چون هست  
می سوخت چو پروانه تار و زده پاست  
افغان نظر بازان رخاغت چو آو است  
رو سحره کمان کش شد با بروی و پیوست

باز آئے که باز آید عمر شده حافظ  
هر چند که نامد باز تیرے کہ بشد از شبت

گل در برومی در گفت و معشوقه بکامست  
گو شمع میسارید درین بزم که آشب

سلطان جهانم بچنین روز غلامست  
در مجلس بلواه رخ دوست تمامست

در مہربان بادہ طلال است ولیکن  
گو شمع مہربان قول فی و نعمہ چنگ است  
در مجلس با عطر میسایم ز کربان را  
از چاشنی قند گویا سچ و در شکر  
تا گنج نعمت در دل ویرانہ تعیم است  
از تنگ چه گوئی کہ مرانام ز تنگ است  
میخوارہ و سرگشتہ نور ندیم و نظر باز  
با محبت ہم عیب مگوئید کہ او نیز

بی روی تو ای سرو گل اندام حرام است  
چشم ہمہ بر لعل لب و گردش جام است  
ہر لحظہ زگیسوی تو خوشبوی شام است  
زان رو کہ مرا باللب شیرین تو کام است  
پیوستہ مرا گنج خرابات مقام است  
و ز نام چه پرسی کہ مرا تنگ ز نام است  
و انکس کہ چو مانیت درین شہر کلام است  
پیوستہ چو مادر طلب عیش مرا ماست

حافظ منشین بے می و مشوقہ زبانی  
کایام گل و یاسمن و عید صیام است

اگر مہربان بخوانی مزید الطاف است  
بیان و وصف تو گفتن نہ حد امکان است  
چو سرو سحر کشی اسے یار سنگدلان  
ز چشم عشق تو ان دید روسے شاہد  
ز مصحف رخ دلدار آیتے بر خوان

و گر بقتربانے درون ماصاف است  
چرا کہ وصف تو بیرون حد و صاف است  
چہ چشمہا است کہ بر روی ما ز طراف است  
کہ نور چہرہ خوبان ز قاف تا قاف است  
کہ کن بیان مقامات کشف و کشف است

عدو که منطق حاقط طمع کند در شعر  
همان حدیث‌های و طریق خطا است

حم گو سر خود گیر که خمیازه خراست  
هر شرست عذیم که دهی عین عذاست  
تخریب خیال خطا و نقش بر آب است  
زین سیل دما دم که دیرین منزل خراست  
اغیار همی بیند از ان بسته نقاست  
در آتش رشک از غم دل غرق گلاست  
دین طرفه که بر روی تو صد گونه جلاست  
دست از سبزی که جهان جمله سراسر است  
کاین حجره پر از زمزمه خفاست  
دریای محیط خلکش همچو جلاست  
دل رقص کنان بر سبزه تنج و کباست

مار از خیال تو چه پروای شراب است  
گر خمیشت است بریزید که بے دوست  
افسوس که شد دلبر و در دیده گریان  
بیدار شو اسے دید که ایمن نتوان بود  
مستوقه عیان میگردد بر تو و لیکن  
گل بر رخ رنگین تو تا لطف عرق یه  
در بزم دل از روی تو صد شمع بر افروخت  
سبزست در دشت بیابان که ایم  
در کنج داغ غم مطلب جاسے نصیحت  
راه تو چه راه است که از غایت تعظیم  
بی روی دل آرای تو ای شمع دل افروخت

حاقط چه شد از عاشق در دست و نظر باز  
بس طویر عجیب لازم آیام شب است

کنون که در کف گل جام با ده صاف است  
 بخواد دفتر اشعار و رو و صبحه کن  
 فقیه مرسدی مست بود و قوت و دلم  
 ببرد و صاف تر حکم نیست دم در کش  
 برز حلق و در عقا قیاس کا گریه  
 حدیث مدعیان و خیال به کاران

بصد هزار زبان لمایش در اوصاف است  
 چه وقت مرسدی و بحث کشف و کثافت  
 که می حسام و نه پرمال او قاف است  
 که هر چه ساقی با نخت عین الطاف است  
 که صیت گوشت نشینان قاف افاق است  
 همان حکایت زردوز بوریاب است

خموش حافظ و این نکته ای چون زیر رخ  
 نگار که در کتاب شهر ضراف است

اگر چه با ده فح بخش و با ده گل بیز است  
 صراح و حریفی گرت بدست افتد  
 در استین مرتع پیا لهچان کن  
 زندگ با ده بشیرید خرقه انا شک  
 مجوی عیش خوش از دور و از گون سپهر  
 بهر رفته پرویز نیست خون افشان

بیانک چنگ مخومی که محتب بیز است  
 بمقل کوشش که ایام فتنه بگیر است  
 که سچو چشم صراحی زمانه خور بیز است  
 که موسم درع در دزگار پر بیز است  
 که صاف این سر خم جلد دردی آیز است  
 که قطره اش سر کسری و تلج پرویز است

عراق و پارس گزنی بشهر خود حافظ



بیا که نوبت بغداد و وقت تبریز است

یار بآن شمع شبافروز ز کاشانه کبریت  
حالی خانه بر اندازد دل دین من است  
باوه لعل لبش کز لب ماد و مباد  
دولت صیبت آن شمع سعادت چو  
میدمد هر کش افروخته و معلوم نش  
یار ب آن شاه و ش ماه رخ زهره چین  
آن می لعل که ناخورده مرا کرد خواب

جان ما سوخت پیر سید که جانانه کبریت  
تا هم آغوش که می باشد و فغان کبریت  
روح روح که و پیمان و پیمان کبریت  
باز پیر سید خدا را که پیر و اند کبریت  
که دل نازک او مایل افسانه کبریت  
در یکتا س که و گوهر کید کبریت  
هم نشین که و هم کاس و پیمان کبریت

گفتم آه از دل دیوانه حاقظانی تو  
زیر بخت ز زمان گفت که دیوانه کیست

بنان بلبل اگر بانست سر یاریست  
دران چمن که نیسم دزد ز طره دوست  
بیا ربا ده که رنگین کنسیم جانه دل  
نه بسته اند در تو به مالیسا بر خیز  
سحر کرشمه و جلاشن بخواب میدیم

که ما دو عاشق زاریم دکار باز است  
چه جای دم زدن نا فحای تا ناریست  
که مست جام غوریم و نام هشیار است  
که تو به وقت گل از عاشقی ز بیکار است  
ز می مرا تب خوابی که به زبیدار است

خیال زلفت تو بختن نکار بخامان است  
لطیفه است سنائی که عشق از خویند  
جمال شخص چشم زلفت معارض وصال  
باستان تو مشکل توان رسید آری  
روندگان طریقت بنیم چو بخنند

که ز بر سلسله رفتن طریق عیار است  
که نام آن ز لب لعل و خط زنگار است  
هزار نکته درین کار با ولدا رست  
عروج بر فلک سروری به شمار است  
قبای طلسم آنکس از بهر غار است

دلش بناله میازار و ختم کن حافظ  
که رستگاری جاوید در کم آزار است

اگرچه عرض بهر پیش یار بی ادبیت  
هری منت رخ و دیو در کشته و ناز  
سبب مهر که چرخ از چه سلسله پرورش  
ازین چنین گل بنیاد کس نمید آری  
حسن بصره بلال از حبش صیبت از شام  
جمال دختر ز تو بر چشم ماست مگر  
دوای در دغدغه اکنون از آن مفرج جو  
بنیم چو خنرم طاق خالفت از بیا

زبان خموش ولیکن دهن پر از عویت  
بسخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبیت  
که کام بخشی او را بهانه بے بسیست  
چراغ مصطفوی با شراب و بسیت  
ز خاک که از جصل این چه بوالعجبیت  
که در نقاب ز جاجی پرده غنایت  
که در صراحی چینی و شیشه طبعیت  
مرا که مصطفی ایوان دپای خم طبعیت

هزار عقل و ادب دایم من انجوا حب

کنون که مست خرابم صلاهی بی ادبیت

بیارم که چو حافظ امداد متنفذ  
بگریه سحری و نیاز نیم شبیت

عیب بدان کن ای زاهد پاکیزه شری  
من اگر نیکم اگر بد تو بد و خود را باش  
همه کس طالب یارند چه هشیار و چه است  
سیرت سلیم من و خاک در پیکر حیا  
نا امیدم کن از سابقه روز ازل  
من از خانه تقوی بر افتادم و پس  
بر عمل تمکید کن خواجبه که در روز ازل  
ز نهادت همه نیست ز حی پاک نهاد  
باغ فردوس لطیف است ولیکن ز نهار

که گناه دگر بر تو نخواست  
هر کسی آن در و دعا قبت کار کشت  
همه جا خانه عشق است چه سجد چه کنشت  
مدعی گرگشت در فم سخن گوشت  
تو چه دانی که سرچرخ ده که خوبست از شری  
چرخ من نیز بهشت ابد از دست بهشت  
تو چه دانی که سلم صناعت بهشت  
در سرشت همه نیست نه می پاک شری  
تو غنیمت شمر این سایه بید و لب کشت

حافظ روز اجل گر گشت آری جی  
یکسر از کوی خرابات بر نذر بهشت

جز آستان تو ام در جهان پناهی نیست

سر مرا بکن بر این در حواله گاهی نیست

عدد چو تیغ کشدن سپریندازم  
 چرا ز کوی خرابات روی بر تارم  
 زمانه گر بزند آتشم بجز من عسر  
 غلام نرگس چاش آن سسی سر دم  
 مباش در پی آزار و هر چه خواهی کن  
 عنان کشیده روی پادشاه کشور من  
 عقاب جور کشاده است بال در شمشیر  
 چنین که در همه سودای مراد می بینم

که تیر ما بخت از ناله و آهی نیست  
 کزین بهم بجهان هیچ مردم رهایی نیست  
 بگو بسوز که بر من بزرگ کاهی نیست  
 که از شراب خودش بکس نگاهی نیست  
 که در شریعت ما غیر ازین گناهی نیست  
 که میت بر سر برای که داد خواهی نیست  
 کمان گوشه نشین و تیر آهی نیست  
 بهانه حمایت زلف تو ام پناهی نیست

قرینه دل حافظ زلف و خال مد

که کارهای چنین حد هر سیاهی نیست

حال دل با تو گفتنم هوس است  
 طمع حنا مبین که قصه فاش  
 شب قدر چنین عزیز و شریعت  
 ده که در دانه چنین نازک  
 ای صبا اشکم مدد فرما

خبر دل گفتنم هوس است  
 از رقیبان گفتنم هوس است  
 با تو تار و خنجر گفتنم هوس است  
 در شب تار گفتنم هوس است  
 که سحر که گفتنم هوس است

از برای شرف بنوک مرده      خاکِ راهِ تو رفتنم هوس است

بمحو حافط بر عیاش  
شعر ندانم گفتنم هوس است

حسنت با اتفاق ملاحات جهان گفت  
افشای راز خلوتیان خواست کرد شمع  
میخواست گل که دم زند از رنگ بوی تو  
چون لاله کن خفا ده کلاه طرب ز کبر  
آن روز عشق ساغر می خرم نم به خست  
آسوده بر کنسار چو پرگار می شدم  
خواهم شدن بجوی مغان آستین نشان  
بر برگ گل ز خون شقائق نوشته اند  
می ده که هر که احسن کار جهان بدید  
می ده بجام جسم که صباح صبحیان  
فرست نگر که فتنه چو در عالم افتاد  
زین نقش نهفته که در سینه بر من است

آری با اتفاق جهان میتوان گرفت  
شکر چند که سبزه روشن زبان گرفت  
از غیر تش صبا نفس اندر دهان گرفت  
هر دلی که باد و چون ارغوان گرفت  
کانش عکس عارض ساقی بر آن گرفت  
و در آن چو نقطه عاقبتم در میان گرفت  
زین فتنه که دامن آخر زمان گرفت  
کائنات که بخت شد می چون ارغوان گرفت  
از غم سبک بر آمد و ظل گران گرفت  
چون پاوشه بر تن زلفشان جهان گرفت  
عارف بجام می زد و از غم کران گرفت  
خودشید شعله ایست که بر آسمان گرفت

حافظ چو آبِ لطفت ز نظم تو میسپد  
غیری چگونگیست تواند بران گرفت

خیالِ روی تو در هر طریقِ همه است  
بین که سببِ نخدانِ او چه میگوید  
بزعمِ مدعیانِ که منعِ عشق کنند  
اگر زلفت در از تو دستِ ما رسد  
بحاجبِ درِ خلوتِ سراے خاص بگو  
بصورت از نظرِ ما اگر چه محبوب است

نسیم سوے تو پیونیر جانِ اگر هست  
هزار یوسفِ مصری فدا ده در چه هست  
جمالِ و چهره تو حجتِ موجه است  
گناهِ محبتِ پریشانِ دستِ کوتر است  
فلان ز گوشه نشینانِ خاکِ در گه هست  
همیشه در غلبه خاطرِ مرقده است

اگر چو سائے حافظ در سے زندگینا  
که سالهاست که مشاقِ روی چون بهیست

درین زمانه فیتی که خالی از خلل است  
جریده رو که گذرگاهِ عافیت تنگ است  
بین زبانی علی در حجابِ انمولم و بس  
بچشمِ عقلِ بین در جهانِ پر آشوب  
دلِ امید فراوانِ مصلِ روی تو داشت

صراحی می ناب و سفینه غل است  
پیا لیکه که عمرِ یزنی بل است  
ملاتِ علما هم ز علمِ بے عمل است  
جهانِ کار جهانِ بی ثباتِ بی محل است  
ولی اهل بر عسر و برزن اهل است

ز دست ازلی چهره سیه بختان  
بگیر طره مرطلقه و قفصه مخوان  
خلل پذیر بود دهر بن که می بینی

بشست شوی نگردد سفید این مثل است  
که سعد و نحس ز تاثیر زهره و حل است  
مگر بنای محبت که خالی از خلل است

هیچ دور نخواهند یافت هیکارش  
چنین که حافظ باست باده اذات

دل دو نیم شد و دلبر بلاست بر خاست  
که شنیدی که درین بزم دمی خوش است  
شمع گزان لب خندان بزبان لافی زد  
در چمن باد بعباسی ز کنار دکن سرو  
ست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت  
پیش رفتار تو بارنگرفت از محبت

گفت بهما مشین که تو سلاست بر خاست  
که نه در آخر صحبت بنیاد است بر خاست  
میش عشاق تو شبها بفرست بر خاست  
بهواداری آن غاصم قیامت بر خاست  
بماشای تو آشوب قیامت بر خاست  
سرو سرکش که بناز قد قامت بر خاست

حافظ این خرقه بیند از مگر جان بسیر  
کاش از خرمن سالوس و کرامت بر خاست

ردی تو کس ندید و دهرات رفیق است  
گرا دم بکوسه تو چندان غریب است

در غنچه هنوز و صدت عند لیک است  
چون من درین دیار هزاران غریب است

هر چند دورم از تو که دور از تو کس مباد در عشق خانقاه و خرابات شرط نیست آن جا که کار صومعه را جلوه می کند عاشق که شد که یار بجایش مثلش نکرد	لیکن امید وصل تو ام غنقریب هر جا که هست پر تو بر روی جنبیت تا قوس و دیر در راه بی نام صلیبت ای خواجه در غایت دگر نه طلبیت
---	--

فریاد حاقظ این همه آخر بهرزه نیست  
هم قصه نجیب بر وحدتی عجیب است

ساقیا آمدن عید مبارک باوت در شکفته که درین مدت ایام فراق برسان بندگی دخت بر زر گوید شادی مجلسیان بر قدم و مقدمت چشم بدور کزین تفرقه خوش باز آرد شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت	وان سو عید که کردی نزد از یاد برگرفتی ز حسد ریفان دل دل سادات که دم هست ماکر دژبانه زادت جای غنم با دهر آن دل که نخواهد شادت طالع نامور و دولت مادر زادت بوستان سمن و سرگل و شمشادت
---	--

حافظ از دست مهجبت آن گشتی نوح  
در نه طوفان حوادث بیرون یادت

ساقی بسیار باد که ماه صیام فیت	در ده قدح که موسوم ناموس نام فیت
--------------------------------	----------------------------------



وقت عزیز رفت بسیار آقا قضا کنیم  
در تاب تو به چند توان سوخت چو عود  
ستم کن آنچنان که نرا نم زنجودی  
بر بوی آنکه جرعه جامه بهار سد  
دل را که مرده بود حیاته ز نور سید  
زاهد غرور داشت سلامت بنور  
زاهد تو دان و خلوت تنائی و نیاز  
نقد دے که بود مرا صرف با ده شد

عمر کی بے حضور صراحی و جام رفت  
مئی ده که عمر در سر سوسه خام رفت  
در عصمت خیال که آمد کدام رفت  
در مصطفی دعای تو صبح و شام رفت  
آب و نفع از نیم میش و شام رفت  
رند از ده نیاز بدار السلام رفت  
عشاق را حواله بعیش مرا م رفت  
قلب سیاه بود از آن محرام رفت

دیگر مکن نصیحت حافط که ره نیافت  
گم گشته که باده عشقش بکام رفت

صبا اگر گذری افتد بکشور دوست  
بجان او که بشکرانه جان بر افشایم  
و گر چنانچه در آن حضرت نباشد بار  
من گدا و تناس و وصل و هیات  
دل صنوبریم چو سید لزان است

بیار نفع از گیسو معنبر دوست  
اگر بسوی من آری پیام از پر دوست  
برای دیده بیا و غبار از در دوست  
مگر نجواب بهیسم جمال و نظر دوست  
ز حسرت قد و بالای چون صنوبر دوست

اگر چه دوست بخیزد نمی حسد بار  
بها می نفروشم مونس از سر دوست

چه باشد شود از قید غم دلش آزاد  
چه هست حافظ اسکین بنام و جا کرد

سرم چون زلف او سودا گرفته است  
از ان آب آتش در گرفته است  
هوای آن دست بالا گرفته است  
که کار عاشقان بالا گرفته است  
چرا او سایه از ما گرفته است  
مگر یارم ره صحرا گرفته است  
جهان در لولولالا گرفته است

غمش تا در دلم ما گرفته است  
لب چون آتش آب جیات  
همای هم عمریت کز جان  
شدم عاشق بیالای بلندش  
چو مادر سایه الطاف او نیم  
نیم صبح عبرت امروز  
زور یابی و چشم گوهر شک

حدیث حافظی سر و سن بو  
بو صفت قبه تو بالا گرفته است

ناز کم کن که درین باغ بسی چون تو شکفت  
بیج عاشق سخن تلخ معشوق نگفت  
دردیا قوت بنوک مرثوات باید سفت

صبحدم مرغ چین با گل نوحات گفت  
گل بخندید که از راست زنجیم لے  
اگر طمع داری امان جام مصححی لعل

تا ابد بوی محبت بشاش نسزد  
در گلستان ارم دوش چو از لعل هوا  
گفتم ای مسدجم جام جهان منیت کو  
سخن عشق نه آن است که آید بزبان

هر که خاک و میخانه بر خاز رفت  
ز لب سنبل ز نسیم سحر می تافت  
گفت افسوس که آن دولت بیداشت  
ساقیای ده و کتاه کن این گفت و شنفت

اشک حافظ خسر دو صبر پریا انداخت  
چه کند سوز غم عشق نیارست نمفت

گر ز دست زلف مشکینت خطای فرست  
برق عشق از من نشیند پوشی خوت سخوت  
گردی از عنبره دلدار بارے بر بزد  
در طریقت بخش خاطر نباشد محب بسیار  
عشقبازی را تحمل باید ای دل پائنده  
از سخن چینیان ملالتنا پدید آید لے

در زمندوبے شما بر من جنائی فرست  
جو شاه کامران گر بر گدائی فرست  
در میان جان و جانان باجرائی فرست  
هر که درت را کزین چون صفائی فرست  
گر بلائے بود بود و اگر خطائی فرست  
چون میان همنشینان باجرائی فرست

عیب حافظ گو من نهاده که رفت از خاتاه  
پای آزادان چه بندی گر بجائی فرست

بکوی می که هر سالگی کرده دست

در در گردن اندیشه تبس دست

زمانه افسیر زندی نداد چنانچه  
برستانه نماند هر که یافت سببه  
هر آنکه را زد و عالم ز خط ساغر خواند  
و لم ز تر گرس ساقی لمان نخواست بجان  
و رای طاعت دیوانگان ز مطلب  
ز جوهر کوکب طالع سحر گمان چشم  
خوش آن نظر که بجام و روی ساقی را  
بلند مرتب شده که نه رواق سپهر

که سر فراری عالم دین کلام داشت  
ز فیض جام می سر را خاند داشت  
رموز جام جم افقش خاک داشت  
چرا که شیوه آن ترک دل سپه داشت  
که شیخ مذہب با عاقلی گند داشت  
چنان گریست که خورشید دیده داشت  
هلال یک شب به دماه چارده داشت  
نموده ز حسن طاق بارگه داشت

حدیث حافظ و سلوک شیدین پنهان  
چه جای محبت و شمع پادشاه داشت

تا سر زلف تو در دست نیم افتاده است  
چشم جادوی تو در عین سواد سحر است  
در خم زلف تو آن خال سیاه زلفت  
سایه سحر و تو بر قالم ای عیسی  
زلف شکن تو در گلشن فردوس غدا

دل سودا زده از غصه و تو نیم افتاده است  
این قدر هست که این نسخه تقیم افتاده است  
نقطه دوده که در حلقه جیم افتاده است  
حکس و حیت که بر عظم ریم افتاده است  
چیت طاووس که در باغ نعیم افتاده است

دل من هوس روی توای هوس جان  
 بچو گرد این تن خاکی تو اندر خواست  
 آنکه جز کعبه مقاسش ز به از یاد بخت

خاک هست که در پای نسیم افتاده است  
 از سیر کوی تو زبان رو که عظیم افتاده است  
 بر در میسکده دیدم که میقیم افتاده است

حافظ گم شده را با نمت ای جان سر  
 اتحادیست که از عهد قدیم افتاده است

بیلے برگ گلی خوشترنگ در منقار داشت  
 گفتش در عین وصل این ناله و فزایدت  
 یار اگر تشبست با منست جای اتم هن  
 عارفی کو سیر کرد اندر دست ام نیستی  
 در نیگیر دنیا زو عجز با حسن دوست  
 خیز تا بر کلب آن نقاش جان افشان کنیم  
 گرم میراد عشقی و سکر دینا می کن  
 وقت آن شیرین قلندر خوش که در اطلال

و اندران برگ نوا خوش ناله های زار داشت  
 گفت مارا جلوه معشوق در این کار داشت  
 پادشاه کامران بود از گدایان عار داشت  
 مست شد چون سستی از عالم اسرار داشت  
 خرم آن کرنا زنیان محبت بر خور داشت  
 کین همه نقش عجب در گردش کار داشت  
 شیخ صنغان حسرت قد رهین خانه خوار داشت  
 ذکر تسبیح ملک در حلقه زار داشت

چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سر داشت  
 شیوه جنات تجری تحتها الا نهار داشت

بدم زلفت تو دل مبتلای خوشی تن است  
گرت ز دوست بر آید مراد و طرب را  
بجانت ای بت شیرین من که همچون شمع  
پیرای عشق زدی با تو گفتم ای بلبل  
بشکست حین چو گل نیست حسن گل محتاج  
مرو بختانه ارباب بی مروت دهر

بخش لغز که انش سزای خوشی تن است  
بخش زود که خیس بر برای خوشی تن است  
شبان تیره مرادم قفای خوشی تن است  
لکن که این گل خود در برای خوشی تن است  
که نافرماش ز بند قفای خوشی تن است  
که کنج عافیت در سرای خوشی تن است

بسوخت حافظ در شرط عشق و جان بازی  
هنوز بر سر عهد و وفای خوشی تن است

صوفی از پرتوی راز نهانی نیست  
شرح مجموع گل مرغ محو و اندویش  
عوضه کردم دو جهان بردن کار اقا  
آن شد اکنون که ز انواه عوام اندیشم  
دلبر آسایش با مصلحت وقت ندید  
شک و گل را کند از یمن نظر لعل و عقیق  
ای که از دفتر عقل آیت عشق آموزی

گوهر هر کس ازین لعل توانی دانا  
که نه هر که در دستم خواند و معانی دانا  
بجز از عشق تو باقی همه فانی دانا  
محتسب نیز ازین عیش نهانی دانا  
ورنه از جانب مادل نگرانی دانا  
هر که دست در شمس باد و یابی دانا  
ترسم این نکته تحت تیغ نمانی دانا

می بیاور که نثار دجل باغ جهان

هر که غارتگری با حسن رانی دوست

حافظ این گوهر منظوم که از طبع گنجیت  
انترتربت آصف ثانی دانست

حاصل کار که کون و مکان این نیست  
از دل جان شرف صحبت جانان نیست  
منت سدره و طوبی ز پی سایه کش  
دولت آنست که بی خون دل آید کینا  
پنج دره که درین مرحله مهلت داری  
بر لب بحر رفت منتظریم ای ساقی  
ز ابد این مشوازه بازی غیرت زنش  
در دمنده چمن سوخته مزار و تزار  
ز تنگ کن اندیشه و چون گل خوش باش

باده پیش آ که اسباب جهان این نیست  
همه آنست و گرنه دل و جان این نیست  
که چه خوش نگری ای سروردان این نیست  
ورنه با سعی اهل باغ جان این نیست  
خوش بیاسای زمانی که زمان این نیست  
فرستی دامن که لب تابان این نیست  
که ره صومعه تا دیو برغان این نیست  
ظاهر حاجت فقر و بیان این نیست  
ز آنکه تکمین جهان گذران این نیست

نام حافظ رقم نیک پذیرفت و لے

پیش رندان رقم سود و زیان این نیست

بحریت بحر عشق که همیشه کنار نیست

آنجا جز این که جان بسیار ز جاره نیست

در کار خیر حاجت، هیچ استخارہ نیست  
 کان شمنہ در ولایت، هیچ کارہ نیست  
 جانان و طالع و جرم، ستارہ نیست  
 ہر دیدہ و جای جسلوہ آن ماہ پارہ نیست  
 چون راجن بر ہمہ کس، آشکارہ نیست

آنم کہ دل بشتن دہی خوش دے بُو  
 ارا بنج عقل مہرسان دے بیار  
 از چشم خود پیرس کہ مارا کہ میکشد  
 رویش بچشم پاک تو ان دید چون ہلال  
 فرصت شمر طلقہ رندی کہ این نشان

نکرفت در تو گریہ حافطینچ رو  
 حیران آن دلم کہ کم از سنگ خارہ نیست

حقوق خدمت اعرض کرد بر کمرست  
 کہ کار خانہ دوران بہادری رقت  
 کہ در حساب خرد نیست سہو بر قلمت  
 کہ داشت دولت سرہ عزیز و محترمت  
 کہ اگر سرمہ برود بر بنڈام از قدمت  
 کہ لالہ برود از خاک کشتگان غمت  
 چو میدہند زلال خضر بجام جمعت  
 رقیب کے رہ غماز داد در حرمت

چہ لطف بود کہ ناگاہ رخت قلمت  
 بنوک خامہ رستم کردہ سلام  
 نگویم از بن بیدل بسو کردی باد  
 مراد لیل گردان بشکر این نعمت  
 بیا کہ تا سیر زلفت قرار خواہم کرد  
 ز حال مادت آگہ شود مگر وقتے  
 روان تشنہ مارا بحر عمہ دریاب  
 صبار دے تو باہر گلے حدیثے کرد



دلیم مقیم در دست حشمتش میدار  
همیشه وقت تو ای عیسی صبا خوش باد

بشکری آنکه خدا داشته است حشمت  
که جان عاشق دل خسته زنده شد بدست

کینکه است در تو خوش نیز میردی حفظا  
لکن که گرد بر آید ز شعله عدست

ز گریه مردم چشم نشسته در خون است  
بیا و لعل لب چشم مست می گونت  
ز مشرق سر کوی آفتاب طلعت تو  
حکایت لب شیرین کلام فریاد است  
دلیم بچو که قدرت همچو سرودجوی است  
ز دور یاده بجان راسته رسان باقی  
از آن زمان که ز دستم برفت یار عزیز  
چگونه شاد شود اندرون غمگینم

بین که در طلبت حال مردمان چو است  
ز جام غم می لعل که می خورم خون است  
اگر طلوع کند طالع هم میا بون است  
شکنج طره لیلے مقام مجنون است  
سخن بگو که کلمات لطیف و موزون است  
که ریخ خاطر هم از جو رد و برگردون است  
کنار دیده من چو رود و در جھون است  
باخت یار که از خست یار بیرون است

ز یخودی طلب یار میکند حفظا  
چو مفلسی که طلبگار گنج قارون است

زبان یار دلوازم شکر نیست با حکایت

از نکته دان عشقی خوش بشنویان حکایت

یغز بود دست هر خدیوے که کردیم  
 زندان تشنه لب را آبی نمیدهدس  
 در زلف چون کندش ای دل پیچ کاخجا  
 این راه را سنایت صورت کجا توانست  
 چشمش بفرموده مارا خون خور دومی پسندی  
 هر چند بردی آبم ز دانه درست نتابم  
 ای آفتاب خیابان مے سوز دانه رخ  
 در این شب سیاهم گم گشته راه مقصود  
 از هر طرف که رفتم جسد و چشم نیفرود

یارب مباد کس را مخدوم بی عنایت  
 گویا ولی شناسان بنقند از ولایت  
 سرا برید و بینی بحیسم و دینایت  
 کش صد هزار منزل پیش است و دیرایت  
 جانار و انباشد خون یز را حمایت  
 جوار از حبیب خوشتر کز مدعی رعایت  
 یک ساعت بگنجان در سایه عنایت  
 از گوشت بیرون آید کوب هدایت  
 ز نار ازین بیابان برون بولی نهایت

عشقت رسد بفریاد که خود بان حافظ  
 قرآن ز برخواسته با چارده روایت

یارب سبب ساز که یارم بیکست  
 خاک رجوان یار نیست کرده بیارید  
 فریاد که از شش جگر راه پستند  
 امروز که در دست توام مرسته کن

باز آید و بر بازم از چنگ ملاست  
 تا چشم جهان بین کنش جاسے افاست  
 آن حال خط و زلف و رخ و عارض و قاست  
 فردا که شوم خاک چه سود اشک مذاست

ای آنکه بقریو بیان دم زنی از عشق  
 درویش کن ناله ز شمشیر اجنا  
 در خرقة زن آتش که خیم ابروی ساقی  
 حاشا که من از جور و جناس تو بنالم

بابا تو ذاریم سخن خیر و سلامت  
 کلین طائفه از کشته تانند غراست  
 برمی شکند گوشه محراب امانت  
 بیدار لطیفان همه لطفست و کرامت

کوته بخت و بخت سیر زلف تو حیا فقط  
 پیوسته شد این سلسله تار و زیقیا مت

ساقیم خضرست و می آب حیات  
 با دهن تلخ از لب شیرین لبان  
 چون دیم علی میسم اوز لطف  
 جز آب آتشین یعنی شراب  
 روزی مابین که از دیوان عشق  
 شاد باد اروح آن بندے که او

تو بر ازمی چون کنم هیات  
 در حلاوت می برو آب از نبات  
 مرده صد ساله را بخشد حیات  
 حل میگرد و مرا این مشکلات  
 جز به هجران نشد ما را برات  
 بر سر کو به معان یا بدوفات

حاصل عمر تو حیا فقط در جهان  
 با ده صافست باقی ترات

شرقی از لبش ز چشیدیم و رفت

روی مهر پیکر او سیر ندیدیم و رفت

گوئی از صحبت مانیک تنگ آمده بود  
 بسکه فاخته و حزریمانی خواندیم  
 سر فرمان خطم گفت یکشتن تا زوم  
 عشوه میداد که از کوی ارادت زوم  
 شد چنان در چمن حسن و لطافت لیکن  
 گفت از خود بر دهر که صالم طلبند  
 صورت او بلطافت اثر صانع خداست

بار بر بست و بگردش ز سیدیم و برت  
 و ز پیش سوره اخلاص و میدیم و برت  
 ما سر خویش ز خطش نکشیدیم و برت  
 دیدی آخر که چنان عشوه خریدیم و برت  
 در گلستان صالشن نخیدیم و برت  
 ما با میدوی از خویش بریدیم و برت  
 ما بر دیش خط کسیر نیدیم و برت

همچو حافظ همه شب از افغان کردیم  
 کای درینا بود عاشق سیدیم و برت

ما را از آرزوی تو پروای خواب نیست  
 در دو چشم مست تو بشیار کس نبرد  
 دهر که بگری لب من از تو مبتلاست  
 هر که برب عشق تو شد کشته بر درت

بی روی دلفریب تو بودن صواب نیست  
 کو دیده که تصور چشم نیست بخواب نیست  
 یک دل نبرده ام که معشقت خراب نیست  
 اورا دران جناب سوال در خواب نیست

حافظ چو زریه در افتاد و تاب یافت  
 عاشق نباشد آنکه چو زرا و تاب نیست

خیم زلفت تو دایم کفر و دین است	ز کارستان او یک شمع این است
جالت معجز حسن است لیکن	حدیث غمزه ات سحر مبین است
بر آن چشم سیه صد آفرین باد	که در عاشق کشتی سحر آفرین است
عجب اہمیت راہ عشق بہت	کہ چرخ ہفتمنش ہفتسم زمین است
تو پنداری کہ بد گرفت و جان برد	حسابش باکر اما کاتبین است
در چشم شمع تو کے جان توان برد	کہ دایم بالکان اندر کین است
لبت را آب حیوان گنستہ ما	چہ جای آبکان ما بر زمین است
مشوای جان ز کید زلفش ہمن	کہ دل برد و کنون بند دین است

ز جام عشق می نوشید حافط  
مدش مستی رندی ازین است

دیدم کہ یار جز سب جو روستم نہ شد	بشکت عہد یاد از دہج غم نہ شد
یار بگمیش ارچہ دل چون کبوترم	انگند و کشت و حرمت صید ہر دم نہ شد
بر من جہنا ز بخت بد آمد و گریہ	حاشا کہ رسم جو رو طریق تنم نہ شد
دل این ہمہ جفا کہ بخواری کشید ازو	ہر جا کہ رفت بچیکش محترم نہ شد
ساتی بسیار بادہ و بادے بگو	انکار ما کن کہ چنین جہام جم نہ شد

هر برودی که در بحریم در شش نبرد  
خوش وقت رنید مست که دنیا و آخرت

میکین برید وادی ره در حرم نه داشت  
برباد داد و هیچ غم از پیش و کم نه داشت

حافظ بر تو گوی قصاصت که ندی  
بمیشش هنر بنود و خبر تیریم نه داشت

بر دای زاهد و دعوت نکم سوی شست  
یک جواز خرم هستی نتواند برداشت  
تو و تسبیح و مصلی و ره هر سر و درع  
منعم از می کن ای صوفی صافی که حکیم  
صوفی صاف بهشتی بنود از که چون  
لذت از جوهر بهشت و لب خوشش بنود

که خدا در ازل از بجهنم بهشت  
هر که در راه رفت و در جحیم داشت  
من دیمانه و ناقوس و به دروشت  
در ازل طینت ما را از می صاف شست  
خرقه در میکدا برهن می ناب نهشت  
هر که او دامن عشق خود از دست نهشت

حافظا لطف حق ارباب تو عنایت دارد  
باش فانغ ز غم فوز رخ و شادی بهشت

ای نسیم حسد را نگه یار کجاست  
شب تارست دره وادی این پیش  
هر که آمد بجهان نقش خرابی دارد

منزل آن بر عاشق کش عیار کجاست  
آتش طور کجاست و عده دیدار کجاست  
در خرابات نرسید که مشایر کجاست

آنحضرت اهل بشارت که اشارت اند  
 هر سربزوی مرا با تو هزاران کارست  
 عاشق خسته ز درد غم بجز تو بسوخت  
 باده و مطرب گل حبله میاست و دل  
 عقل دیوانه شد آن سلسله مشکین کو  
 دلم از صومعه صحبت شیخ ست ملول

نخستهاست بسی محرم اسرار کجاست  
 ما کجاییم نصیحت گیر بکار کجاست  
 خود نپرسی تو که آن عاشق غمخوار کجاست  
 عیش بی دست مینا شود یار کجاست  
 دل ناگوشه گرفت بر دیوار کجاست  
 یار تر صاحب کو خانه خمار کجاست

حافظ از باد خزان در چمن مهر مرغ  
 فکر معقول بفرما گل چینار کجاست

خواب آن ز کس فتان تو بی چیزی نیست  
 از لب شیر و ان بود که من میگفتم  
 چشمه آب حیات است دهانت اما  
 جان درازی تو بادا که یقین میدهم  
 مبتلائی بنم و محنت دانه و فراق  
 دوش باد از سر کویت بگلستان بگذشت  
 در عشق ارچه دل از خلق نهان میدارد

تاب آن نعل پریشان تو بی چیزی نیست  
 کاین مشک گر در نعلدان تو بی چیزی نیست  
 زیر لب چاه ز نخلدان تو بی چیزی نیست  
 در کمان ناوک شرکان تو بی چیزی نیست  
 ای دل این ناله و افغان تو بی چیزی نیست  
 ای گل این چاک گریبان تو بی چیزی نیست  
 حافظ این دیده گریان تو بی چیزی نیست

دیدمش دوش که سرست و خزان میرفت  
چون می گفتش ای مونس درین بن  
نقش خوارزم و خیال لب چون لبست  
میشد آکس که چو او جان سخن کس نشاخت  
گفتم اکنون سخن خوشش که بگوید با  
لا بسیار نمودم که مرو سودنداشت  
پادشاه از کرم از سر چرخش بگذر

در بیان انوار آن سرور خزان میرفت به شکر خسته از بند کربان میرفت

جام می گفت و در مجلس زندان میرفت  
سخت میگفت دل آزرده پریشان میرفت  
بانه از آن گله از ملک سلیمان میرفت  
من همیدیم و از کالبدم جان میرفت  
کان شکر لعل و خوشگویی سخندان میرفت  
زانکه کار از نظر رحمت سلطان میرفت  
چه کند سوخته از غایت حرمان میرفت

چون بشد آن صنم از دیده حافظ غائب  
اشک همواره ز رخسار بدامان میرفت

هر آن خسته نظر کز پی سعادت رفت  
ز رطل درویشان کشت کرد سالک راه  
بیا و معرفت من شنو که در خشم  
مجزو طالع مولود من بجبر رندی  
ز باد ادا بدست و اگر برآمده  
مگر بجز کوشش طبیب عیسی دم

چون بیا و معرفت من شنو که در خشم

بج میسکده و خانه ارادت رفت  
روزی غیب که در عالم شهادت رفت  
رقیق روح قدس بکته سعادت رفت  
که این معامله با کوب و لادت رفت  
و طیفه می دوشین مگر زیادت رفت  
چرا که کار من خسته از عبادت رفت



هزارش که حاقظ زاده یکده دوش  
بجای زاویه طاعت و عبادت رفت

خمی که آبروی شوخ تو در کمان انداخت  
شراب خفته و دهوی کرده کی شدنی بچمن  
بیک کرشمه که ز گس بخود فروشی کرد  
ز شرم آنکه بروی تو نسبتش کردند  
بیزمگا و چمن دوش مست بگدشته  
بنفشه طره مستول خود گره میزد  
کنون باب می عمل خرت می شوم  
بنور زنگی و عالم که نقش الفت بود  
من از در ع می و مطرب می می هرگز  
جهان بکام دل اکنون شود که در زبان

بقصد جان من زارم تا توان انداخت  
که آبروی تو آتش دمار غوان انداخت  
فریب چشم تو صدقته در جهان انداخت  
سمن پرست صبا خاک در دهان انداخت  
که از دهان تو ام غنچه در گمان انداخت  
صبا حکایت زلف تو در بیان انداخت  
نصیبه ازل از خود نمی توان انداخت  
زمانه طبع محبت ز این زمان انداخت  
هوای غیب چکانم در این زمان انداخت  
مرا به بندگی خواجه زمان انداخت

گر کشایش حاقظ درین خرابی بود  
که قسمت از لش در می منان انداخت

روشن از پر تو رویت نظری کن نیست  
منت خاک درت بر بصری کن نیست

ناظر روی تو صاحب نظرانست  
 اشک غماز من از سیخ بر آید عجب  
 گر کین من خسته چه بسدی ز مهر  
 تا بدامن تشنه ز نیست گرسنه  
 مادم از شام سیر زلف تو سر جات زند  
 من ازین طالع شوریده بر خنجم در نه  
 از خیال لب نشین تو ای چشمه نوش  
 آب چشمم که برونت خاک در دست  
 از وجود آن قدرم نام و نشانیست  
 شیر در بادیه عشق تو رو باه شود  
 ز من دل شده از دست تو خون جگر  
 از سیر کوی تو رستن نتوانم گام  
 تو خودی شعله بر خنده چه داری در سر  
 مسکنت نیست که از پرده بول افست لانه  
 بجز این که حلقه ز تو ناخوشند دست

سیر کسوی تو در بیچ سری گنبد  
 خجل از کرده خود پرده دری گنبد  
 بر میان دل و جانم کمری گنبد  
 سیل اشک از نظرم برگذری گنبد  
 با صبا گفت و شنیدم سحری گنبد  
 بهره مند از سیر کوی تو گنبد  
 غرق آب عرق اکنون شکری گنبد  
 زیر صد منت او خاک دری گنبد  
 ورنه از ضعف در انجا اثری گنبد  
 آه ازین راه که در می خطری گنبد  
 از غم عشق تو پر خون جگری گنبد  
 ورنه از دل بیدل سفری گنبد  
 که کباب از حرکات جگری گنبد  
 ورنه در مجلس ندان خبری گنبد  
 در سر پای وجودت هنری گنبد

کس نیست که افتاد آن زلف و نمیت  
 روسے تو مگر آنیہ لعل الحیست  
 زاهد و دهم تو به ز روی تو زخمی رود  
 ز گس طلبد شیوه چشم تو زخمی چشم  
 از بهر حسد از لبت میارای که بار  
 باز آئی کبی روی تو ای شمع دل از نور  
 دی میشد و گفتم صناعه بجا آر  
 بیمار غریبان سبب که جمیل است  
 چون چشم تو دل میبرد از گوشه نشینان  
 اگر پیر میان مرشد باشد چه تفاوت  
 گفتن بر خورشید که من چشمه نورم  
 عاشق چه کند اگر نخورد تیر ملاست  
 در صومعه زاهد و در خلوت عابد

در

در

در رهگذری نیست که دای ز بلایت  
 حقا که چنین است درین دیو بریاست  
 پیش ز خدا شرم و ز روی تو حیاست  
 سکین خبرش از سر و در دیده حیاست  
 شب نیست که صد عربه ببار صباست  
 در بزم حرفیان اثری نور ضیاست  
 گفتا غلط ای خواجه در عین و نایست  
 جانان اگر این قاعده در شهر شماست  
 دنبال تو بودن گنه از جانب ماست  
 دینج سری نیست که بتری ز ضلالت  
 مانند بزرگان که سزاوار است  
 بایج دلاور سپهر قضاست  
 جز گوشه ابروی تو محراب عیاست

ای چنگ فرو برده بخون دل حافظ  
 فکر تگر از غمت قرآن خدا نیست

رواقِ منظر چشم من آشیانه است  
 بگفت خال خط از عارفان بودی دل  
 دلت بوصل گل ای لب لعل چمن خوش باد  
 علاج صنعت دل با لب حبت است کن  
 بچن مقصدم از دولت ملازمت  
 چه جای من که بمرزد سپهر شمع باد  
 من آن نیم که دهم نقد دل بهر سوخته  
 تو خود چه بستی ای شمسو بر شیرین کار

کرم نهادم سرودا که خانه خانه است  
 لطیفهای عجبش بر دم دودا است  
 که در چمن همه گلبانگ عاشقانه است  
 که آن مفتوح یا قوت در خزان است  
 ولی خلاصه جان خاک استانه است  
 ازین حیل که در انبیا بهانه است  
 در حسن ران بکسر تو و نشانه است  
 که تو سنی چون خلعت ابرم تانانه است

سرود بجلست اکنون فلک برقص اند  
 که شعر حافظ شیرین سخن ترانه است

ساقی بیا که بار ناز رخ پرده برگرفت  
 آن شمع سرگرفته در گهر بر فروخت  
 آن عشو داد عشق که مفتی زده گرفت  
 ز ناز زمین عبارت شیرین و لغزب  
 بار غمی که خاطر راحتست کرده بود

کار چراغ خلوتیان باز در گرفت  
 دان پیر سالخورده جوانی ز سر گرفت  
 دان لطف کرد در دست که دشمن گرفت  
 گوئی که پسته تو سخن در شکر گرفت  
 عیسی دمی خدا بفرستاد و برگرفت

هر سرود که بر سره خود حسن می فرست  
زین قصه هفت گنبد افلاک برصد

چون تو درآمدی پی کاردگر گرفت  
کوته نطس برین که سخن مختصر گرفت

حافظ تو این دعا را که آموختی که باز

تقویٰ کرد شعیر ترا و زیر گرفت

شنیده ام سخنی خوش که پیر کنان گفت  
حدیث هدی قیامت که گفت ام عظیم شهر  
نشان یار بر سر کرده از که برسم باز  
فنان که آن می نامهربان دشمن دوست  
غم کن بی سالی خورده دفع کنسید  
من و مقام رضا بعد ازین و شکر قریب  
گره بسا دمزن گرچه بر مراد وزد  
مزن بچون و چرا دم که بنده بقتل  
بعثت که سپهرت و دهر راه مرو  
بیار باده بخور زانکه پیر سیکده دوش  
که گفت حافظ از اندیشه تو آمد باز

فراق یار نه آن میکند که بتوان گفت  
کنا نیست که از روزگار بچران گفت  
که هر چه گفت برید صبا پریشان گفت  
بترک صحبت یاران و چه آسان گفت  
که تخم خوشدلی نیست پیر دهقان گفت  
که دل بدرد تو خورد و ترک زبان گفت  
که این سخن بمبشلبا و با سیلان گفت  
قبول کرد سخن بچرخ که جانان گفت  
ترا که گفت که این زانکه درستان گفت  
بسی حدیث عفو در رسم و حرمان گفت  
چه این بگفته ام نکس گفت بهرمان گفت

مدام مست می دارد نسیم جگر گیسوت  
پس از چندین شکیبائی شیی یارب توان بین  
سواد لوح بینش را عزیز از بهر آن دادم  
تو گر خواهی که جاوید آن جهان یکسیر لای  
وگر رسم فنا خواهی که از عالم براندازی  
من باد صبا میکنم سرگردان و بی اصل  
من از لطف صبا دادم سپاس بخت جانان  
سواد دیده هر وقتی بخون دل میسرم

خرابم میکند هر دم فریب چشم جادوت  
که شمع دیده افروزم در محراب ابروت  
که جان انچه باشد ز نقش خال هندوت  
صبارا گو که بردار زمانی برقع از روت  
بفشان لعل تاریز در هزاران جان هر روت  
من از افسون چشمیت مرگ اوازوی گیسوت  
وگر نه کی گداز بودی سحر گاهان این روت  
عزیزش دادم این ساعت بیاد غافل هندوت

نهی هست که حافظ است از دنیا و از غیب  
نیاید هیچ در چشمش بحسب خاک میر گیسوت

مردم دیده ماجز برخت ناظر نیست  
اشکم احرام طوایب حرمت می بند  
بسته دادم نفس باد چو مرغ وحشی  
عاشق مفلس اگر قلب دلش کرد شمار  
عاقبت دست بران سر و بلندین سر

دل سرگشته ما غیر ترا ذاکر نیست  
گرچه از خون دل شین می نمایم نیست  
طایر سده اگر طلبت ساغر نیست  
کمنش عیب برفق بران قاندر نیست  
هر که در طلبت هست اوقا ضرر نیست

از روان بخشی عیسیٰ تر نغم پیش قدم  
 شکه از آتش سودای تو آید تر نغم  
 روز اول که سیر زلفت تو دیدم گفتم

زانکه در روح قرانی چو دست قادر است  
 کی توان گفت که بردای دلم صابر است  
 که پریشانی این سلسله را آخر است

سیر یونق تو تهنان دل حافط است  
 کیست آن کش سیر یونق تو در خاطر است

بی مهر خست روز مرا نور نمانده است  
 هنگام دورای تو ز بس گریه که کردم  
 من بعد چه سود از قدمی رنجبه کنده است  
 میرفت خیال تو ز چشم من میگفت  
 نزدیک شد آن دم که قیام تو گویند  
 وصل تو اجل از سرم دور همین شست  
 صبر است مرا چاره ز حیران تو میکن  
 در حیرت تو گر چشم مرا آب نماند

وز عمر مرا در شب دیو بخور نمانده است  
 دور از رخ تو چشم مرا نور نمانده است  
 که جان ز معنی در تن رنجور نمانده است  
 بیسات ازین گوشه که معمور نمانده است  
 دور از درت آن خسته رنجور نمانده است  
 از دولت بجز تو کنون دور نمانده است  
 چون صبر توان کرد که مقدور نمانده است  
 گو خون جگر ریز که معذور نمانده است

حافظ زغم از گریه سپرداخت بخندد  
 ماتم زده را داعیه سور نمانده است

دلی شد کاش سودای او در جان است  
 مردم چشم بخون ناب بگریزند از آن  
 آب حیوان قطره از لعل همچون شکرش  
 تا تخت فیه من روحی شنیدم شد یقین  
 هر دلی را اطلاعی نیست بر اسرار غیب  
 چند گویی ای نه گز شرح دین خاموش باش

دین تنامین که دایم در دل دیران است  
 چشمه مهر رخس در سینه مالان است  
 قرص خورشید رخس روی آن میر تابان است  
 بر من نغمی که مازان دیم دی زبان است  
 محرم این سیر معنی را علوی جان است  
 دین مادر هر دو عالم صحبت جانان است

حافظ آثار و زبیر آخرت بر این نیست گزار  
 کان منم از روز اول دار و درمان است

امروز شاه و پسر دلبران بکسیت  
 من بهر آن یکی دل و دین داده ام بیاد  
 سودایان عالم پندار را بگو  
 غلطی زبان به عوی عشقش کشاده اند

دلبر اگر هست را بود دل بر آن بکسیت  
 عییم کن که حاصل هر دو جهان بکسیت  
 سرمایه گم کنی که سود و زیان بکسیت  
 ای من غلام آنکه دشمن از زبان بکسیت

حافظ بر آستانه دولت نهاده سر  
 دولت دران سرست که بار استان بکسیت

النه بشد که در یک دوازست

زبان رو که مرا برد و روی نیازست



نہا ہمہ در جوش و خروشند زستی  
از وی ہمہستی مغرورست و تکبر  
شرح شکن زلفت خم اندر خم جانان  
بار و دل مجنون و حسم طرہ لیلی  
بر دوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم  
رازی کہ جہنم نشتیم و جہنم  
در کعبہ کو بے تو ہر آن کس کہ در آید

وان می کہ در انجاست حقیقت نہ مجازت  
وز ما ہمہ بیارگی و عجب دنیا زت  
کو تہ توان کرد کہ این قصہ در آرت  
رخسارہ محمود و کشتی پائے ایازت  
آیدہ سن بر بخ زیاے تو بازت  
با دوست گونیم کہ او محرم رازت  
از قبیلہ مبارکے تو در عین نمازت

ای مجلسیان سوز دل حافظ مسکین  
از شمع پر سید کہ در سوز و گداز است

میرن خوش میروی کلندر سراپا میرت  
گفتہ بودی کی بمیری شیم این تعبیل صیت  
عاشق مجبور محمود بیت ساقی کجاست  
ایکہ عمری شد کہ تا بیمارم از مرگان تو  
گفتہ لعل منت ہم درد بخشد ہم شفا  
خوش خرامان میروی چشم باز روی تو دوا

ترک بن خوش می خرامی پیش بالا میرت  
خوش تھا ضایع کنی پیش تقاضا میرت  
گو خرامان شو کہ پیش قدر عنامیرت  
تو گناہے کن کہ پیش چشم شہلا میرت  
گاہ پیش درد و گداز پیش ما و امیرت  
دارم اندر سر خیال آنکہ در پا میرت

گرچه جای حاقط اندر خلوتِ صلوات نیست  
ای همه جای تو خوش میش تو هر جایست

<p>کزن که میدمد از بوستان نیم بهشت چمن حکایت اردی بهشت میگویی بی عمارت دل کن که این جهان خراب دفا بجوی ز دشمن که بر تو سینه نه مکن بنامه سیاهی ملامت من است گدا چرا از نند لاف سلطنت اورد</p>	<p>من و شراب فرج بخش و یار جور است نه عاقل است که نیه خرید و نقد بهشت دران سرت که از خاک با بسا خشت چو شمع صومعه افروزی از چراغ کشت که آگاست که تقدیر بر سرش چو شست که خیمه سایه ابر است و زنگه لب کشت</p>
---	--

قدم دریغ مدار از جنازه حاقط  
که گرچه غرق گنا دست میرود بهشت

<p>در دبار نیست درمان النیاش دین و دل دند و قصد جان کنسند در بهای پوسته جانی طلب خون ما خورند این کاسته در لان داد سکینان بده ای رود چو ل</p>	<p>هجر بار نیست پایان النیاش النیاش از جور جوان النیاش میکنند این دستان النیاش ای مسلمانان چه درمان النیاش از شب یلدا می هجران النیاش</p>
---	---

زین حریفان بر دل و جان انیشت

هر زمانم در دگر میرسد

همچو حاقظ از دوشب بی خوشتن  
گشته ام سوزان و گریان انیشت

سزد که تو ز همه دلبران ستانی باج  
دو چشم شوخ تو بر هم زدی خطا و ضن  
بیاض روی تو روشن چو عارض خورشید  
لب تو خضر و دهان تو آب حیوان است  
ازین مرض حقیقت کجاشنایام  
دهان تنگ تو داده باب خضریت  
چرا همی شکنی جان من ز سنگدلی

چرا که بر سر خویان عالمی چون تاج  
بچین زلف تو یاجین منند واده خراج  
سواد زلف تو تاریک تر ز ظلمت داج  
قد تو سر و میان تو موی گردن عاج  
که از تو در دل من نیرسد عسلج  
لب چو قند تو برد از نبات مصر و اج  
دل ضعیف که هست او بنار کی خو بجاج

قاده در دل حاقظ هوای چون تو شسته  
کینه بنده خاک در تو بود سس کاج

اگر بنده لب تو خون عاشق است بلج  
سواد موی تو تفسیر جاعل الظلمات  
ز دیده ام شده صد چشمه در کنار روان

صلاح ما همه نست کان ترست صلاح  
بیاض روی تو میان فائق الاصباح  
که خودش تا بکند در میان آن صلاح

بچه چو آب حیات تو هست قوت بر روح  
 ز چنگ لطف کند کسی نیافت غلام  
 بیا که خون دل خویش بشوید بجل کرم  
 نداد لعل لبش بوسه بصدقه تبسم  
 صلاح و توبه و تقوی ز ما بخواه  
 پیاله چیست که بر یاد تو کشیم مدام

وجود خالی ما از دست قوت کواح  
 نه از کما بخت ابرو دیر نماند خواجه  
 اگر بنده هست تو غن عاشق است مباح  
 نیافت کام دل من از و بعد کماح  
 ز رنده عاشق و مجنون کسی نخبست صلاح  
 و بخون من شربت شربا که لک الا قدح

دعای جان تو در زبان حافظ باد  
 دایم تا که بود گردش ما و صبح

ببین هلال محرم بخواجه ساغر زح  
 عزیز دار زمان وصال را کاند  
 تراغ بر سر دنیای دودن کنی کند  
 دلا تو فارغی از کار خویش می ترسم  
 بیا ر باد که روزش بخیر خواهد بود  
 که ام طاعت شایسته آمد از من است  
 زمان شاه شجاع است و در حکمت شرع

که ماه من امانت سال صلح و صلاح  
 مقابل شب قدرت و روز استقلال  
 باشتی برای نور دیده گوئی فلح  
 که کس دست نکشاید چو گم کنی نقاح  
 هر که جام صیوحش نهد چرخ و صلح  
 که رنگ صبح ندانم خالق الا صلح  
 راحت می دل جان کوش در صلح

بهری صبح چو قافله شب بر دواز  
که بگند گل عیشت ز شعله مصباح

دل من در هوای روی فخر	بود آشفته همچون موی سرخ
بجز بندوی زلفش بچکینست	که بر خور دار شد از روی سرخ
سیاه بکینست آنکه دلم	بود مسر از دهنر انوی سرخ
شود چون بید از آن سرو آزاد	اگر میندستد بجوی سرخ
به مساقی شراب بر غوانی	بیاد ز گیس جادوی سرخ
دو تاشد قائم همچون گلن	ز غم پیوسته چون ابروی سرخ
نسیم مشک تارخی خجل کرد	شیمیم موئے عنبر دوی سرخ
اگر میل دل هر سنجایت	بود میل دل من سوی سرخ

سلام خاطر آنم که باشد  
چو حافظ جاگیر بندوی سرخ

ابر آذاری بر آمد باد نور ذری وزید	دور می میخوانم و مطرب میگویی رسید
شاهان در جلوه دهن شراب کیسم	ای فلک این شراری تا کی باید کشید
قحط جود است ابروی خودی باید فروخت	باده و گل از بهاس خرقه می باید خرید

غالباً خواهد کشود از دولتم کاریکه دوش  
 بابی و صد هزاران خنده گل آید باغ  
 دانی گر چاک شد در عالم رندی چیرک  
 این لطافت کز لب لعل تو من گفتم که گفت  
 عدل سلطان گیرسد حال مظلومان عشق

من همی کردم دعا و صبح آیین می مید  
 از کرسی گویا از گوشه بود شنید  
 جامه در نیکنامی نیندی باید دید  
 وان قنادرل کز سر لعل تو من دیدم که دید  
 گوشه گیران راز آسایش طمع با دید

تیر عاشق کش ندانم بر دل حافظ که زد  
 این قدر دانم که از شجر ترش خن میچکد

اگر آن طائر قدسی ز درم باز آید  
 دارم امید بدان اشک چو باران گر  
 گزینا رفتیم بایر گرامی نمکنم  
 آنکه تاج بر من خال کعب پایش بود  
 کوس نو دولتی از بام سعادت بنم  
 خواهم اندر عقیقش رفت چو باران غریز  
 بالمش غنچ خنک ست و شکر خوان صبح  
 آرزو مند رخ شاه چو بام حافظ

عمر بگذشته به پیرانه سرم باز آید  
 برق دولت که برفت از نظرم باز آید  
 جوهر جان بچشم کاو در گرم باز آید  
 از خند املی بستم تا سرم باز آید  
 گز بسیم که مسه نو سفرم باز آید  
 شخصم باز تیرایه خبرم باز آید  
 در نه گزیننده آه سرم باز آید  
 همه تا سلامت ندرم باز آید

از دیدہ خونِ دل همه بر روی مارو  
 مادر درونِ سینه بوانی نفستیم  
 بر خاکِ راه یار نهادیم روی خویش  
 سیلیست آبِ دیدہ و بر هر که بگذرد  
 مارا آبِ دیدہ شبِ روزنا جرت  
 خورشیدِ خادری کند از شکبِ جا چاک

بر روی مارو دیدہ ندانم چسارو  
 بر باد اگر رود سیرِ بازان هوارو  
 بر روی مارو است اگر آشنارو  
 گر خود لشنِ سنگند دهم نه جوارو  
 زمین بر بگذر که بر سر کوش چارو  
 گمراهِ محسوسِ روی در قبارو

حافظ کوئے میکده دامنِ بصدقِ دل  
 چون صوفیان بصفه دارا الصقارو

از سرِ کوئے تو هر که بجلالتِ برو  
 سالک از نورِ هدایت طلبد راهِ برو  
 گرد می آخِر عمر از مے و مشوقِ گمیر  
 ای دلیلِ دل گم گشته خدایا آمد  
 حکمِ مستوری وستی همه بر خاست  
 کار دانی که بود بر تو اش لطفِ خدا  
 حافظ از چشمه حکمت بجفت آور جا

زود کارشش و آخر بخجالتِ برو  
 که بجائے زسد گر بجلالتِ برو  
 حیف اوقات که کثیر بطلالتِ برو  
 که غریب از بنز و ره بد لالتِ برو  
 کس ندانست که آخر چه حالتِ برو  
 بر تبسمِ نشیند بجلالتِ برو  
 بو که از لوحِ دولت نقشِ جمالِ برو

سلطان جسم مدام دارد  
درمیکه وجو که جام دارد  
کلین رشته از نطفه نام دارد  
در دور کس که کام دارد  
نایار سر که ام دارد  
لعلت نکه تمام دارد  
از چشم خوش تو دام دارد  
در دلیست که صبح و شام دارد

آن کس که بدست جام دارد  
آبی که خضر حیات از ویافت  
سر رشته رجم بحبام بگذرد  
بیرون ز لب ساقیانست  
مادری و زاهدان تقویست  
بر سینه ریش در موندان  
ز کس همه شیوهای مستی  
ذکر رخ و زلف تو دلم را

در چاه ذوق چو حلقه ایجان  
حسن تو دو صد سلام دارد

باز بادل شدگان ناز و عتابی دارد  
چه توان کرد که عمرست و شبابی دارد  
آفتابیت که پریش سحابی دارد  
روشن ستاینکه خضر بر سرابی دارد  
آسی و ترا تازه آبی دارد

آنکه از سنبل اوقالیه تابی دارد  
از مرگشته رخود میگذرد همچون باد  
ماه خورشید نمایشش پس پرده زلف  
آب حیوان اگر نیست که دارد لب لب  
چشم من کرده بهر گوشه روان سیل شرک



غمزه شونج تو خنم بخت امیر زید  
چشم محسور تو دارد ز دم قصه جگر  
جان بیار مرا نیست نه توری سوال

فرستش باد که خوش رای صوبالی دارد  
ترک مست مست مگر میل کبابی دارد  
ای خوش آن خسته که زد دست جو ابلی دارد

کی کند سوی دل خسته حافظ نظر  
چشم مست که بهر گشته خرابی دارد

اگر نه باده عنیم دل زیاده ببرد  
وگر نه عین مستی فرو کشد رنگ  
طیب عشق منم باده خور که این معجون  
دل ضعیفم از آن میکشد بطرف چین  
گذر بر ظلمات مست خضر را همه جو  
قنان که با همه کس نزد کینه باخت فلک

نخیب حادثه بنیاد مانجا ببرد  
چگونه کشتی ازین در طبعه بلباید  
فراغت آرد و اندیشه بلباید  
که جان زمرگ بدلداری صبا ببرد  
مباد کاتش محرومی آب بلباید  
کسی نبود که دوستی ازین غایب ببرد

بسوخت حافظ او کس حال دیار نگفت  
مگر نسیم پیای خدا سے رایبرد

اگر روم ز پیش فتنه بار انگیزد  
وگر بر گزری یک دم از وفادار

در از طلب بشنم بکینه بر خیزد  
چو گرد در رهش منتم جو باد بگزیزد

چه گویش که چرا با کسان بیامیزی  
 و اگر کم طلب نیم بوسه صد افسوس  
 من آن فریب که در زنگس تومی بنیم  
 فزاید و شب بیایان عشق دام بکاست  
 تو عمر خواه و صبری که چرخ شعله باز

چنان گستر که سر شکم بخون بیامیزد  
 دخت مه دشت چون شکر فسر و ریزد  
 بس آرد و س که بر خاک دست و ریزد  
 کجاست شیر دله که زبان پر میزد  
 هزار بازی ازین طسره تر بر انگیزد

براسته ز قسیم سربسته حافظ  
 که گریسته کنی روزگار بستیزد

آن گیت کردی کرم با من وفاداری کند  
 اول بیایگانی دنی گوید من بنایم د  
 دلبر که جان فرسود از دو کام دم کشود از  
 نفتم گره نمشوده ام زان طره مان بوده ام  
 پیشینه پوش تنه جز عشق نشیندست بو  
 چون من گدائی بی نشان شکل بود یا ظان  
 زان طره بیچ و خم سهل است اگر بیم تم  
 شد لشکر غم بی عدد از بخت میخواستیم مرد

بر جای بکاری چون کی دم نکو کاری کند  
 و اگر یک پیمانه می با من هواداری کند  
 از میدان توان بود از و باشد که دلدار می کند  
 گفتا منش سر موده ام تا با تو طواری کند  
 از متیش روزه بگو تا ترک بهیاری کند  
 سلطان کجا عیش نهان باز بازاری کند  
 از بند زنجیرش چه غم آنکس که عیاری کند  
 تا فخر دین عبد الصمد باشد که غمخواری کند

باشتم پرنیزنگ او حاقظ کن آننگ او  
کان طره مشربنگ او بسیار نگاری کند

ای پسته تو خنده زده بر دهان قند	مشتاقم از برای خدا یک شکر بخند
جایکه یار با بشکر خنده دم زند	ای پسته کیستی تو حن در ادگر مخند
خواهی که بر نخیزد از دیده رود خون	دل در هوای صحبت بود کسان میند
که طره می نمائی و که طعن میزنی	مانیستم مقتدر مرد خود پسند
طوبی ز قامت تو نیار و دردم	زین قصه بگذرم که سخن میشود بلند
ز آشفته گلی حال من آگاه که شود	آن را که دل نگشت گرفتار این کند
باز از شوق گرم شد آن شمع رخ کجاست	تا جان خود بر آتش برایش کنم سپند

حافظ تو ترک عنزه خوبان میکنی  
دانی کجاست جای تو خوازم یا خجند

اگر ز کوسه تو بوسه بمن رساند باد	بمژده جان جهان را بیا و خوم داد
اگر چه گرد بر این خستی برستی من	عباری از من خاک کی بدانت مفتاد
تو تا بروی من ای نور دیده در بستی	و گر جهان در شادی بروی من نکشاد
خیال روی تو ام دیده میکند پر خون	هوای زلف تو ام عمر میسر بهر بر باد

ند در برابر چشمی غائب از نظری  
بجای طعن اگر تیغ نیز نبردشمن

ند یاد میسکه از من بنیسی روی از یاد  
زد دست دست ند از عم هر چه یاد اباد

زد دست عشق تو جان را بنیبر حفظ  
که جان ز محنت شیرین نمیرد سربا

آب روشن می عادت طهارت کرد  
همین که ساغر زین خونرسان گزید  
خشا نماز و نیاز کس که از سر در د  
بهای باد چون علاجیت جوهر قتل  
بیا بیکد و دضع قرب جامه بین  
نشان مهر محبت ز جان عاشق شجوه

علی الصبح که میحسان از زیارت کرد  
هلال بروی ساتی بے اشارت کرد  
آب دیدۀ د خون جگر طهارت کرد  
بیا که سود کسے بزدکاین تجارت کرد  
اگر چه چشم بسا و غطا از حقارت کرد  
اگر چه خانه دل محنت تو غارت کرد

اگر امام جماعت بخواند شش امروز  
خبر دهمید که حاقط بی طهارت کرد

بستر جام جسم آنکه نظر توانی کرد  
گدائی در میان طرفه اکیر سیت  
باش بی و مطرب بریز حیرت کبود

که خاک میسکه کحل بصر توانی کرد  
گرین عمل نجفی خاک زرتوانی کرد  
کزین ترانه عنقه دل بدر توانی کرد

که سودا بری ارا این منبر توانی کرد  
 به سیفن بخشی اهل نظر توانی کرد  
 که خدش چو نسیم حسرت توانی کرد  
 کجا بکوی حقیقت گذر توانی کرد  
 غبار ره نشان تا نظر توانی کرد  
 چو شمع خنده زمان ترک بر توانی کرد  
 طمع مدار که کار و گر توانی کرد

بغرم مرحله عشق پیش قدمی  
 بیا که چاره ذوق حضور و نظم امور  
 گل مراد تو آنکه نقاب بکشاید  
 تو که سرای طبیعت نسیم دی بپزین  
 بحال یار ندارد نقاب پرده ولی  
 اولاد نور ریاضت گر آگهی یابی  
 ولی تو مالب مشوق و جام می خواهی

گر این نصیحت شاهانه بشنوی حافط  
 بشا همراه طریقت گذر توانی کرد

هلال عید بدو بر قیج اشارت کرد  
 که خاک میسکند عشق را زیارت کرد  
 خدایش خیر دهاد آنکه این عمارت کرد  
 کسی کند که بخون جگر طهارت کرد  
 بخون دختر ز جامه را قمارت کرد  
 نظر بدو دشان از سر حقارت کرد

بیا که ترک فلک حق آن روزه غارت کرد  
 ثواب روزه و حج قبول آنکس برد  
 مقام اصلی ماگو شرخرابات ست  
 نماز در حنم آن ابروان محرابی  
 امام شهر که سجاده می کشید بدوش  
 احسان که نگرس چایش شیخ شهر فر

حدیث عشق ز حافظ شنوده از دوا عظم

اگر چه صنعت بسیار در عبارت کرد

بلبله خون جگر خورد و گلی حاصل کرد  
طوطی را بهوای شکرین دل خوش بود  
قره العین من میوه دل یادش باد  
ساربان بارین افتاد خدا را آمد  
روی خاکی و نیم چشم مرا خوار دارد  
آه و فسر یاد که از چشم حسود به مهر

باد غیرت بعدش حال نشان دل کرد  
ناگشایل فتانتش ابل باطل کرد  
که خود آسان بشد و کار مرا مشکل کرد  
که امیر کرم هم سره این محل کرد  
چرخ فیروزه طرخانه این کنگل کرد  
در لحد ماه کمان ابروی من منزل کرد

نزدی شاه رخ وفوت شد امکان حاقط

چکشم بازی ایام مرا غافل کرد

بخت از زبان یار نشاتم نمید  
از بهر بوسه ز لبش جان همید هم  
مردم ز انتظار و دین پرده راهیت  
شکر بصیرت دهر عاقبت دله  
زلفش کشید باد و صبا چرخ سفلدین

دولت خیز ز از نهانم نمید هر  
ایتم نمی ستاند و آنم نمید هر  
یا هست پرده دار نشاتم نمید هر  
به عسری زمانه اما تم نمید هر  
کاجا بحال باد و زاتم نمید هر

چند آنکه برکت از چو پر کار میریم      دوران چو قطره در میانم نمیدهد

انغم روم بخواب که پیغم جلال یار  
حافظ زاه دنا را نام نمیدهد

<p>بود آیا که در میکده بختایند اگر از بهر دل زاهد خودین بستند در سینه نه به بستند خند ایابند کیسوی چنگ بیزید بمرگ می ناب بصغای دل زنده این صبحی زدگان نامه تغزیت دختر زرنوبلید</p>	<p>گره از کار بند و بسته بختایند دل قوی دار که از بهر خدا بختایند که در چنان ترویر دریا بختایند تا همه منجمگان زلف دو تا بختایند بس در بسته بمقتلح و عا بختایند تا حرفیان همه خون از غر بختایند</p>
--	---

حافظ این حسرت پیغمینه بر بینی فردا  
که چه ز تار ز زیر شن بختایند

<p>بعد ازین دست من و دامن آن میزنند حاجت مطرب بی نیت تبرق بختای سیح روی نشود آینه چهره بخت گفت اسرار غمت هر چه بود گو میباش</p>	<p>که بیالاسه چمان ازین و جیم بر کند که بر قص آوردم آتش رویت چو سپند که آن روی که مالند بران ستم سمند عصیر ازین بیش فلان حکیم تاکی و چند</p>
---	--

کش آن آهوی مشکین مرا ای صیاد  
 من خاکی که ازین در نتوانم برخاست  
 بجز زلف تو ندار و دل عاشق میله  
 شب روزت بدعا عاشق بیدل گوید

شرم از آن چشم سیه دار میندش کن  
 از کجا بوسه زخم بر لب آن قصیر بلند  
 آه ازین دل که بصد بندگی گیرد  
 که مینا دمی قنات از دهر گزند

بازنستان دل از آن کیو مشکین حافظ  
 زانکه دیوانه حسان به که بماند در بند

بسی دارم که گرد گل ز سنبل سلبان داد  
 غبار خط پنهانند خورشید رخسار یارب  
 چو عاشق میشدم گفتم که بر دم گویم  
 پیور دیت بخند و گل شود در دشت ای سبل  
 خدا را و این بستان از وای شهنه مجلس  
 چو دارم طره نشانند ز گرد خاطر عاشق  
 زخون جرم ایمن کن اگر امید آن داری  
 چه افتاده است در این به که هر سلطان معنی  
 بنظر اک ابرهی بندی خدا را زود صیدم کن

بهار عارضش حطی بخون ارغوان داد  
 حیات جاودانش ده که حطی در آن داد  
 ندانستم که این دریا چه موج بگیران داد  
 که بر گل اعتمادی نیست گوشت حیران داد  
 که می باد گیران رخ ده است با من سرگران داد  
 بنماز صبا گوید که راز من نهان داد  
 که از چشم بداند نشان خدایت در آن داد  
 درین درگاه می نیم که بر آستان داد  
 که آفتابست در تاخیر طالب از یان داد



دیر در قدر دلجویت کن محروم چشم را	بدین سرشته نشانی نشان که خوش آب روان دارد
ز چشمیت جان نشاید بود که هر سوختی سیم	کین این گوشه کرد دست دیر اندر کمان دارد
یغمان جبهه بر خاک حال اهل شوکتین	که از جبهه و کینسر و هزاران استان دارد

چه عذر از بخت خود گویم که آن عیار شهر آشوب  
به تلخی کشت حافظ را و شکر در دهان دارد

بحسن خلق و وفا کس بیار بازرسد	ترا درین سخن انکار کار بازرسد
اگر چه حسن فروشان بجلوه آمده اند	کسی بحسن و لطافت بیار بازرسد
بحق صحبت دیرین که هیچ محرم ندارد	بیار یک جفت حق گذار بازرسد
هزار نفستد بی بازار کائنات آرد	یکه بیکه صاحب عیار بازرسد
در بیخ قافله جسم آنچنان فتنه	که گردش آن ببولی دیار بازرسد
هزار نقش بر آئینه کلک صنع دیکه	بد پذیر یی نقش نگار بازرسد
دلاز طعن جود آن مرغ و کین باش	که بد بخاطر ایسد و اربا بازرسد
چنان نبی که اگر خاک ده شوی کس را	غبار خاطر از بگذارد بازرسد

بسوخت حافظ در رسم که شرح قصه او  
بسمع بادشهره کامگار بازرسد

بیا که رایست منصور پادشاه رسید  
 جان نخت ز روی طغر نقاب نخت  
 بهر دور خوش اکنون زندگانه آمد  
 ز قاطعان طریق آن زمان شوند این  
 غریب مصر ز عجم برادران عینور  
 کجاست صوفی دجال چشم محشر  
 صبا بگو که چهار رسم درین غم عشق  
 ز شوق روی تو جانان برین اسیر فراق

نویسنده و بشارت بهر راه رسید  
 کمال عدل بفریاد دادخواه رسید  
 جهان بکام دل اکنون بهر شاه رسید  
 قوافل دل دانش که مرد راه رسید  
 ز قعر چاه برآمد باوج ماه رسید  
 بگو بسوز که مهدی دین پناه رسید  
 ز آتش دل سوزان برق آه رسید  
 همان رسید که آتش بیگانه رسید

مرد خواب که حلقه یارگاه قبول

زور دینیم شب در درس صبحگاه رسید

بنفشه دوش گل گفت و خوش نشانی داد  
 دلم که محزن اسرار بود دست قضا  
 شکسته دار بر گاهت آمد که طیب  
 برو معالجه خود کن ای فصیح گوی  
 تنش در دست دوش شاد باد و خاطر خوش

که تاب من بجهان طره فلانی داد  
 درش بهت و کلید شبنم ستانی داد  
 بهو سیاهی لطف تو ام نشانی داد  
 شراب شاهد ساقی که از یانی داد  
 که دست داد و دهنش داد و اتوانی داد

گذشت برین بسکین و بارقیان گفت

در بیغ عاشق مسکین من که جانم داد

خزینۀ دل حافظ ز گوهر اسرار  
ببین عشق تو سر را به جانی داد

پیرانه سرم عشق جوانی برفتاد  
از راه نطنج دلم گشت هوا گیر  
دردا که از آن آهوشکین سپید چشم  
با غم او عرض بهر کس که نمودم  
از رگبند رخاک سبر کوی شما بود  
مترگان تو تا تیغ جعبه انگیر آورد  
این باده که پرورد که خنجر حشرات  
بس تجزیه کردیم درین دایره مکافات  
گر جان بدید سنگ سیل نگرود

وان را ز که در دل نهفتیم بهر اقامت  
ای دیده نطفه کن که بدام که در اقامت  
چون نافه بی خون دلم در جگر اقامت  
عاجز شد داین قرعه بنام ز سر اقامت  
هزاره که در دست نسیم سر اقامت  
بس کشته دل زنده که بر یکدگر اقامت  
از بوسه بهشتیش ز خود بخیر اقامت  
باورد کشتان هر که در افتاد اقامت  
باطینت اصلی چه کند بگر اقامت

حافظ که سر زلف بتانست خوشش بود  
بس طغیان حریفیت کش اکنون برفتاد

برید باد صبا دوشم آگهی آورد

که روز محنت دوشم رو بگوئی آورد

بمطربان صبوحی و سیم جامه نیاک  
 نسیم زلف نقشه خضر را هم اندر عشق  
 بیایا که طهور بهشت را رضوان  
 بخیر خاطر ما کوشش کاین کلاه نهد  
 چه ناگهان که رسید از دم بخر گواه

بدین نوید که بادِ حسره گهی آورد  
 زهی رنیق که گنستم بهموی آورد  
 درین جهان ز براس دل بهی آورد  
 بسی شکست که بر افسر شمی آورد  
 چو بادِ عارض آن بان حسره گهی آورد

رساند رایت تصور بر فلک حفوظ

چو الجحای بجناب شنشش آورد

بکوی یکده یارب سحر چه مشغله بود  
 حدیث عشق که از حزن و صوت تنبیت  
 مباحثی که در آن حلفت به جنون رفیت  
 دل از کرشمه ساتی بگر بود و می  
 قیاس کردم از آن چشم جاودا سیت  
 بگنتمش لمیم بوسه حوالت کن  
 ز آخر تم نظر سعد در ره است که دوش  
 دلبان یار که در آن در حاقط داشت

که جوش شاهد دسانی و شمع و شعله بود  
 بنا زد و دت دنی در خردش و دلوله بود  
 درامی مدرسه قول و قال و مسئله بود  
 ز نامساعدت بختش اندک گلک بود  
 هزار ساحر چون سامیرش در گلک بود  
 بخنده گفت کیش با من این بهالک بود  
 میسان ماه و در رخ یار من مقابله بود  
 فغان که وقت مروت چه تنگ صله بود

بوی خوش تو هرگز زیاد جفا شنید  
 آتش سزا بود دل حق گدازین  
 ای شاه حسن چشم بحال گدازگن  
 خوش میکنم یاده مشکین مشام جان  
 سهر خدا که عارف سالک کجاست  
 ما باده زیر خروست نه امروز میشیم  
 یارب کجاست محرم رازی که یک زبان  
 مانی بباگ چنگ است امروز می کشیم  
 ساقی بیا که عشق ندایم کند بلند  
 پند حکیم عین صواب است و محض خیر

از یار آشنا سخن آشنا شنید  
 که رنگ بار خود سخن نامترا شنید  
 کین گوش بر حکایت شاه گدا شنید  
 کرد حق پوشش صومعه بوی ایا شنید  
 در حیرت کم باده فروش از کجا شنید  
 صد بار پیر میکرده این ماجرا شنید  
 دل شرح آن بود که چو دید و چها شنید  
 بس در شد که گنبد چرخ این صدا شنید  
 آنکس که گفت ققعه ما هم زما شنید  
 فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید

حافظ و طیفه بود دعا گفتن است و بس  
 در بند آن مباش که نشنید یا شنید

بر سر آتم که گزند دست بر آید  
 منظر دل نیست جای صحبت اغیا  
 صحبت حکام ظلمت شب یلدا

دست بکار سے نرم که عقیقه میر آید  
 دیو چو بیرون رود فرشته در آید  
 نور ز خورشید خواهد بود که بر آید

بر دربار باب بے مروت دنیا  
بگذرانین روزگار تلخ تر از زهر  
صلح و طالع مستلح خویش نمودند  
لیلی عاشق تو عسر خواه که آخر  
صبر و ظفر مهر و دوستان قدیم اندر

چند نشینی که خواجه کے بر سایہ  
بار دیگر روزگار چون مشکرائید  
تا کہ قبول افتد و چہ در نظر آید  
باغ شود سبز و شمع گل بدر آید  
بر اثر صبر و نوبت طنفر آید

غفلت حقا دین سراچہ عجبیت

ہر کس کس نہ رفت بجنب آید

پیش ازینت بیش ازین غمخواری عشاق بود  
یاد باد آن صحبت شبہا کہ بازفت تو ہم  
حسن مہ رویان مجلس گچہ دل می دودین  
از دم صبح ازل تا آخر شام ابد  
سایہ مشوق اگر افتاد بر عاشق چہ شد  
بیش ازین کین سقہ سبزو طاق مینا کشید  
رشتہ بتبج اگر بگست معذورم بدو  
بر در شام گدائی نختہ در کار کرد

مہر و رزمی تو با مشرہ آفاق بود  
بجست سر عشق و ذکر حلقہ عشاق بود  
عشق با لطیف طبع و خوبی اخلاق بود  
دوستی و مہر بہ یک عہد و یک ميثاق بود  
ما باو محتاج بودیم او با مشتاق بود  
منظر چشم مرا بروی جانان طاق بود  
دستم اندر ساعد ساقی سیمین ساق بود  
گفت ہر خوان کہ شستم خمار تاق بود

شعر حافظ در زمانِ آدم اندر باغِ خلد  
دولتِ نسیرینِ دگلِ رازِ نیتِ اوراقِ بود

ما ز میخانه دمی نام و نشانِ خجِ ابد بود حلقه پیرِ معانم ز ازل در گوشِ ست بر سرِ تربتِ ما چون گزری هست خوا برزینی که نشانِ کفِ پاسبی تو بود بر دای ز ابدِ خود بین که ز چشم من و تو ترکِ عاشقِ کشِ من است بدونِ رفتِ امر و عیبِستانِ کینِ ایِ خواجِه که زینِ کینه را چشمِ آن دم که ز شوق تو نهندست لعلِ	سیرِ خاکِ ره پیرِ معانِ خجِ ابد بود ما همانیم که بودیم و همان خجِ ابد بود که ز یارِ تگم زندانِ جهانِ خجِ ابد بود سالماسجده صاحبِ نظرانِ خجِ ابد بود رازِ این پرده نمانست نهانِ خجِ ابد بود تا که خونِ دلِ امروزِ روانِ خجِ ابد بود کس ندانست که جلتِ بچسانِ خجِ ابد بود تا دمِ صبحِ قیامتِ نگرانِ خجِ ابد بود
--	--

بختِ حافظ اگر ازین گونه مرده خواهد کرد  
زلفِ مشوقه بدستِ دگران خواهد بود

ترسم که اشکِ در غمِ ما پرده در شود گویند سنگِ لعلِ شود در مقامِ صبر خواهم شدن بسیکه گرانِ دواخوا وین رازِ سرِ بھرِ عبا لم سمر شود آرے شود و لیکِ بخونِ جگر شود کز دستِ غمِ خلاصِ دلِ آنجا اگر شود
--

این سرکشی که در سر سر و بلند است	که با تو دست کوته باد مکر شود
این قصر سلطنت که تو اش ماه منظر	سر بار است مانند خاک در شود
از هر کس رتبه برادره ام روان	باشد کزین میانہ کیے کار شود
از یکسای مهر تو ز گشت روئے من	از بے مین بهت تو خاک زر شود
ای دل حدیث مایه دلدار و غصه کن	لیکن چنان کن که صبارا خبر شود
روزے اگر غمی سدت تنگدل مباش	ز نو شکر کن مباد که از بهر شود
ای دل بصور باش مخور غم که عاقبت	از شام صبح گردد و از شب سحر شود
در تنگنای حیرتم از نخوت رقیب	یا رب مباد آنکه گداهت بشود
بس نکته غیر حسن بیا که تا کس	مقبول طبع مردم صاحب نظر شود
مهر تو در در و نیم و عشق تو در سرم	باشیر در درون شد و با جان بر شود

حافظ سر از لحد بر آرد بیای بوس

گر خاک ادب پائے شمای بے سپرد

تنت بنا بر طبیبان نیاز مند مباد	وجود نماز گشت آزرده از گزند مباد
سلامت همه آفاق در سلامت نیست	بہج عارضہ شخص تو در و نند مباد
درین چمن چو در آید خزان بنیائے	رہش بسروسی قامت بلند مباد



دوان بیا که حسن تو حبله اندازد  
جمال صورت و معنی عین هست  
هر که روی چو ماه است بچشم بدینده

مجال طمته بدین بدیند  
که ظاهرت درم و باطنش نازد  
بر آتش تو بجز چشم او پسندد

چشم بدینده

شفا ز گفته شکر نشان حاقط جوے

که حاجت بعلاج گلاب دفعه باد

ترک من چون جبه شکیں گرد کاکل بشکند  
در خرامان سرو گنارش کند میل چمن  
آ خیال ابروی جانان ز چشم دور شد  
چون نسیم صبحگاهی پر د و گل بردرد

لاله را دل خون شود باز از سنبل بشکند  
سرور را از پا در اندازد دل گل بشکند  
اندرین ره سیلها باشد که صد پل بشکند  
خار غم اندر دل محب سحر جلیل بشکند

حافظ این ستر وحدت را زدست خود مده

آ خیال زهد و تقوی را تو کل بشکند

جان بے جمال جانان یل جان نهد  
با بیکس نشانه زان داستان نمید  
هر شبنم دین به صبح آتشین است  
سر منزل قناعت توان دست دادن

هر کس که این ندارد حق که آن نهد  
یا من خیر ندارم یا اون نشان نهد  
در دا که این متما شرح و بیان نهد  
ای ساربان فروکش کاین ره کران نهد

چنگ خمیده قاست میخواندت بیشتر  
 اگر خود رقیب شمع است احوال از دوشان  
 دوستی چنان ندارد بی دوست زنگار  
 احوال گنج تار دن کا نیم داد بر باد  
 آن را که خواندی استاد گر نگری تحقیق  
 ای دل طریق رندی از محبت بیاموز

باشند که پند پیران صحبت زیان ندارد  
 کان شوخ سر بریده بسته زبان ندارد  
 بی دوست زندگانی ذوقی چنان ندارد  
 در گوش گل فرد خوان تا ز زلفان ندارد  
 صنعتگر است اما طبع روان ندارد  
 مست و در حق او این کس گمان ندارد

کس جهان ندارد یک بنده چو حوض  
 زیرا که چون تو شاه کس در جهان ندارد

جهان ز ابروی عید از بهلال و سیم کشید  
 شکسته گشت چو پشت بهلال قامت من  
 پیش روی مشهور خط از قفص حسن  
 گر نیم منت صبح در چمن بگذشت  
 بیا که با تو گویم غم ملالت دل  
 بنزد چنگ و باب و گل و بنید که بود  
 بهاس وصل تو گر جان بود خریدارم

بهلال عید بر ابروی یار باید دید  
 کمان ابروی یارم که بار و سیم کشید  
 که خواند خط تو بر روی و آن یکا زدید  
 که گل یوسف خوشتر همچو صبح جانم دید  
 چرا که بے تو نذر ممال گشت شنید  
 گل وجود من آغشته شراب بنید  
 که جنس خوب میفرم هر چه دید خرید

مرز آب سر شکم کبی بود در از تو  
چو ماهِ روسته تو در زیر زلف می‌دیدم  
لب لب سید مرجان بر نیامد کام  
ز انقلاب زمان طمع مدارای پیچ  
دلم ز زلف تو شوریده بود می‌دانم

چو باد میشد و در خاک راه می‌غلطید  
شتم بروی تو روشن چو روز می‌گردید  
بسر رسید امید و طلب بسر رسید  
چو صبح بر رخ عالم ازین صفت خندید  
که پیش روی تو بر خود چو برق می‌خندید

ز شوق لعل تو حافظ نوشت شعری چند  
بخوان تو نطش و در گوش کش چو مردارید

جالت آفتاب هر نظر باد  
های اوج شاهین شهرت را  
دست کو بسته زلفت نباشد  
بتا چون غمزه ات ناوک کشاید  
چو لعل شکر نیت بو سحر شد  
مرا از دست هر دم تازه عشق

ز خوبی روی خوبت خوبتر باد  
دل شاهان عالم زیر پر باد  
همیشه غرفت رخون جگر باد  
دل مجروح من پیشش سپر باد  
مذاق جان من ز در پرشگر باد  
ترا هر ساعه حسن دگر باد

بجان شتاق روی ست حافظ  
ترا بر حال شتاقان نطش باد

چو قدت سرور بستان نباشد	چو ردیت هر دم تابان نباشد
در دریا و عسل کان نباشد	چو لعل دلوست در دلفروزی
عجب گر چشمه حیوان نباشد	میان خط سیرت لعل نوشین
چسرا با دام من گریان نباشد	چو نقد پسته اش خند و بچالم
بروے تو از ان بهیان نباشد	سواد کفر زلف او که دل را
نه تن باشد که شلت جان نباشد	بتر نسبت نباشد هیچ تن را

اگر چه هست شیرین شعر حافظ  
چو لعل خسر و خوابان نباشد

ز باغ عارض ساقی هزار لاله بر آید	چو آفتاب می از مشرق پیاله بر آید
چو در میان چمن بوی آن کلامه بر آید	نیم در سرگل بشکند کلامه سبیل
که شمه زربانش بصد رساله بر آید	حکایت شب هجران آن نکایت حالت
که بی ملالت صد غصه یک نواله بر آید	ز گرد خوان نگون فلک مرار توقع
بلا بگرد دو کام حسره رساله بر آید	اگر چو نوح نبی صبر است در غم طوفان
خیال باشد کاین کاری حواله بر آید	بسی خود نتوان بر دپے بگویم مقصود
ز خاک کالبدش صد هزار ناله بر آید	نیم صل تو اگر بگذرد تبرت حافظ

چو باد غم سیر کو س یار خواهم کرد  
 هر آید و س که اند و ختم ز دانش بدین  
 بهرزه بے می و مشوق عسر میگذرد  
 صبا کجاست که این جان خن گرفته چو گل  
 چو شمع صبح دم شد ز تهر او روشن  
 بیا چشم تو خود را خراب خواهم ساخت

نفس میوی خوشش شکبار خواهم کرد  
 شایر خاک ره آن نگار خواهم کرد  
 بطالم لبس از امر و ز کار خواهم کرد  
 فدای نعت گیسو یار خواهم کرد  
 که عسر در این کار و بار خواهم کرد  
 بنای عهد قدیم استوار خواهم کرد

نفاق و زرق بخشد صفای دل حفوظا

طریق رندی و عشق اختیار خواهم کرد

چه مستی ست ندانم که رو بآورد  
 دلاچ غنچه شکایت ز بخت بسته کن  
 رسیدن گل و نسیرن بخیر و خوبی باد  
 علاج ضعف دل با کرشمه ساقیت  
 صبا بخو شجری هدی سلیمان است  
 چه راه میزند از مطرب مقام شکاس  
 تو نیز باده بچنگ آرد راه صحرای گیر

که بود سانی داین باده از کجا آورد  
 که باد صبح نسیم گره کش آورد  
 بنفشه شاد و خوشامد سمن صفا آورد  
 بر آس که طیب آمد و دوا آورد  
 که فردا طرب از گلشن بیا آورد  
 که در میان عتزل قول آشنا آورد  
 که مرغ غنچه سر اساز خوش نو آورد

مرد پیر یغانم ز من مرغ ای شیخ  
به تنگ حشمتی آن ترک لشکری نامم

چرا که دعه ده تو کردی داو بجا آورد  
که حمله بر من میکنی یک قبا آورد

فلک غلامی حافظ کنون بطوع کند  
که انتخاب بدر دولت شما آورد

چو دست بر سر زلفش زخم تباب و د  
چو ماه نوره نظر ارگان بیچاره  
طریق عشق پر آشوب فتنه است ای دل  
گدائی در جهان مملکت مفروش  
جباب را چو فتد باد نخوت اندر سر  
شب شراب خرابم کند به بیدار  
مرا تو عهد شکن خوانده و میترسم  
ولا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش  
سواد نامه موی سیاه چون شط

دراشتی ظلم بر سر عتاب و د  
زند بگوشه بر دور نیتاب و د  
بیفتد آنکه درین راه با تباب و د  
کسی ز سایه این در با قباب و د  
کلاه داریش اندر سرباب و د  
و اگر بر دزد حکایت کنم بخواب و د  
که با تو روز قیامت بهین خطاب و د  
که این معامله با عالم شباب و د  
بیاض کم نشود و صمد انتخاب و د

تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز  
خوشا کسی که درین راه بے حجاب و د

در  
نور

حبِ حالی تنو شستم و شد لایا می چند  
باید آن مقصدِ عالی تنو انیم رسید  
چون می از خمِ سبورت و گل افکنه نقاب  
قد آینه با گل علاجِ دل باست  
ای گدایانِ خراباتِ خدایا بر شام  
زاهد از کوچه رندانِ بسلامت بگذر  
عیسایِ جمله بگفتی هوشش نیز بگو  
پیغمبرِ خانه چه خوش گفت بدردی کش خوش

قاصد می گو که فرستم تو پیغام می چند  
هم مگر عیشِ نهند لطفِ شما گام می چند  
فرصتِ عیش نگذار و وزن با می چند  
بوسه چیت بدیا میر بد شام می چند  
چشمِ انعام ندارد بد ز غم می چند  
آخِ زابت نکند صحبت بدنام می چند  
لفظِ حکمت کمن از بھرِ دل عام می چند  
که مگو حالِ دل سوخته با غم می چند

حافظ از تابشِ مهرِ سرِ مرغِ تو بسوخت  
کامگارِ نظر می کن سوی ناکا می چند

حسنِ تو همیشه در سزون باد  
اندر سیرینِ هوا می عشقت  
قدیمِ دلیرانِ عالم  
هر سر و که در چمن بر آید  
چشمی که زفته تو باشد

رویت همه سال لگون باد  
هر روز که هست در قرون باد  
در خدمتِ قامتِ نگون باد  
پیشِ الفِ قدرت چونون باد  
از گوهرِ اشک غرقِ خون باد

هر جا که دلیست در چشم تو  
چشم تو ز بصر دلربایی  
هر کس که به حجب تو نسازد

بی صبر و متداری بی سکون باد  
در گردن حسه ز دقنون باد  
از حلفت وصل تو برون باد

لعل تو که هست جان حافط  
دور از لب هر خیس دهن باد

خسرواگوی فلک در خم چوگان تو باد  
همه آفاق گرفت و همه اطراف کشاد  
زلف خاتون طغر شیفته پرچم است  
ای که انشای عطار و صفت شوکت است  
طیره جلوه طوبی قد و نجوے توشه  
نه به تنها حیوانات و نباتات و جمادات

دینار

باز

ساحت کون در مکان عرصه میدان تو باد  
صیبت خلق تو که پیوسته نگهبان تو باد  
ویده منج ابرعاشق جولان تو باد  
عقل کل چاکر طغراکش دیوان تو باد  
غیرت غلبه برین ساحت ایوان تو باد  
هر چه در عالم امرست بفرمان تو باد

حافط حسته با خلاص شناخوان توشه  
لطیف عام توشه شفا بخش شناخوان تو باد

نه من بسوزم و او شمع انجمن باشد  
که گاه گاه در دوست اهرمن باشد

خوش است خلوت اگر یار یار من باشد  
من آن نگین سلیمان هیچ نستم



رو امدار حسد ایا که در حیرم وصال  
ہای گو مغلن سایہ شرف ہرگز  
بیان شوق چہ حاجت کہ حال آتش دل  
ہوای کوئے تو از سربسیر و دمارا

رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد  
در ان دیار کہ طوطے کم از زغن باشد  
توان شناخت ز سوزیکہ در سخن باشد  
غریب را دل آوارہ در وطن باشد

بسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ  
چو غنچہ پیش تو اشش مہر بر دہن باشد

خوش آمد گل و زان خوشتر نباشد  
زمان خوشکہ در باب در باب  
غنیمت دان دمی خور در گلستان  
عجب راہیت راہ عشق کا سجا  
بشوی اوراق اگر بہر سبائی  
زمن منیوش و دل در شاہی بند  
بیا اسے شیخ در ستمخانہ ما  
ایا پر عمل کردہ جام زہین  
شرابے خمارم بخش یا رب

کہ در دست بجز ساغر نباشد  
کہ دائم در صدف گوہر نباشد  
کہ گل تا ہفتہ دیگر نباشد  
کے سر بر کند کش سر نباشد  
کہ علم عشق در دست نباشد  
کہ حسنش بستہ زیور نباشد  
شرابی خور کہ در کوثر نباشد  
بجشا بر کسے کش نباشد  
کہ با او هیچ درد سر نباشد

بنام ایزد بت سیم تم هست	که در تحانه آذر نباشد
من از جان بنده سلطان لولیم	اگر چه یادش چاکر نباشد
تلخ عالم آرایش که حور شهید	چنین نیستد آفرین نباشد

کس گیرد خطا در نظم و قضا  
اگر هیچش لطف در گوهر نباشد

خستگان را چو طلب باشد وقوت نبود	گر تو بیداد کنی شرط مرگوت نبود
ما جفا از تو ندیدیم و تو حتم پشیم	آنچه در نه هب را باب قوت نبود
اگر آفتون نکند جادوی چشم تو دام	نور در سون تن شمع محبت نبود
چون چنین نیک سر رشته نبردیم	آن مباد که مدد گاری فرصت نبود
هر که آینه صافی نشد از رنگ هوا	و دیده اش قایل خنجر حکمت نبود
خیره آن دیده که آبش نبرد گریه عشق	تیره آن دل که در نور بودت نبود
چون طهارت نبود کبر و تجانه بکیت	نمود خیر در انحناس که عصمت نبود
دولت از مرغ های برون طلب و سایه او	ز آنکه باز آغ و زغن شهپر دولت نبود
گره و خواستم از پیرمغان عیب کن	شیخ ما گفت که در صومعه هست نبود
حافظا علم داد و بزرگ در مجلس شاه	هر که انیست ادب لائق صحبت نبود

دلبر رفت دل شدگان را خبر کرد  
یا بخت من طریق محبت فرو گذشت  
من ایستاده مانمش جان فدای شمع  
گفتم مگر بگیرد دلش مهربان شمع  
هر کس که دید روی تو بوسید خشم من  
در حیرتم که بر چه شد بهم قریب

یا در حیرت شهر و منیع سفر نکرد  
یا او بشا همراه حقیقت گذر نکرد  
او خود گذر زین چنینم سحر نکرد  
در سنگ خاره قطره باران اثر نکرد  
کارے که کرد دیدہ من بی نظر نکرد  
خمر مہرہ بچاکس چو زین گہر نکرد

کلب زبان بریدہ حلقہ در آئین  
با کس نگفت راز تو تا ترک بر نکرد

دل از من برد و روز من نمان کرد  
شب تنہایم در قصید جان بود  
چرا چون لاله خونین دل نباشم  
صبا گر چاره داری وقت دوست  
بد انسان سوخت چون شمع کبرین  
سیان مہربانان کے توان گفت

خدا را با که این بازی توان کرد  
خیالش لطفناے بیکران کرد  
که با من نرگس او سگران کرد  
که در دوستی قائم قصید جان کرد  
صراحی گریه و بر طغیان کرد  
که بایر من چنین گفت چنان کرد

عدو با جان حلقہ آن نکرد

کہ تیرہ چشم آن ابرو کمان کرد

دلایموز که سوز تو کارها بکند  
 عتاب یار پرچهره عاشقانه بکشد  
 ز ملکات ملوکش حجاب بگیرند  
 طیب عشق سیاه مشق بیک  
 تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار  
 ز بخت حقته ملوم بود که بیداری

دعای نیم شبی دفع صدمه بکند  
 که یک کرشمه تلافی صدمه بکند  
 هر آنکه خدمت جام جهان نما بکند  
 چو درد در تو نبیند کرا و ابلند  
 که رحم اگر بکشد مدعی خدا بکند  
 بوقت فاتحه صبح یک دعا بکند

بنوخت حافظ و بونی زلف یار نبرد  
 مگرد لالت این دوستش صبا بکند

دیدم ایدل غم یار دگر بار چه کرد  
 آه از آن زگرس جادو که چه یاری بگنجت  
 اشکین بگشفت یافت ز جمیع یار  
 ساقیا جام میسم ده که گارنده غیب  
 آنکه بر نقش زو این دایره میانی  
 بر تن از پرده لیل بر خشد سحر  
 برق عشق آتش غم دل حافظ زد و سوخت

چو بشد دلبر و بایار و نوا دار چه کرد  
 دی از آن مست که با مردم هشیار چه کرد  
 طالع بے شفقت بکن درین کار چه کرد  
 نیست معلوم که در پرده اسرار چه کرد  
 کس نیست که در گردش پرگار چه کرد  
 ده که با حسد من مجنون دل انگار چه کرد  
 یار دیرینه به منید که بایار چه کرد

دست در حلقه آن لب دوستان کرد  
 آنچه سعی ست من اندر طلبت نمودم  
 و این دوست بصد خون دل افتاد بدست  
 عارضش ایشیل باد فلک نتوان خواند  
 سر و بالای من آن دم که در آید بیلع  
 مشکل عشق که در حوصله دانش است  
 غیر تم گشت که محبوب جانی لیکن  
 من چه گویم که ترانازی طبع لطیف  
 نظریاک توان در رخ جانان دیدن

تکبیر بر عهد تو باد صبا نتوان کرد  
 این قدر هست که تنبیه قضا نتوان کرد  
 بفسونیکه گشت خصم را نتوان کرد  
 نسبت دوست بهر بی سیر نتوان کرد  
 چهل جامه جان را که ببا نتوان کرد  
 حل این نکته بدین فکر خطا نتوان کرد  
 روز و شب بده با خلق خد نتوان کرد  
 تا بجدیست که آهسته دعا نتوان کرد  
 که در آینه نظر جز صفات نتوان کرد

بجز ابروی تو محراب دل حافظ لطافت

طاعت غیر تو در نه سبب ما نتوان کرد

دانی که چنگ و عود چه تقرر میکنند  
 ناموس عشق در رونق عشاق می برند  
 جز قلب تیر هیچ نشد حاصل و هنوز  
 گویند در مفر عشق گویند و شنوید

پنهان خورید باده که تکفیر میکنند  
 عیب جوان سر زیش پیر میکنند  
 باطل درین خیال که آکیر میکنند  
 شکل حکایتی ست که تقرر میکنند

تشویش وقت پیر مغان میدهند باز  
صد ملک آن خم نظر میتوان حسد  
ما از برون در شده مغرور صد فریب  
قومی بجد و جهد گزینند وصل دوست  
فی الجسد اعتماد کن بر ثبات و حر

این سالکان اگر چه با پیر میکنند  
خوبان درین معامله تقصیر میکنند  
تا خود در دین پده چه تقصیر میکنند  
توسعه و گداز که بتقدیر میکنند  
کاین کارخانه است که تقصیر میکنند

می خور که شیخ و حافظ و مفتی و مجتنب  
چون نیک بنگری همه تزدیر میکنند

در غمت بازیابی با بخیران حیرتند  
عاقلان نقطه پرگار وجودند و  
وصف معنای خورشید ز خفاش پیرس  
گر شوند آگاه از اندیشه ما منعجگان  
لا ف عشق دگر از یار زهی لاف خلایا  
جلوه گاه رخ او دیده من تنه نیست  
گرم چشم سیاه تو بیا منور و کار  
مفلسانیم و هوای می و مطرب ایرم

من چنینم که نمودم در ایشان نشد  
عشق داند که درین دایره گزینند  
که درین آنه صاحب نظران حیرند  
بعد ازین خرقه مصوفی بگردانند  
عشقا ازان چنین مستحق بخیرند  
ماه و خورشید همین آنه میگردانند  
ورنه مستوری و مستی همه کس نشود  
آه اگر خرقه پر شمسین بگردانند

گر نیز تنگ ار دل جبر دوس تو باد

عقل و جان گوهرستی به تبار افشانند

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه پاک

دیو بگریزد از ان قوم که قرآن خوانند

دوش وقت سحر از عهده نجاتم دادند  
 بخود از مشغله پر تو ذاتم کردند  
 چه مبارک سحر بود و چه فرخنده شبی  
 چون من از عشق خشن خود و حیران شدم  
 من اگر کام رو گشتم و خوشدل عجب  
 بعد ازین روی من و آنسه حسن نگار  
 با لطف آن روز برین مژده این دولت داد  
 این همه قند و شکر که ز سخم می ریزد  
 کیمیا نیست عجب بندگی پیر میان  
 بحیات ابد آن روز رسانید مرا  
 عاشق آن دم که بدام زلف تو افتاد  
 شکر شکر بشکرانه بنیشان ای دل

و اندر آن ظلمت شب آب حیاتم دادند  
 یاده از جام تحبلی بصفایم دادند  
 آن شب قدر که این تازه بر اتم دادند  
 خبر از واقعه لالت و نجاتم دادند  
 مستحق بودم و اینسا بزکاتم دادند  
 که در انجا حبس از جلوه ذاتم دادند  
 که یازار غمت صبر و شباتم دادند  
 اجر صبریت کران شایخ نباتم دادند  
 خاک او گشتم و چسبیدین نباتم دادند  
 خط آزاد گے از حسن نباتم دادند  
 گفت که بنده غم و غصه نباتم دادند  
 که نگار خوش شیرین حرکاتم دادند

هبت حافظ و انقاس حسر خیران بود

که ز بند عسب ایام نجب اتم دادند

دوش دیدم که ملک در میخانه زدند گل آدم بر شستند پیمانه زدند

ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت با من راوشین با ده ستانه زدند

شکر ایزد که میان من و او صلح قواد حویان قص کمان ساغر شکرانه زدند

جنگ بهتاد و دولت همه را غدرینه چون غنیمت حقیقت ره افسانه زدند

آسمان بار امانت تو انست کشید قرعه قال بنام من دیوانه زدند

نقطه عشق دل گوشه نشینان خن کرد همچو آن جنال که بر عارض جانانه زدند

ما بعد خرم نپنداره چون برویم چون ره آدم خاکی سبک دانه زدند

آتش آن نیست که بر شعله او خندد شمع آتش است که بر حسر من پروانه زدند

کس چه حافظ کشید از رخ اندیشه نقاب

ناله

تا سبز لب غروسان سخن مشانه زدند

دل من بد بر رویت ز چین فرغ داد که چو سرو پای بندست و چو لاله دماغ داد

سیرافرونیساید کمان ابروی کس که در دین گوشه گیران جهان فراغ داد

شب تیره چون بر آدم پیچ پیچ زلفت مگر آنکه شمع رویت برسم چراغ داد



ز بنفشه تاب دارم که ز زلفش فرزندم  
بفرغِ چهره زلفت همه شب ندره دل  
سزد از چو ایر بهمن که درین چمن بگیم  
من و شمع صبحگاهای سزدار بهم بگیریم  
بچمن سزدام و بنگر تخت گل که لاله

تو سیاه کم بهایم که چه در دماغ دارد  
چه دلا و دست دزدی که کلفت چراغ دارد  
طرب آشیان بلبل نگر که نازغ دارد  
که به جوتیم و از ابیت با فراغ دارد  
به ندیم شاه ماند که کلفت یاغ دارد

سیر درین عشق دارد دل در دمنده حافط  
که نه خاطر تماشا نه هوا که باغ دارد

دادگر افلاک ترا جود کش پایلاد  
دروغ خاک رقت رست ز فطر ارفع  
زلف سیاه چو پخت چشم چراغ عالم است  
ای سیرج معدلت مقصد کل ز آدمی  
چون بهوای قناعت زهره شود تراز سنا  
نه طبق پهروان قرصه نسیم وزر که هست  
دختر فکر گیرن بهم صحبت تو شد  
حافط تو درین غزل حبت بندگی نوشت

دشمن دل سیاه تو غرقه بخون چو لاله باد  
را بهروان و هم راره سزار سال باد  
جان نسیم دولت در شکن کلاه باد  
باده صاف دشت در قبح و پیاله باد  
حادث از سماع آن بهدم آه و ناله باد  
از لب خوان حشمت سستین نوا باد  
مهر خنین عروس بهم کفایت حوا باد  
لطف عبید پرورت شاد این قبال باد

دیریت کرد دلدار پیامے نفرتا د	نموت کلا سے و سلا سے نفرتا د
امد نامہ فرستاد م دآن شاہ سواران	پیکے ندوانید و پیامے نفرتا د
سوی سن وحشی صفت عقل ریدہ	آہور و شے یکک خراسے نفرتا د
دانست کہ خواہد شد نرم مغ دل از دست	زان طرہ چون سلسلہ داسے نفرتا د
فریاد کہ آن ساقی شکر ب سرت	دانست کہ مخمورم و جاسے نفرتا د
چند اکہ ز دم لاف کرامات مقامات	ایچم خبر از مایچ مقامے نفرتا د

حافظ بادب باش کہ درخواست نباشد

اگر شاہ پیامے بغلامے نفرتا د

دی پیر میزدوش کہ ذکر شن بخیر باد	گفتا شراب نوش و غم دل ببر باد
گفتم یا دیدم بدم باد نام و رنگ	گفتا قبول کن سخن و حد چہ باد باد
سود و زیان مایہ چو خواہد شد دل دست	از بہر این معاملہ نگین مباحث و شش
بچار گل نباشد بوی نیش خوش ہم	تدبیر حبیت وضع جهان و چین و فنش
پر کن ز بادہ جام دما دم بگوش ہوش	بشنو از و حکایت حبشید و کیتباد
در آرزوی آنکہ رسد دل براحتے	جان در درون سینہ غم عشق و ہنسا
بادت بدست باشد اگر دل نہی ہیچ	در معصی کہ تحت سلیمان دیا

حافظ گرت ز پند حکیمان ملالت است

کوته کنیم قصه که عمرت دراز باد

دوش در حلقه رما قصه گیسو تو بود

دل که از نادک ترگان تو در خون میگشت

هم عفا شد ز صبا که تو پیای می آورد

عالم از شور و شر عشق خیز بیخ نداشت

من سرگشته هم از اهل سلامت بودم

بخوابد قبا تا بکشايد دل من

بوفای تو که بر تربت حافظ بگذر

کز جهان میشد و در آرزوی روی تو بود

در ازل پر تو هست ز حجب کلامم

جلوه گرد رخسار دید ملک عشق نداشت

مدعی خواست که آمد بپاشا که راز

عقل منخو است کز آن شعله چراغ افروز

جان علوی بود چاه زرخندان تو داشت

عشق پیدا شد و آتش بهر عالم

عین آتش شد ازین غیرت و بر آدم

دست عیب آمد و بر سینه نامحرم

برق غیرت بدرخشید و جهان برهم

دست در حلقه آن زلف خم اندر خم

دیگران قرعه قسمت همه بر عیش زدند      دل عنسدیده مابود که هم بر غم زد

نظری کرد که بیند بجان صورت خویش      خیمه در آب و گل مزرعه آمد زد

حافظ آن روز طرب نامه عشق تو نوشت

که قلم بر سر اسباب و دل حسرت زد

دوش می آمد در خساره برافروخته بود      تا کج باز دل عنسدیده سوخته بود

بسم عاشق گشت و مشیوه شهر آشوبی      جامه بود که بر قامت او دوخته بود

کفر زلفش ره دین میزد و آن شگین دل      در پیش مشعل از چهره برافروخته بود

دل بے خون کف آور دولتی دیده بر      الله الله که تلفت کرد و گماند وخته بود

یار مفروش بدینا که بے سود کرد      آنکه یوسف بزرگ باس برافروخته بود

جان عشاق سپند بخ خود میدادست      دانتش چهره برین گل برافروخته بود

گرچه میگفت که زارت بکشم میدیدم      که نمانش خط کشی باین دلوخته بود

گفت و خوش گفت بر و خرقه بسوزان حافظ

یار این قلم شناسی ز که آموخته بود

دوش آگهی زیار عنسدیده اوباد      من نیز دل بیاد جسم هر چه باد باد

و بر حسین طسره تو دل بے خاطرن      هرگز نخواست مسکن با موت یاد باد

دل خوش شد مباد تو هر که در چمن  
طرف کلاه شاهیت آمد بخاطر  
کارم بدان رسید که همراه خود کنم  
از دست رفته بود وجود ضعیف من  
امروز قدر پند عزیزان شناختم  
تا یخ عیش باشد دیدار دوست بود

بند قبا می پخش گل می کشا و باد  
آنجا که تاج بر سر ز گس نهاد باد  
هر شام برق لامع دهر بامداد باد  
صبحم بوی وصل لقمان باز داد باد  
یار بر روان ناصح ما از تو شاد باد  
عهد شباب و صحبت احباب یاد باد

حافظ نهادنیک تو کاست بر آورد

جانا فدای مردم نیکو نهاد باد

در آن هوا که جز برق اندر طلب نباشد  
مرغیکه با غم دل شد آتش چو حاصل  
در کار خایه عشق از کفر ناگزیر است  
در کیش جان فروشان فضل بهتر زیبد  
در محفل که خورشید اندر شمار ذره است  
می خور که عمر سرمد جهان توان یافت  
حافظ وصال جانان با چون تنگدستی

گر خرمی بسوزد چندین عجب نباشد  
بر شاخسار عمرش برگ طرب نباشد  
آتش کرا بود در گریه لب نباشد  
اینجا نسب نگنجد اینجا حسب نباشد  
خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد  
جز با ده بهشتی بهشتی سبب نباشد  
روزه شود که با او پیوند شب نباشد

دل من جز مهر مه رویان طریقه برنگیرد  
 خدایا ای نصیبگو حدیث از مظهری گو  
 صلاحی میکنم میان مردم دفتر نگارند  
 نصیحت کم کن و از بغیاد و دغای بخش  
 میان گیریمندم که چون شمع اندرین مجلس  
 سرخوشی باین غنایی تو گوئی چشم از دور گیر  
 نصیحت گوی رندان را که انکارم خفاست  
 چه خوش صیدم کردی تا زخم خیم مست را  
 سخن در احتیاج ما و استغای مشتاق است  
 خدایا راجی ای منم که در دیش سرکوت  
 من از پیر میان دیدم که امتهای مردان

زهر در میدم پندش ولیکن در نمی گیرد  
 که نقشه در خیال ما ازین خوشتر نمی گیرد  
 عجب اگر آتش این نرغ در دفتر نمی گیرد  
 که غیر از راستی نقشه درین جوهر نمی گیرد  
 زبان آتشیم هست لیکن در نمی گیرد  
 بر دو کاین و عظیمی مراد در سر نمی گیرد  
 دلش بس تنگ می بینم که در ساغ نمی گیرد  
 که کس آهوی وحشی را ازین خوشتر نمی گیرد  
 چه سودا فرونگری ای دل که در لبر نمی گیرد  
 در دیگر نمیدانند ره دیگر نمی گیرد  
 که این دلق ریائی را بجای بر نمی گیرد

باین شعر تر د شیرین شاهنشاه عجب ارم

که سترایاے حافط را چرا در زر نمی گیرد

تعبیر رفت و کار بدولت حواله بود  
 تدبیر بادست شراب و سال بود

دیدم بخواب خوش که بدتم پاله بود  
 چهل سال پنج و غصه کشیدیم و عاقبت

آن ناله مراد که میخواستم عجب  
از دست برده بود و وجودم خوار عشق  
مالان داد خواه میخاسته میروم  
خون میخورم ولیکت جای شکایت  
بر طرف گلشن نظر افتاد و وقت صبح  
هر کو نکاشت مهر و خرابی گلچند  
آتش فگند در دل مرغان نسیم باغ  
آن شاه زند حمله که خورشید شیرگیر

در چین زلفت آن بت شکن کلاه بود  
دولت مساعد آمد و می در پیاله بود  
کاجب کشاد کار برین از آه و ناله بود  
روز و ماه از خوان کرم این لاله بود  
آن دم که کار مرغ چمن آه و ناله بود  
در هر مسکن در یاد بگهان لاله بود  
زان دغ سر بر که در جان لاله بود  
پیشش بر دوز معرکه کمتر غزاله بود

دیدم که شعر و دلکش حافظ بهر شاه

هر بیت از ان سفینه به از صدر سال بود

دی با غم بسر بردن جهان کیس نمی آرد  
بکوی میفرود شانشن بجایه برگیر  
شکوه تاج سلطانی که بیم جان و دست  
رقیم سز نشمار که در این باب سرتاب  
ترا آن به که روم خود زشتا جان شانه

بمی بفروش دلق ما که زین بهتری آرد  
زهی سجاد تقوی که یک ساعته آرد  
کلاه و دلکش است اما بر دسر نمی آرد  
چه افتاد این سوار که خاک در نمی آرد  
که سودای جهان داری غم شکر نمی آرد

بشو این نقش دستنگی که در بار گیرنگی  
 بنمتهای گوناگون به اهرمنی ازد  
 دیار دیار مردم را مقیت میکنند لیکن  
 چه جای پارس کاین محنت جهان بجزینی ازد  
 بس آسان می نمود اول غم دریا بوی سود  
 غلط گفتیم که هر خوشش بعد گوهرنی ازد  
 بروی کج قناعت جو بکج عافیت نشین  
 که یک دم تگدل بودن بجز در بنی ازد  
 چه حافظ در قناعت کوشن از دنیای دوزن گذر

که یک جو مت دوزان بعد من زرنی ازد

دوستان دختر رز تو به رستوری کرد  
 شد بر محاسب کار به ستوری کرد  
 آمد از پرده مجلس عرش پاک کنید  
 تا نگویند حرفیان که چرادرری کرد  
 خرده گانی به ای دل که در مطرب عشق  
 راه ستانه زود چاره مخوری کرد  
 جای ناست که در عقده دصانش گیر  
 دختر رز که بحسبم این همه ستوری کرد  
 نه بهفت آب که رنگش بعد آتش زد  
 آنچه با حسن رقه زاهدی انگوری کرد  
 غنچه بگلبن و سلم زینش تشگفت  
 مرغ خوشخوان طرب برگ گل سوری کرد

حافظ اقادگی از دست مه زاکمه سود

عرض مال دل و دین در سر مغوری کرد

درخت دوستی نشان که کام دل بار آرد  
 انال دشمنی بر کن که رنج بشمار آرد



چو همان خراباتی بعشرت باشی بزم دل  
که در دگرش جانی گرت مستی حمار آرد  
شب صحبت غنیمت دانی و دا خوشی بشناس  
بے گردش کند گردن بسی لیل و نهار آرد  
عماری و اسیله را که مهر و ماه حکمت  
خدا یا در دل اندازش که مجنون گذار آرد  
بما عمر خواه ای دل که گزاین چمن بهر سال  
چو نسیرین صد گل آرد باز چون بلبل هزار آرد  
خدا را چون دل بشم قرای بستان  
بفرمان بلبل نوشین که جان ابر قرار آرد  
ز کار افتاده ای دل که صدین بار غم داری  
برو یکجای عده می در کش که در حالت بکار آرد

ادین بلوغ خدا خواهد درین پیرانه سر حاقط  
نشیند بر لب جوئے و سروے در کنار آرد

دوش از جناب آصف پیک بشارت آمد  
کز حضرت سلیمان عشرت شارت آمد  
خاک وجود ما را از آب با ده گل کن  
ویران سرای دل را گاه عمارت آمد  
این شرح بی نهایت کز حسن یار گفتند  
حرفیت کز هزاران کا نذر عبارت آمد  
عیم پیش ز سنار آشی حرقه می آید  
کان پاک من اینجا بجز زیارت آمد  
امروز جای هر کس پیدا شود زخوبان  
کان ما و مجلس آرا اندر صدارت آمد  
بر تخت جم که تاجش محراب آفتاب است  
همت نگر که موری با این حقارت آمد  
از چشم شوخ ای دل ایمان خود نگمدا  
کان جادوی کمان کشن بعم غارت آمد

دریاست مجلس شاه و دیار بخت بناس  
 بان ای زیان سیده دقت تجارت آمد

آوده تو حاقظ فیضی ز شاه در خواه

کان عنص سحر احوال بر طهارت آمد

در نماز خم نیم ابروی تو چون یاد آمد  
 حالتی رفت که محراب بفریاد آمد

از من اکنون طمع صبر دل هوش مرا  
 کان تجل که تو دیدی همه بر باد آمد

باد صافی شد و مرغان چمن مست شدند  
 موسم عاشقی و کار به بنیاد آمد

بری بسوزد از وضع جهان می شنوم  
 شادی آورد گل و باد صبا شاد آمد

ای عروس هزاره دهر شکایت منهای  
 حجله حسن بیارای که داماد آمد

بر زلیخا تنم ایوسف مصری پسند  
 زانکه از عشق برو این همه بیداد آمد

دلفریبان بناتی همه زیور بستند  
 دلبر راست که با حسن خدا داد آمد

زیر بارند درختان که تعلق دارند  
 ای خوشا سرود که از بند غم آزاد آمد

مطرب از گفته حاقظ غنچه تفریح جوان

آنگویم که ز عهد طربم یاد آمد

دلی که غیب نیست جام جم دارد  
 ز خاستی که از دگم شود چه چشم دارد

بخند و خال گدایان مه خرنه دل  
 بدست شاه و شمشیر ده که محبت مردم دارد

نه هر درخت تحمل کند جای خندان  
رسید موسم آن که طرب چو زنگ بست  
زار از بهای می اکنون چو گل در بیخ مدار  
ز سر غیب کس آگاه نیست قصه نخوان  
و لم که لاف تجر و زودے کون شغل  
مراد دل ز که جویم که نیست دلدارے

غلام همت سر و دم که این قدم دارد  
نقد بپای مستح هر که شتر نرم دارد  
که عقل کل بصدت عیب متبسم دارد  
که ام محرم دل ادرین حرم دارد  
یوی زلف تو بیا در صبح حرم دارد  
که حبله منظر و شیوه کرم دارد

ز حیثی قد حاقط چه طرف توان بست

که ما صمد طلبیدیم و او صتم دارد

دست از طلب نیارم تا کام من بر آید  
بکشای تریتم را بعد از وفات و نگر  
بنمای رخ که حلقه دانه شوند و حیران  
جان بر لب و حسرت مودل که از لبانش  
از حسرت دہانت جانم تنگ آمد  
گفتم بخوبی کز وی بر گیر دل و لم گفت  
هر یک شکن ز زلف پنجاه شست دارد

یا جان رسد بجانان یا جان در تن بآید  
کز آتش در و خنم دو د از کفن بآید  
بکشای لب که فریاد از مردوزن بآید  
نگرفته هیچ کاسے جان از بدن بآید  
خود کام تنگدستان کے زان دهن بآید  
کار کسیت این کو با خوشی تن بآید  
چون این دل شکسته با آن شکن بآید

بر بوی آنکه در باغ آید گلچین چو رویت  
 آید نسیم و هر دم گرد چسبن بر آید  
 هر دم چو بوفایان توان گرفت یار  
 مایم و آستانش بجای تن بر آید  
 بر خیز تا چمن را از قاصد میسازد  
 هم سرود در بر آید هم ناردن بر آید

گویند ذکر خیرش در خیل عشق از آن  
 هر جا که نام حلقه در آن سخن بر آید

در ازل هر کوبن فیض دولت از زانی بود  
 تا ابد جام مرادش به هم جانی بود  
 من همان ساعت که از می خواستم شد به کار  
 گفتم این شاخ اردو به باره پشیمانی بود  
 خود گرفتیم کاغذ سجاد چو سن بدوش  
 به مجوگل بر خرقه رنگ می سلمانی بود  
 خلوت را از فروغ از عکس جام باده بود  
 ز آنکه کنج اهل دل باید که نورانی بود  
 بی چراغ جام در خلوت نمی آرمشست  
 وقت گل مستوریستان نادانی بود  
 مجلس انس و بهار و کشت عشق اندر میان  
 جام می نگرفتن از جانان گران جانی بود  
 بهت عالی طلب جام مقصد گوشتش  
 زنده را آب عنب یا قوت رسانی بود  
 نیکامی خواهی ای دل با بران صحبت در  
 خود پسندی جان من آن نادانی بود  
 گرچه بی سامان نماید کار با سلسلش برین  
 کان درین کشور گردانی شک سلطانی بود  
 خوش بود خلوت هم ای صوفی لبیک گرد  
 باده ریحانی و ساقی مست ریحانی بود

دی عزیزے گفت حافظ بخور و پنهان شراب  
ای عزیز من گناه آن به که پنهانی بود

دل بی جا کت صفائے نذر	چو یگانہ کاشناے نذر
ستاع دل پاک عشاق مکین	بیا زار حسن بنیائے نذر
دلا جام و ساقی تگر رخ طلب کن	که چون گل ز ناز بقائے نذر
اگر چه دلم رفت لیکن غمش نیست	بجز آن خم زلفت جائے نذر
ازین سینہ تنگ ترسم که تیرش	رود جای دانگه دوائے نذر
همه حسینر دارد دلارام لیکن	در عین اکراما و فائے نذر

چو ماه است روشن که بے مهر و یوش  
دل و جان حافظ صفائے نذر

دل شوق لبست مدام دارد	یار لب ز لبست چه کام دارد
جان شربت مهر و باده شوق	در ساعت دل مدام دارد
شوریده زلف یار دائم	در دایم بلامت مدام دارد
آخر زسد که باز پرسم	کان دلبر را چه نام دارد
با یار کجانشیند آن کو	اندیشه خاص و عام دارد

یا یار عیسیٰ الذی دام دارد

خرم دل آن کس که صحبت

بر گل زنبقش دام دارد

آمید کند دلی بشوخی

حافظ چو دست خوش است مجلس

اسباب طرب تمام دارد

صد لطف چشم داشتیم و یک نظر نکرد

رو بر ریش نهادم و بر من گذر نکرد

در سنگ خاره قطره باران اثر نکرد

یل سرشک ز دوش کین بدر نکرد

وان شونخ دیدم بین که سر از خواب بر نکرد

ماهی مرغ دوش تخت از فغان من

او خود گذر بمن چونیم حس نکرد

میخواستم که میرش اندر قدم چو شمع

کز تیر آه گوشه نشینان حذر نکرد

یارب تو آن جوان دلاور نگا هدار

کا و پیش زخم تیغ تو جان رسپ نکرد

جانا که ام سنگدل بی کفایت است

سودای خام عاشقی از سر بر نکرد

شوخی نگر که مرغ دل بال و پر کباب

حافظ حدیث عشق تو از بسکه دلکش است

نشدید کس که از سر رغبت ز بر نکرد

شعر بخوان که با و طل گر آن

راهی زن که آه برسان آن توان

گلپانگ سر بلندی بر آسمان توان

بر آستان جانان گر سر توان نهادن

در خانه گنجده اسرار عشق و مستی  
 شد زهرن سلامت زلف تو دین عجبیت  
 گردولت و فصاحت خواهد درمی کشودن  
 قه خمیده ماسلت نماید اما  
 از شرم در حجابم ساقی تطفی کن  
 بر جویبار چشمم گرسایه افکند دوست  
 در ویش را نباشد منزل برای سلطان  
 اهل نظر دو عالم در یک نظر بیازند  
 با عقل و فهم و دانش داد سخن توان داد  
 عشق و شباب و ندمی مجموعه مراست

جام می مغایه هم با منان تو ان زد  
 اگر اینهن تو باشی صد کاروان تو ان زد  
 سر بر این تخیل بر استان تو ان زد  
 بر چشم دشمنانت تیر از کمان تو ان زد  
 باشد که بوسه چند بر آن دامن تو ان زد  
 بر خاک ر بگذارش آب روان تو ان زد  
 مایم و کینه و لقمه کالتش دران تو ان زد  
 عشق مست و داد ادا و ان تقی جان تو ان زد  
 چون جمع شد معانی گوی بیان تو ان زد  
 ساقی بیا که جامه در این دامن تو ان زد

حافظ بحق قرآن که زرق و شید باز  
 باشد که گوی عیسه در این میان توان زد

روز وصل و دستداران یاد باد  
 این زمان در کس وفاداری نماند  
 یاد باد آن روزگار آن یاد باد  
 زمان وفاداران نماند یاد باد  
 با همگ نوش باده خواران یاد باد  
 کامم از تلخی عنم چون گشت

سن که در تیر عیسم بیچاره ام      چاره آن غمگساران یاد باد  
 رچه یاران فارغ اند از یاد من      از من ایشان را هزاران یاد باد  
 بستل گشتم درین دایم بلا      کوشش آن حق گذاران یاد باد  
 راز حاقط بعد ازین ناگفته

اے دروغ از رازداران یاد باد

رسیده مرده که ایام غم نخواهد ماند      چنان نماند و چنین نیز غم نخواهد ماند  
 من ارچه در نظر یار خاکسار شدم      رقیب نیز چنین محترم نخواهد ماند  
 چو پرده دار بششیر میزند همه را      کسے میترسم حرم نخواهد ماند  
 توانگر اول درویش خود بدست آورد      که محزون ز دروغ گنج درم نخواهد ماند  
 غنیمت شمرای شمع و سراج فنا      که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند  
 سروش عالم غنیمت شمارتے خوش داد      که بر در کرمش کس درم نخواهد ماند  
 برین رواق زیر جلد نوشته اند زبر      که جبر نکوئی اهل کرم نخواهد ماند  
 سرود مجلس جمشید گفت اندازند      که جام باده بیاور که جم نخواهد ماند  
 چه جای شکر و شکایت ز نقش نیکوید      که کس همیشه گرفتار عیسم نخواهد ماند  
 ز مهربانی جانان طمع مبر حاقط      که نقش مهر و نشانستم نخواهد ماند



روشنی طلعت تو ماه ندارد      پیش تو گل رو فت گیاره ندارد  
 جانب دلها نگا هدا که سلطان      ملک بگیر اگر سپاه ندارد  
 دیده ام آن چشم دل سیه که تو داری      جانب هیچ آشنا نگاه ندارد  
 ای شہر خربان بباستان نظر کن      هیچ قصه چون تو این سپاه ندارد  
 من تنہا کشم قمار دل لغت      کیست بدل داغ این سپاہ ندارد  
 شوخی ز گسنگر که پیش تو شکفت      چشم در دیده ادب نگاہ ندارد  
 رطل گرانم ده اسے مرید خرابا      شاد بے نیکی که خاقانہ ندارد  
 گور دو استین بخون جگر شوے      هر که درین استانزادہ ندارد  
 تا چه کنت بآنخ تو دو دل من      آینه دانی کتاب آہ ندارد  
 خون خروغاش نشین که آن دل بک      طاقت فرما و دوا خواہ ندارد  
 گوشہ ابروی تست منظر چشم      خوشتر ازین گوشہ پادشاہ ندارد

حافظ اگر حبدہ تو کرد کن عیب

کافر عشق ای صنم گتاه ندارد

رسید مرده که آمد بیمار و سیزہ دید      وظیفہ گر برسد مصرفش گلست فزید  
 صغیر مرغ برآمد بط شراب بجاست      نقان قناد بلیس نقاب گل کرد

ز روی ساقی موش گلچین امرو  
 که گرد عارض بستان خط نقشه دید  
 چنان کرشمه ساقی و دم ز دست یزد  
 که با کس در گم نیست روی گفت شنید  
 من این مرقع نگین چو گل نخواهم سخت  
 که سیر باد و فروزشش بحر عجز خرید  
 بگو عشق من بے دلیل راه دم  
 که گم شد آنکه درین ره بر بس برسد  
 زید اے بستی چه ذوق دریا بد  
 که سبب ز نمدان پادشاه نگید  
 لمن ز غصه شکایت که در طریق ادب  
 بر احوال ز رسید آنکه ز حمت نکشید  
 عجائب ره عشق ای رفیق بسیارست  
 ز پیش آهوی این دشت شیر زربید  
 خداے را مددے ای دلیل راهم  
 که نیست بادی عشق را اگر ناپدید  
 گلے نخید ز بستان که ز دل من  
 مگر نسیم مرقت درین چمن نذیر  
 شراب نوش کن و جام ز لبخونی ده  
 که پادشاه ز کرم جرم صوفیان بخشید  
 بهار میگذر و صحر گستر ادرباب

گرفت موسم و حواظ بنویختند

روز هجران شب بخت یار از شد  
 ز دم این فال و گذشت اختر و کار از شد  
 آن همه ناز و نعم که خزان من بود  
 عاقبت در دستم باد بهار از شد  
 بعد ازین نوبه آفاق دیم اندول خویش  
 که بخور شد رسیدیم و غبار از شد

آن پر ثنایِ شہاے دراز و غمِ دل ہمہ در سایہ گیسوی نگار آخر شد  
 ساقیایِ عدم دراز و قدحِ پُرمی باد کہ بسی تو ام اندوہ خمار آخر شد  
 شکر ایزد کہ باقبالِ کلمہ گوشتہ گلِ نختِ بادِ دی و شوکتِ غار آخر شد  
 باورِ نیست ز بدِ عہدی ایامِ ہنوز قعہٗ رخصتہ کہ در دولتِ یار آخر شد  
 صبحِ امید کہ بہر متکلفِ پردہٗ غیبِ گوہِ رونِ آی کہ کارِ شبِ تار آخر شد  
 گرچہ آشفگیِ کارِ من از زلفِ تی بود حلِ این عقدِ ہم از رویِ نگار آخر شد  
 در شمارِ ارچہ نیاورد کہے حافظ را

شکر کانِ محنتِ بے حد و شمار آخر شد

زادہٗ خلوتِ نشین و دشمنِ بھیمانہ شد از سرِ پیمانِ گذشت بر سرِ پیمانہ شد  
 شاہدِ عہدِ شبابِ آمہ بود دشمنِ خواب باز بہ پیرانہ سرِ عاشقِ دیوانہ شد  
 بے نیچہ میگذاشت را بہرِ صلِ دین در پے آن آشنا از ہمہ بیگانہ شد  
 آتشِ رخسارِ گلِ خرمِ بلبلِ ربخت چہرہٗ خندانِ شمعِ آفتِ پروانہ شد  
 گریہٗ شام و سحرِ شکر کہ ضائعِ نگشت قطرہٗ بارانِ ماگو ہر یک دانہ شد  
 ز گسِ ساتی بخواند آیتِ افسونگری حلقہٗ اورادِ ماگو دشمنِ ہمانہ شد  
 مدنیِ مجلسِ کہدی جامِ وقحِ می شکرست دوشِ بیکِ جرعهٗ می عاتلِ نژادہ شد

منزل حافظ کنون بارگه کبریاست

دل پر دلدار رفت جان بر جانان شد

نفس برآمده کام از تو بر نمی آید  
مگر بوی دل آرای یار من در نه  
درین خیال بسر شد درین عمر عزیز  
چنان بجزرت خاک در تویی میرم  
بے حکایت دل هست فایم سحر  
قد بلند ترا تا بمرئیت گیرم  
مقیم زلف تو شد دل که خوش بودی آن  
فدای دوست نکردم عمر و مال درین  
همیشه تیر سحرگاه من خطاشده

فتان که بخت من از خواب بر نمی آید  
بی هیچ گونه دگر کار بر نمی آید  
بلا که زلف سیاهت بسر نمی آید  
که آب زندگیم در غنیمت نمی آید  
و لے بخت من اشب سحر نمی آید  
درخت کام مرادم بر نمی آید  
وزان غریب بلاکش خبر نمی آید  
که کار عشق ز ما این متد نمی آید  
کنون چه شد که سیکه کارگر نمی آید

زبکه شد دل حافظ رمیده از همه کس

کنون ز حلقه زلفت بدر نمی آید

سالماد طلب جام جسم از میا کرد  
گوهر کرد صدف کون مکان یون کرد

انچه خود داشت ز بیکانه تناسل کرد  
طلب آنکه گم شد گان لب دریا سبک کرد

مشکل خویش بر سرِ میغانِ دم دوش  
 کادو بتایدِ نطفِ حَلِّ معایه  
 بیدلی در همه احوال خدا یا اوداد  
 او نمیدیدش داند و در خدا میگرد  
 دیدش خرم و خندان قیج باده بد  
 و اندران آینه صد گونه تماشا میگرد  
 گفتم این جامِ جهان بین تو کی دایم  
 گفت آن روز که این گنبدِ دنیا میگرد  
 آن همه شعبه ها عقل که میکرد آن جا  
 سامری پیش عصا وید و پشیا میگرد  
 گفت آن یارِ کز گشت سیر دلنده  
 جرمش آن بود که اسرارِ هویدا میگرد  
 فیض روح القدس اربابِ زند و فزاید  
 دیگران هم بجنبند آنچه سجا میگرد

گفتش سلسله زلفِ بتان دانی چیست

گفت حافظ کله از شب بیدار میگرد

سالها دقیر مادر گرد و صبا بود  
 رونق میکرده از در سُد غای بابود  
 نیکی پیرِ ننانِ مین که چو مابستان  
 هر چه کردیم بحشیم کرمش زیابود  
 دل چو پرگار بهر سود و رانی میگرد  
 و اندران دایره گشته و پابر جابود  
 می تلگتم ز طرب زانکه چو گل بر لب چو  
 بر سرم سایه آن سر و سسی بالابود  
 پیر گل رنگِ من اندر صفِ اُزرق لپشان  
 رخصتِ جُشت نداد ار نه حکایت ابود  
 دقیر دانش با جمله بشوید بی  
 که فلک دیدم و در قصدِ دل دانا بود

آمبریاز در محبت غزل می پرده است که حکیمان جهان را مرده خون پالاید

قلب اندوده حاقظ برادر خرج شد

که معامل بهمه عیب نماند بینا بود

ساقی حدیث سر و گل لاله می زد دین بخت بانگ تیر غشاله می رود

کے ده که نو عروس چمن حسن یافت کار این زمان در منسوب لاله می رود

شکر تلکن شوند همه طوطیان هند زین قند پارسی که به بنگاله می رود

طی مکان بهین و زمان سلوک شعر کاین طفل کیش بر یک ساله می رود

باد بهار می وزد از بوستان شاه و ز تراله باده در قدح لاله می رود

آن چشم جاودانه عابد فریب بین کش کاروان سحر بدنباله می رود

خوی کرده می خرامد بر عارض سخن از شرم روی او عرق از تراله می رود

ایمن مشو ز عشوه دنیا که این عجز مکاره می نشیند و محاله می رود

چون سامری مباحث کند از ادب و آفرین موسی بهشت و از پی گو ساله می رود

حافظ از شوق مجلس سلطان غیاث دین

بخاشش مشوک کار تو از ناله می رود

اسرو چان من چرا میل چمن نیکند هدم گل نمی شود یاد سمن نیکند

تا دل هرزه گردین گفت بچین زلف او  
 پیش کمان ابرویت لایم میکند  
 چون ز نسیم میشود زلف تنبسته پریشان  
 با همه عطر و منت آیدم از صبا عجب  
 ساقی سیم ساقی من گر همه زهر سید  
 دل با امید وصل تو هر دم جان نمی شود  
 دی گله ز طره اشس کردم و از فریون  
 دست کش و جفا کن ای جسم که فین  
 نمک سالی شد صبا دهن پاکت از چهره

زان سفر در از خود یاد وطن نمیکند  
 گوشه کشیده است امان گوش بمن نمیکند  
 ده که دلم چو یاد آن عیش شکن نمیکند  
 کز گذر تو خاک را تشک ختن نمیکند  
 کیست که تن چو جام می حلقه بن نمیکند  
 جان بهوای کوی او خدست تن نمیکند  
 گفت که این سیاه کج گوش بمن نمیکند  
 بے مدد شرک من در عدن نمیکند  
 خاک تنبسته زار را تشک ختن نمیکند

گفته غمزه تو شد حافظ ناشنیده پند  
 تیغ سزا است هر که ادب سخن نمیکند

سمن بویان عیار دل چو بشیند بنشانند  
 بقتر اک بلا جا خفا چو بر بند بر بند  
 چشم لعل رسانی چو میارند میخند  
 بمر یک نفس با چو بشیند بر خیزند

پرویان قرار دل چو بتیزند بنشانند  
 ز زلف عنبرین لبها چو بنشانند بنشانند  
 ز رویم راز پنهانی چو می بینند بخوانند  
 نهال شوق در خاطر چو بشیند بنشانند

چو منصور از مراد آنا که بردارند بردارند  
که باین درو اگر در بند در مانند دارند  
سر شب گوشه گیران را چو دریا بند زیا  
رخ مصیبت بر خیزان گردانند گردانند

بدین حضرت چوستانان نی از آرد نازند

بدین درگاه حافظ را چو میرانند نینهند

سحر دم دولت بیدار ببالین آمد  
قدح در کش و سرخوش تماشا بخرام  
فرز دگانه بدو ای خلوتی نازد کشای  
گریه آب بے ریخ سوختگان باز آورد  
مخج دل باز هوا دار کمان ابرویت  
در هوا چند معشوق زنی حبس کو کنی  
ساقی می بدو دغم مخور از دشمن دوست  
شادی یار پر خمیسه بدو باد و تاب  
در سم بدو عیدی ایام چو دید ابر بهار  
گفت بر خیز که آن خسرو شیرین آمد  
تا بپیشی که نگارست بچو آئین آمد  
که ز صحرا می غنم آهوش گین آمد  
ناله فریاد رس عاشق مسکین آمد  
که کین صید گمش جان بدل مدین آمد  
ای کبوتر نگران بخش که شاهین آمد  
که بجام دل ما آن بشد و این آمد  
که بے عمل دوا می دل غم گین آمد  
گریه اش بر من و سبیل و نسیرین آمد

چون صبا گفته حافظ بشنید از بلبل

غیر افشان تماشا می ریاحین آمد



دل رسیده مارا اتیس و مونس شد	ستاره بد خشنید و ماه مجلس شد
بغمزه سئله آنو صد مدرس شد	نگارین کی بکبت بخت و خطا بنوشت
که طاق ابرو یار منش منس شد	طرب سرای محبت کنون شود مومو
فدای عارض نسیرن چشم ز گس شد	بیوی او دل بیار عاشقان چو صبا
گدای شهرنگه کن که میخیز شد	بصده مصطبه امی نشانه اکنون یار
که خاطر مهنران گنه موسس شد	لب از ترشح می پاک کن بر اخی
که علم بنجیر اقا دوستل بحس شد	کرشمه تو شراب بے باستان بود
بجرحه نوشی سلطان ابو افزار شد	خیال آب خضرست جام کخیر و
قبول دولیان کیسای هرس شد	چوزر غریزه وجودت شعر من آرد

دراهِ میکده یاران غسان بگردند

چرا که حاقظ ازین راه رفت و غلس شد

عارقان راهمه در شرب مدام اندازد	ساتی ارباده ازین دست بجام اندازد
ای بیامیج حسد در اکب مدام اندازد	و چنین زیر خیم زلف نهد دانه خال
گرد حسد گاه افق پرده شام اندازد	آن زمان بخت می صبح فروغ کشتیب
دل چون آینه در رنگ طلام اندازد	روز در کسب هنر کوش که می خوردن و

ای خوشا حالت آنست که در پای حرفت  
 سر و دستار ندانند که کدام اندازد  
 زاهد اسر بکجه گوشت خورشید برآرد  
 بخت است بر سر بدین با تمام اندازد  
 زاهد خام طمع بر سر اسکار بماند  
 بخت گردد چون نظریه جام اندازد  
 بادیه با محتسب شهر نوشی حافظ

که خور دبادیه ات و سنگ بجام اندازد

هر چون خسرو خاور علم بر کوهساران زد  
 چو پیش صبح روشن شد که حال مهر گردون بست  
 بخام دوش در مجلس نیم قص چون بر بخت  
 من از رنگ صلاح آن دم بخون دل بشستم زد  
 کدام هنر دلش از همت این آیین عیاری  
 خیال شهسواران بخت شد ناگاه دل مسکین زد  
 نش با خرقه پیشین کج اندر کند آم  
 ظریت سر نه توفیق و این دولت نشاء زد  
 منشاء مظفر فرجای ملک و دین منصو  
 اران ساعت که جام می سبت و مشرف شد  
 بدست محبت یارم در امیدواران زد  
 بر آمد خنده خوش بر غرور بکا مکاران زد  
 گرد بکشود از گیسو و بر دلهای یاران زد  
 که چشم بادیه پیمایش صلابه برهشیاران زد  
 که اول چون بون آمد شب نه داران زد  
 خداوند انگب دارش که قلب سواران زد  
 زره موئی که ترکانش به خنجر گذاران زد  
 برده کام دل عاشق که فانیان زیاران زد  
 که جوید بید لغزش خنده برابر بهاران زد  
 زمانه ساغر شادی بیا بیگاران زد

ز شمشیر اقبالش نظر آن روز بدر کشید  
تعالی الله زهی ذالی که تا نیک بستی یافت

که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران د  
صفای جوهر پاکش دم از پیتر گران د

دوام ملک و عمر ادبخواه از لطف حق حافظ

که چرخ این سکه دولت بنام شسواران د

سحر لبیل حکایت با صبا کرد  
غلام همت آن ناز نسیم  
خوشش باد نسیم صبحگاهی  
من از بیگانگان سرگرتام  
تقاب گل کشید از زلف نبیل  
از آن بگرم خون بدول خست  
بهر سولبیل بدیل آفتان  
گراز سلطان طمع کردم خطاب د  
وفا از خواجهگان شهر این

که عشق گل ببادیدی چسا کرد  
که کار خیس بکروے دریا کرد  
که در دشب نشین ادوا کرد  
که با من هر چه کرد آن آشنا کرد  
اگر بند قباے غنچه واکرد  
درین گلشن بخارم مبتلا کرد  
تقسم در میان باد صبا کرد  
در از دلبر وفا جستم خفا کرد  
کمال دین و دولت بوالوفا کرد

بشارت بر کبوس میفرودشان

که حافظ تو باز زده و ریا کرد

نابان گرد لبری زمینان کنند	نابان را رخت در ایمان کنند
هر کجا آن شاخ زر گشایند	گلر فاش دیده ز گسبان کنند
یار با چون سازد آهنگ سماع	قدسیان عرش ست افشان کنند
رخ نماید آفتاب دولت	گر چه صبحت آینه رخشان کنند
مردم چشم بخون آغشته شد	از کجا این طنبلر ازان کنند
عاشقان را بر سر خود حکم نیست	هر چه فرمان تو باشد آن کنند
پیش چشم کمتر است از قطره	آن حکایت که از طوفان کنند
کن نگاہ از دو چشم تاروان	مرگ را بر بیداران کنند
عید رخسار تو گویا عاشقان	در وفایت جان دل قربان کنند
ای جوان سر و قد گوئی بزن	پیش از ان کز قامت چوگان کنند
خوش بآی از غصه ای دل کابل رن	عیش خوش در بوتہ بچسبان کنند

نکرش حاقظ را نو نیم شب  
تا چه صبحت آینه رخشان کنند

شراب پیش و ساقی خوش دوام رهند	که زیر کان جهان از کندیشان نرهند
من ار چه عاشقم در بند دست و نامه سیاه	هزار شکر که یاران شهر بگنهند

مبین جتیر گدایان عشق را کین قیوم      شہان بے کمر و خسروان بے کلہند  
 جفا نہ شیوہ در دیشیت را ہری      سیار بادہ کہ این سالکان مرد ہند  
 مکن کہ کو کبہ دلبری شکستہ شود      چو چاکران بگریزند و بندگان بچند  
 غلام ہمت دوردی شان کیرنگم      اندان گروہ کہ اذرق لباس دل سپند  
 قدم نہ بخرابات جز بشرط ادب      کہ ساکنان در شش محبان پادشہند  
 ہوش باش کہ ہنگام باد استغنا      ہزار خرمن طاعت بنیم جو بد ہند  
 جناب عشق بلند ست ہمتے حافظ

کہ عاشقان رو بے ہمتان بخود ندہند

شاہد آن نیست کہ موئے دیمانے دارو      بندہ طلعت آن باش کہ آئے دارو  
 شیوہ حور و پری خوب لطیف ستوے      خوبی آنست و لطافت کہ خطائے دارو  
 چشمہ چشم مرا ای گل خندان میاب      کہ بامید تو خوش آب وائے دارو  
 مرغ زیرک نشود در چمنش نمہ لے      ہر بہارے کہ ز دنبال خزانے دارو  
 خم ابروے تو در صنعت تیر اندازی      بستہ از دست ہر کس کہ کھائے دارو  
 لگے خوبی کہ بزد تو کہ خورشید انجا      نہ سوار سیت کہ در دست عنائے دارو  
 دلنشین شد خنم تا تو قبولش کردی      ارے ارے سخن عشق نشانے دارو

در ره عشق نشد کس بقین محرم راز  
ہر کسے جسب فہم گمانے وار  
باغرابات نشنان کرامات لاف  
ہر سخن جائے وہر نکتہ مکناے وار

مدعی گو برو نکتہ یہ حلقہ مفروش

کلاب مانیز زبانے و بیانے وار

شراب عیش نہان چیت کار بے بنیا  
ز دیم جصنہ رندان ہر چہ بادا  
گرہ ز دل کیشا در پھل دکن  
کہ فلک سیح مهندس چنین گرہ نکشا  
اذا انقلاب زمانہ عجبت اگر چہ سرخ  
ازین فسانہ وافسون ہزار درو یا  
قدح بشرط ادب گیر ازاکہ ترکیبش  
نہ کاسہ سبز حشید و ہمن ست و قبا  
کہ آگاہ است کہ حبشید و کے کجارتند  
کہ واقف است کہ چون فت تخت جمہر باد  
ز حسرت لب شیرین ہنوز منیم  
کہ لالہ میسرہ از خاک تربت فرہاد  
مگر کہ لالہ بدست بیوفائی دہر  
نمیدہند اجازت مرا بسیرہ  
بیایا کہ زمانے ز مے خراب شیوم  
نوش بادہ صافی بنا کردن و چنگ  
کہ بستہ اند برابر شیم طرب ل شاد  
ز دست اگر تنم جام مے مکن عظیم  
کہ پاک تر بہ از نیم حریف دست نداد

رسید در غم عشقش به حاقط آنچه رسید

که چشم زخم زمانه بعاشقان مرسد

صوفی نه سادوم و سرخه باز کرد      بنیاد کمر با فلک حسته باز کرد

باز می چرخ بشکندش بفضیه در کلاه      زیرا که عرض شعبده با اهل راز کرد

ساقی بیا که شاهد رعنا ی صوفیان      دیگر بجلوه آمد دعای راز کرد

این مطرب از کجاست که ساز علق سا      و آهنگ یاد گشت راه حجاز کرد

ای دل بیا که مایه پناه خدایم      ز آنچه آستین کوه و دست دراز کرد

صنعت مکن که هر کس به دست بست      عشقش بروی دل به دست فراز کرد

ای بیکف شخرام که خوش میروی بنار      غمت و مشکو که به عابد نماز کرد

فردا که پیشگاه حقیقت شود پدید      شرمند و هر دس که نظر بر مجاز کرد

حاقط مکن ملامت رندان که دراز دل

لما رحند از زهر دریا بے نیاز کرد

صوفی ارباده یا ندازه خورد و نوشش باد      در نه اندیشه این کار فراموشش باد

آنکه یک جرعه می از دست تواند دلون      دست با شایه مقصود دور آغوشش باد

کیست آن شاه سوار خوش و خرم که دو کون      بسته بند قبا و علم و دوشش باد

ز گیس مست نوازش کن مردم دارش  
 چشم از آئینه داران خط و قالش گشت  
 خون عاشق بخورد اگر قبیح نوشش باد  
 بیم از بوسه ربایان لب نوشش باد  
 جان فداست شکرین چنان نوشش باد  
 شکر از مطلقه خون سیاوشش باد  
 آفرین بر نظریاک خط پوشش باد  
 شاه ترکان سخن مدعیان می شنود  
 پیر یگفت خطا بر قلم صنع زلفت

بنفلا می تو مشهور جهان شد حافظ

حلقه بندگی زلفت تو در گوشش باد

صبا وقت سحر بوی ز زلفت یاری آورد  
 در شب تاب زلفت یار بر باد سحر میاد  
 دل شوریده مار از نو درکاری آورد  
 که روی از شرم او خورشید دیواری آورد  
 صبا هر زلف مشک که از نا تار می آورد  
 برست هم پیاسه بر سر بیماری آورد  
 اگر تسبیح معین بود اگر ز تار می آورد  
 که هر گل که غنمش مشکفت محنت باری آورد  
 دلمه تیخت خون دره برین بیماری آورد  
 بزیم غارت جیشش دل خونین با کرم  
 نوش آن وقت و نوش آن ساعت که آن لب گدازد  
 بزدید که چنان دلمه که خشم تار می آورد



بقول مطرب ساقی بروی بستم که بگوید  
کران راه گران قاصد خبر دشواری آورد

عجیب شستم و شنبه حافظ جام و پیما  
و لے منش منیر دم که صوفی و لری آورد

صبا به تنیت پیر میفروشد آمد  
هوای مسیح نفس گشت و باد ناله شا  
تنور لاله چنان بر فروخت بادریا  
بگوش هوش زمین بشنود بعشرت کوش  
ز فکر تفرقه باز آست ماشوی مجموع  
ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزا  
چه جای صحبت نامحرمست مجلس انس  
بگویت سخن خوشنیا و باد بهوش  
اگر موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد  
درخت سبز شد و مرغ درخوش آمد  
که غنچه غرق عرق گشت گل بچوش آمد  
که این سخن سحر از آستم بگوش آمد  
ابحکم آنکه چو شد اهرن سر و شام  
چه گوش کرد که باد به زبان نموش آمد  
سیر پیاله پریشان که خرقة پوش آمد  
که زاهد از بر بارفت و باد بهوش آمد

ز خانقاه بهیمنانه میرود حفا

مگر مستی زهد و ریاء هوش آمد

طایر دولت اگر باز گزازی بکند  
یار باز آید و با وصل قرار می بکند  
دید را دستگیر تو گمراه چه نماید  
بخورد و خونی و تند بیر شاری بکند

شهر خالیست ز عشاق مگر کز طرّفی دستے از غیب برون آید و کاری بکند  
 کس نیار و بر او دم زدن از قصه ما  
 داد و ادا باز نظر را بپذیرد و بپرد  
 مگرش با و صبا گوشتش گزاری بکند  
 باز خواند مگرش بخت و شکاری بکند  
 جرعه در کشد و دفع خماری بکند  
 بازی چرخ ازین یکدسته کاری بکند  
 با لقب غیب نداد او کاری بکند

حافظ اگر زوی از و بر او هم رود

گذرے بر سرت از گوشت کنارے بکند

عکس روی تو چو در آینه بجام افتاد  
 عارف از پر تو می در طمع خام افتاد  
 جلوه کرد رخسار در دیز ازل زیر نقاب  
 عکس از پر تو آن برینخ انعام افتاد  
 این همه عکس می نقشش مخالف کند  
 یک فروغ رخ ساقیست که در جام افتاد  
 غیرت عشق ز بان همه خاصان بیرون  
 از کجا بر غمش درد دهن عام افتاد  
 هر دوش با من نال سوخته لطف و حرکت  
 این گدایین که چه شایسته انعام افتاد  
 پاک بین از لفظ پاک بمقصود رسید  
 احوال از چشم دو بین در طمع خام افتاد  
 از بر شمشیرش رقص کنان باید رفت  
 کانه شد کشته آونیک سرانجام افتاد

در خم زلف تو آوخت دل از چادرینخ  
آه که چاه برون آمد و در دام افتاد  
آن شد ای خواجہ کہ در صومہ بازمین  
کار با این رخ ساقی و لب جام افتاد  
من ز مسجد بخرابات نہ خود اقدام  
ایم از روز ازل حاصل فرجام افتاد  
چہ کند کز پیہ دوران نو و چون کار  
ہر کہ در دائرہ گردش ایام افتاد

صوفیان حبلہ حریفند و نظر از دہلے

زین میان حاقط دل سوخته بہ نام افتاد

عشق نہ سرسریست کہ از سر برد  
مہرت نہ عارضیت کہ جاے دگر شود  
عشق تو در وجودم و مہر تو در دم  
باشیر در دردن شد و با جان ہر شود  
در دیت در عشق کہ اندر علاج  
ہر چند سعی بیش نمائی ہر شود  
اول منم یکے کہ دین شہر ہر شبے  
فریاد من گیند اسلاک ہر شود  
وز آنکہ من سرشک فغانم زندہ  
کشتہ عراق جلد یکبار تر شود  
دی در میان لہف بدیدم رخ نگار  
برہیتے کہ ابر محبت ہر شود  
گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفتنی  
بگذارتا کہ ماہ ز عقرب ہر شود  
ای دل بیا و سلسلش اگر بادہ نیوی  
مگذاران کہ در عیان خبر ہر شود  
حافظ سراز لحد بدر آرد پای بوس  
گر خاک او پای شمایے سپر شود

غلام ز گیسست تو ما جدا نیستند	خواب باده لعل تو هوشیارند
ترا صبا و مرا آب دیده شد تماش	و گرنه عاشق و مشتوق راز دارند
بزمی ز لعل و دیا چون گذر کنی بنگر	که از یمین دیسارت چه بقرانند
گذر کن چه صبا بر بنفشه زار و بسین	که از لطا اول لفت چه سوگواری
رقیب در گذر و پیش ازین بکن نخواست	که ساکنان در دوست خاکسارند
نصیب است بهشت ای خدایان	که مستحق کرامت گناهکارند
دین بران گل عارض غزل سراییم	که عند لیب تو از هر طرف هزارند
تو دگر شوی خضر بر پی خجسته گران	پیاده میروم و در هرمان سوارند
بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن	مرو بصومعه کاخ سیاه کارند

غلام حافظ از آن لعل تا جدا مباد  
که بتگان کند تو رستگارند

قتل این خسته بتمشیر تو نقدیر نبرد	در نیل از دل بیرحم تو تقصیر نبرد
یارب آئینه حسن تو چه چهره دارد	که در و آیه مرا قوتست تا شیر نبرد
سر زحیرت بدریکه بار کردم	چون شناسای تو در صومعه یک پیر نبرد
من دیوانه چو زلف تو را میگردم	هیچ لائق ترم از حلفت زنجیر نبرد

انارین ترزقت و چمن حسن برست

خوشتراز نقش تو در عالم تصور نبود

ناگه بچو صبا باز بزلت تو رسم

حالم دوشس بجز ناله شکیب نبود

آن کشیدم ز تو ای آتش جبران که خوشتم

جز قنای خودم از دست تو تیر نبود

ایمی بد ز عذاب اندوه حاقط بے تو

که بر بچکپش حاجت تفسیر نبود

اگر می فروش حاجت ندان بدو کند

ایزد گشت نه بخت و دفع بکند

در کار خانه که ره علم و عقل نیست

او هم ضعیف و رای فضولی چرا کند

مطرب باز عود که کس بے اجل نبرد

دان کونه این ترانه سر بر خطا کند

اگر بخت پیشیت آید و گر رحمت اے حکیم

نسبت یکن بغیر که اینها خدا کند

مارا که در دوش عشق و بلای خار است

یا صول دست یا می صافی دوا کند

حقا که در زمان برسد مژده امان

اگر سالگی بعد امانت وفا کند

ساتی بحسام عدل بدو بادو ناگدا

غیرت نیاورد که جهان پر بکند

جان رفت در سیری و حافظ ز غصه خست

عیسے دے کجاست که اچای کنند

لب شکین تو روزی که ایا کند

ببرد احسب دو صد بنده که آزاد کنند

چه شود گر بسای دل مانشا کنند	قامد حضرت سلی که سلامت بادا
که بر حمت گذری بر سر فرما کنند	یار باند دل آن خسرو شیرین انداز
تا و گزیند حکیمان چه بنیاد کنند	حالی عاشوه عشق تو ز بنیادم برد
فکر مشاطه چه با حسن ادا کنند	گوهر پاک تو از مدحت مستقیمست
گر حسد را بی چو مرطوب تو آبا کنند	استحان کن که بسے گنج مرادت بدهند
قدر یک ساعت عمری کرد و داد کنند	شاه را به بود از طاعت صد ساله زبند

ره نبردیم بمقصود خود اندر شیراز  
خرم آن روز که حافظ ره یغدا کنند

گفتا بچشم هر چه تو گوئی همان کنند	گفتم کیم دامن ولایت کامران کنند
گفتا درین معامله کمتر زیان کنند	گفتم خراج مهر طلب میکند لب
گفت این چکایت که با کته دامن کنند	گفتم بقطعه دهنست خود که بر دراه
گفتا بکوی عشق هم این دهم آن کنند	گفتم صنم پرست مشو با صد نشین
گفتا خوش آن کسان کردی شایان کنند	گفتم هوای سیکه عنسم می بر دزل
گفت این عمل بدهد بهر پیغمبران کنند	گفتم شراب خرقة نایب ندر هست
گفتا بوسه شکر نشین جان کنند	گفتم ز لعل نوش لبان پیرا چه سود

گفتم کہ خواجہ کے بسرِ حبلہ میری  
گفت اُن زمان کہ شتری مہ تران کنند

گفتم دعاے دولت تو در حفاظت  
گفت این دعا ملکِ بہت آسان کنند

کسیک حسنِ بُخ دوست در نظر دارد	محقق ست کہ او حاصلِ بصیر دارد
چو خامہ بر خطِ فرمان او مطاعت	منتادہ ایم مگر او بتیغ بردارد
کسے بول تو چون شمع یافت پروا	کہ زیر تیغ تو ہر دم سحر دارد
بیامی بوس تو دست کسے رسید کہ او	چو آستانہ بدین درہیشہ سردارد
ز زہرِ شکِ ملولم بیار بادۂ ناب	کہ بوسے بادہ دماغم مداہم تردارد
بزور قیپ تو روزے بسینہ ام تیرے	ز بسکہ تیر غمت سید بے سپردارد
کیسکہ از رہِ تقویٰ قدم برون نہاد	بعزمِ میکہ اکنون سیر سردارد
ز بادہ پیمت اگر نسبت این نہیں کہ ترا	دے زو سوسہ عفتلِ نخی سردارد

دلِ شکستہ حاقطِ نجاک خواہد برد

چو لالہ داغ ہوئے کہ بربگردارد

گر من از باغِ تو یک میوہ پچیم چہ شود	پیشِ پاسے بچراغِ تو بے نیم چہ شود
یارب اندر کفِ سایہ اُن شرمند	گر من سوختہ یک دم نشینم چہ شود

آخرای خاتم حبشہ سیلان آند  
 زاہد شہر چو مہر ملک و شمعہ گزید  
 صرف شد عسکر اتامایہ بمشورہ  
 عظم از خانہ بدر رفت و اگر می نیست  
 منکہ در کوی بتان منزل نما و ادا رم  
 گرفت عکس تو بر لعل نگینم چه شود  
 من اگر محراب نگارے بگزینم چه شود  
 تا از انم چه پیش آید ازینم چه شود  
 دیدم از پیش که در حنا زینم چه شود  
 گردی جاے بفر دس برینم چه شود

خواجہ دانت کہ من عاشق و بیخ گفت  
 حافظ از نیز بر اند کہ چہ نیم چه شود

گداخت جان کہ شود کار دل تمام نشد  
 فغان کہ در طلب گنج گوہر مقصود  
 دینغ دور کہ در جستجوے گنج حضور  
 بطعنہ گفت شبے میر مجلس تو شوم  
 پیام کرد کہ خواہم نشست بار زندان  
 رداست در بر اگر می پسند کہ تو بدل  
 بکوے عشق منہی دلیل راہ قدم  
 بدان ہوس کہ یوسم بستی آن لیل  
 بسو ختم درین آرزوے خام نشد  
 شدم خراب جانے دغم تمام نشد  
 بے شدم بگداے بیکرام نشد  
 شدم بمجلس او کتیر عن سلام نشد  
 بشد بر ندی و در دی کشیم نام نشد  
 کہ دید در درہ خود بیج و تاب دام نشد  
 کہ من بخویش نمودم صد اہتمام نشد  
 چہ خون کہ در دلم افتاد بمحوبام نشد



ہزار جیلہ بزرگینخت حافظ از مہر  
بدان ہوس کہ شود آن حریف رام و نشد

کے شعر تر آئینہ و خاطر کہ زین باشد  
از لعل تو گریا ہم انگشتی بخشد  
غناک نباید بود از طعن جسود امی دل  
ہر کو کند فہمی این کلب خیالی گیسر  
جام مے و خون دل ہر یک بکھنڈ  
در کار گلاب و گل حکم ازلی این بُو

یک بختہ درین مہنی گفتم و ہمین باشد  
صد ملک سلیمانم در زیر پچمین باشد  
شاید کہ چو آب سنی خیر تو درین باشد  
نقشش تیراش از تو صورت گچین باشد  
در دائرہ قسمت او ضلع چنین باشد  
کان شاہر بازار می دین پدہ نشین باشد

آن نیت کہ حافظ راستی رود از خاطر  
کاین سابتہ رندی تار و زریں باشد

گل بے بُخ یار خوش نباشد  
طرف چمن و ہوا می بہستان  
رقصیدن سرود حالت گل  
باغ و گل دل خوش است لیکن  
ہر نقش کہ دست عقل بستد

بے بادہ بہار خوش نباشد  
بے لالہ عذار خوش نباشد  
بے صوت ہیز خوش نباشد  
بے صحبت یار خوش نباشد  
بے نقش و نگار خوش نباشد

بایار شکر لب و گل اندام  
بی بوس و کنار خوش نباشد

جان نقد محقر است حافظ

از بهر نثار خوش نباشد

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سببید

گفتم ز مهر و زان رسم وفا بیا موز

گفتم که بوس زلفت گمراه عالم کرد

گفتم دل حمیت کے غم صلح دارد

گفتم که بر خیالت را و نظریه بندهم

گفتم خوش آن جوانی که باغ فکد خیزد

گفتم که نوش لعلت مارا باز نکشت

گفتم زان عشرت دیدی که چون سرائید

گفتا نموش حاقط کاین غمت هم بر آید

گوهر مخزن اسرار همان ست که بود

از صبا پرس که مارا همیشه تا دم صبح

طالب لعل و گهریت و گزده خورشید

پوی زلفت تو همان زن جان ست که بود

همچنان در گل سعدن و کان ست که بود

زنگِ خونِ دلِ ما را که نماند خط  
عاشقان بنده اربابِ امانت باشند  
کشته غمزه خود را بر تیرت می آید  
زلفِ هندو سے تو گفتم که دگر ره نبرد

همچنان از لیلِ تو عیان است که بود  
لاجرم چشمِ گم بر بارِ همان است که بود  
ز آنکه بیچاره همان دل نگران است که بود  
سالها رفت و بر این نشان است که بود

حافظا باز ناقصه خونا به چشم

که درین چشمه همان آب روان است که بود

کنون که در چمن آمد گل از عدم وجود  
نبوش جامِ صبوحی بنا که دق و دنگ  
بیانغ تازه کن آئینِ دینِ زردشتی  
ز دست شاهِ سپهر عذار علی دم  
جهان چو خلد برین شد بد و رسوس و گل  
شد از فروغِ ریاحین چو آسمان گلشن  
چو گل سوار شود بر هوای لیلمان وار  
بد و رگل نشین بے شرابِ شاهِ خنک  
بیار جامِ لبالب میا و صفتِ عمد

بنفشه در قدم او خنسا د سر بسجود  
یوسف غنیمت ساقی تنه نه درود  
کنون که لاله بر افروخت آتشِ د  
شرابِ نوش در با کن صیث عادی و نمود  
و لے چه سود که در وی نه ممکن است غلوط  
زمینِ جنت بر میون و طالع مسود  
سمه که مرغ در آید بنفشه داود  
که نمچو دو لبت بافتنه بود معدود  
وزیر ملک سلیمان عماد دین محمد

بود که مجلس حافظ بنی تریتش

هر آنچه می طلبد جمله باشدش موجود

گفتم که خطا کردی و تیریز این بود

گفتم که خدا داد مرادت بوصالش

گفتم که قرین بدت انگشت بدین بود

گفتم که من اے ماه چهره امیری

گفتم که بے جام طرحی روی ازین پیش

گفتم که تو اے عمر حراز و دوستی

گفتم که بے خط خطای تو کشیدند

گفتم که نه وقت سمرت بود چنین بود

گفتم که زحاف و طبعی علت شده دور

گفت که همه وقت مراد اعیه این بود

گرچه بر دواعی شهر این سخن آسان نشود

رندی آموزد که کم کن که نه چندین سهرت

گوهر پاک بیاید که شود قابل فیض

گفت آنچه توان کرد که نقدی چنین بود

گفت که مرادم بوصالش ضامین بود

گفت که مرا بخت بخوش ترین بود

گفت که فلک با من بهر بختین بود

گفت که شفا درستی با بسین بود

گفت که فلانی چکنم عمر من بود

گفت همه آن بود که بر لوح حسین بود

گفت که اگر مصلحت وقت چنین بود

تا ریاورزد و ساکوس سلمان نشود

حیوانی که تنوشد می انسان نشود

ورنه هر رنگ و گل لولو و مرجان نشود

ابرم اعظم کند کار خود ای دل خوش باش  
 در دند که کند در دنان پیش طبیب  
 عشق می ورزم و امید که این فن شریف  
 دوش میگفت که فردا بد هم کام گشت  
 حسن خلقی ز خدا می طلبم و دست ترا  
 هر که در پیش بتان از سر جان می لرزد

فته را تا نبود همت عالی حفظ

طالب چشمه خورشید درخشان نشود

کارم ز دور چرخ بسا مان نیرسد  
 چون خاک اه پست شدم همچو باد و بار  
 از دستبرد جوهر زمان اهل فضل را  
 سیرم ز جان خود بدل راستان گله  
 تا صد هزار خار نخی روید از زمین  
 میقوت را در دیده حسرت نمیشد  
 بی پاره نمیکم از هیچ استخوان  
 خون شد دلم ز درد و درمان نیرسد  
 تا آب رو نیرسد و دمنان نیرسد  
 این غنچه بیکه دست سوی جان نیرسد  
 بیچاره را چه چاره که سندان نیرسد  
 از گلفتن گله بگلستان نیرسد  
 آوازه ز مصمم کنعان نیرسد  
 تا صد هزار زخم بدنان نیرسد

چشمیت اہل جبل کیوں سیدانہ	جزا اہل فضل کیوں نہیں
صوفی بشوی رنگ دل خود بایکے	زین شست دشوی خرد غفران نہیں

حافظ بصور یاش کہ در راہ عاشقی

ہر کس کہ جان نداد بجامان خمیر

مرا برندی عشق آن فضل عیب	کہ امتراض براسرار علم غیب
کمال صدق محبت مبین کہ نفس گناہ	کہ ہر کہ بے ہنرافت نظر عیب
ایچان زدور و اسلام غمروسانی	کہ اجتناب ز صبا گم صیب
زعطرح و بہشت آن زبان براید بوس	کہ خاک میسکہ داعیہ حریب
کلید گنج سادات قبولی اہل است	بہاد کس کہ دیرین نکست شک و کیب
شہان وادی ایمن گے رسد بڑا	کہ چنندل بجان خدمت شکیب

ز دیدہ خون بچکانہ فناء حافظ

چو یاد عمر شباب زبان شکیب

مژدہ اسے دل کیسا نفیس می آید	کہ ز انھاس خوشش بوی کے می آید
از غم دور دکن نالہ و فریاد کہ دوش	ز دہ ام فالے و فریاد سے می آید
از آتش وادی ایمن نہ ختم خرم و بس	موشے اینجا بامید تبسے می آید

ہر کس اینجا بامید ہوسے می آید  
 کس ندانست کہ منزلکے مقصود گجاست  
 ہر حرفیے ز سپے ملتے می آید  
 جرعه وہ کہیمینا نہ ارباب کرم  
 نالہ سے شہنم کز تنفسے می آید  
 خبر بلبل این باغ پیر سید کہ سن  
 گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید  
 دوست را اگر سیر پریدن بیا غمست

یار دارد سر صید دل حلقہ یاران  
 شاہ بازے بشکار گسے می آید

مطرب عشق عجیب ساز و نوائے دار  
 نقش ہر پردہ کہ ز در راہ بجائے دارد  
 عالم از نالہ عشاق مبادا خالی  
 کہ خوش آہنگ و فرح بخش نوائے دارد  
 پیر روی کش ماگر چند روز ز روز  
 خوش عطا بخش و خطا پوش نوائے دارد  
 از عدالت نبود دور گزشت پر سد حال  
 پادشاہے کہ ہمایا گئے دارد  
 محترم دارد دل کاین گس قند پرست  
 تا ہوا خواہ تو شد قہر ہمائے دارد  
 اشک خونین بلبلیان بنود گفتند  
 در عشق ست و جگر سوزدوائے دارد  
 ستم از غمزہ میاںوز کہ در نہ عشق  
 ہر عمل اجری ہر کردہ جزائے دارد  
 نعر گفت آن بت ترسا بچہ بادہ فروش  
 شادی وی کسے جو کہ صفائے دارد

خسرو احاطہ قطر در گاہ نشین فاتحہ خوان  
دو زبان تو تناسے و حائے دار

من و انکار شراب این چه حکایت باشد  
ننگ شہسار و تقوی زده ام باد و خنگ  
زادہ ار راہ برندی نبرد مند در دست  
آبغایت رہیچہ نازنمید آسم  
بندہ پیر معنایم کہ ز جہلم بر نہا  
نہا بد و عجب و نماز و من و مستی دنیا

غالباً این قدم عقل کنایت باشد  
این زمان سر برہ ارم چه حکایت باشد  
عشق کارست کہ موت ہر ایت باشد  
ورنہ مستوری تا با جہ غایت باشد  
پیر ہر جہ کسند عین رعایت باشد  
تا خود او را زمین با کہ عنایت باشد

دوش ازین غصہ مخفتم کہ کیسے میگفت  
حافظ ار با دہ خور و جای شکایت

تا

مسلمانان مراد تھے دے لے ہو  
دے لے ہمدردیاری مصلحت میں  
بگردا بے چومی اقدام از غم  
زمن ضائع شد اندر کوی جانان  
بحال این پریشان حیرت آید

کہ باوے گھنٹے گر شکلے ہو  
کہ است ظاہر ہر اہل دے لے ہو  
بتدبیرش سید ساسا طے ہو  
چہ دانگیار برب منزلے ہو  
کہ وقت کاروان کا ملے ہو



مرا عاشق تسلیم سخن کرد

هنر بے عیب حرمان بود لکن

سر شکم و طلب در افتانید

حدیثم نکتہ ہر محفلے بود

زمن محسوس و مہر کی سائے بود

و لے از وصل و بی حاصلے بود

گو دیگر کہ حافظ نکتہ داشت

کہ ما دیدیم محکم غافلے بود

معاشران ز حریف شبانہ یاد آید

چو در میان مراد آورید دست آید

چو عکس بادہ کند جلوه مرغ ساقی

بوقت سرخوشی از آہ و ناله عشاق

نیخورید ز ماسے عجم و فادالان

سمند دولت اگر کند کشتی غافلے

حق سبک کی مخلصانہ یاد آید

ز عہد صحبت ادبیا نہ یاد آید

ز زہد میں بسر و دورا نہ یاد آید

بصوت نغمہ چنگ و چغانہ یاد آید

ز سیو فاسے دور زمانہ یاد آید

ز ہجران بستر بازیانہ یاد آید

بوقت حرمت ای ساکنان صبر و حلال

ز روی حافظ و آن آستانہ یاد آید

من و صلاح و سلامت کس این گمان نبرد

من این مرقع پشمینہ بہر آن دارم

کہ کس بر بند خرابات فطن آن نبرد

کہ زیر خرقہ کشم می کس این گمان نبرد

باش غم و بلیغم و عمل فقیه زمان  
شوق فیه رنگ و بوقیج در کش  
اگر چه دیده بود با جان تو اس گل

که هیچکس ز قضای خدای جان نبرد  
که رنگ غم ز دست خرمی نمان نبرد  
بهوش باش که نقه تو پاسبان نبرد

سخن بتر و سخندان ادا کن حفظ  
که تخمه کس در دگر و گوی و جگر و کان نبرد

مراسم دگر باره از دست برد  
هزار آفرین بر بے سنج باد  
بنایم دست که انگور چید  
بروز اهدا خورده برین گیر  
مرا از ازل عشق شد سر نوشت  
فرز دم ز حکمت که در وقت مرگ  
کمن ریخ بهیوده خرسند بکس  
چنان زندگانی کن اندر جان

بمن باز آوردی دستبرد  
که اندر دے از رنگ زوی برد  
مرزا و پاسبان که در هم فشرود  
که کار خدای نه کار نیست خود  
قضای نبشته نشاید ستود  
ارسطود هجران چو جیپاره گرد  
قناعت کن نیست طلسم چو برد  
که چون مرده باشی نگویند مرد

شود سب و حدت ز جام است  
هر آنکو چو **ح** قضا می صاف خود

مرا محرابی چنان سرسبزین نخواهد شد  
 مراد و زبازل کارے بجز زردی فقر و نو  
 مجال من همین باشد که پنهان مهربان و درم  
 شراب لعل و جای امن یار مهربان با  
 بیاتما در صفت رندان میانک چنگ می کشم  
 شبی مجنون بلبل گفت کامی محبوبی بهیتم  
 رقیب زار و فرمود و جانی آشتی نگذاشت  
 بیاتما در می صافیت راز دهنمایم

قضای آسمان ست این دیگر گون نخواهد شد  
 هر آن قسمت که آید باشد کم وافر و ن نخواهد شد  
 کنار و بوس و آغوشش چگونه چویم چون نخواهد شد  
 دلا کے چه شود کارت اگر اکنون نخواهد شد  
 که سازد شمع زین افسانه بی قانون نخواهد شد  
 ترا عاشق شود پیدا و لے مجنون نخواهد شد  
 مگر آید محراب خیزان سوگر و دود نخواهد شد  
 که کار عشق ازین افسانه بی افسون نخواهد شد

شوی امی دید و نقش غم ز لوح سینہ حافظ  
 که زخم تیر دلدار است رنگ خون نخواهد شد

معاشران گره از زلف یار بازنید  
 حضور مجلس انس است دوستان جمع اند  
 رباب چنگ میانک بلبل میگویند  
 هر آنکس که درین حلقه نیست ناله و بشق  
 میان عاشق و معشوق فرق بسیار است

شبی خوش است باین قصه عشق و کزین  
 دان یجاد بخوانید و در سنه کزین  
 که گوش هوش به پیغام اهل راز کزین  
 برو چو مرده بقوت واس من ناز کزین  
 چو یار ناز نماید شمانی کزین

بجانِ دوست که غم پرده شماند  
تختِ موعظه پیر میفرودنش است

اگر اعتماد بر الطاف کار ساز کنید  
که از مصلحتِ شتر با جنسِ احقر از کنید

اگر طلب کند انعام از شما حافظ  
حوالش پرباید دل نواز کنید

مرا بوسل تو گر زانکه دسترس باشد  
اگر بهر دو جهان یک نفس زخم بادوست  
بر آستان تو غوغای عاشقان چه عجب  
ره خلاص کجا باشد آن غنی قهر را  
چه حاجت لب شیر قتل عاشق را  
هزار بار شود آشنای دیگر بار  
ازین سبب که مرادست بخت کوتاه است

دگر ز طلوع خورشیدم چه ملتوس باشد  
مرا ز هر دو جهان محال آن نفس باشد  
که هر کج باشد شکرستان بگس باشد  
که سیل محنت عشقش بر پیش رو پس باشد  
که نیم جان مرا یک کرشمه پس باشد  
مرا بهر بیسند و گوید که این کجس باشد  
که نیم بس و بلند تو دسترس باشد

خوشت باده نگین صحبت جانان  
دام حافظ بیدل درین هوس باشد

میزنم هر نفس از دستِ فراق فراد  
چکنم که کنم تاله و فراد فغان

آه اگر تاله زارم ز ساند بتو باد  
از من سراق تو چنانم که بر اندیش مباد

روز و شب نغمه و خون میخورم و چون تخم  
 آتوز چشم من سوخت دل و در شدی <sup>از دل</sup>  
 ازین هر فرد صده قطره خون بشین چکیدی <sup>چون</sup>  
 چون ز دیدار تو دودم بجای چشم دل شاد  
 ای بسا چشمه خونین که دل زبده کشاد  
 خون بر آورد دل از دست فراق یار

حافظ دل شده مستغرق یادت شب و روز  
 تو ازین بنده دل خسته بکلی آزاد

فرود اے دل که در باد صب آب آید  
 برکش اے مرغ سحر نغمه داودی را  
 لاله بوسے نو شین نشید از دم صبح  
 دایع دل بود با میسر در آب آید  
 عارفی کو که کند فہم زبان بسون  
 تا گوید کہ چہ رفت و چہ آید  
 مردمی کرد و کردم بخت خدا دادہ من  
 کان بت سنگدل از راه وفا آید  
 چشم من از پے این قافلہ بس آہ کشید  
 تا بگویش دلم آواز در آب آید

گرچہ با عہد شکستیم و گنہ حافظ کرد  
 لطف ادب من کہ صبح از در باب آید

نفت مار بود آیا کہ عیسای گنہ  
 مصلحت دیدہ من آنست کہ یاران ہمہ کار  
 تا ہمہ صومعہ داران پے کاے گیرند  
 بگذارند چشم طے و یاے گیرند

خوش گرفتند حرفیان سبز زلف ساقی	گرفتندشان بگذار دگر دست گیرند
یار باین بچه ترکان چه دلیرند بخون	که بتیر تر جوش خط مشحون گیرند
رقص بر شعر تر و ناله نغمه خوش باشد	خاصه رقصه که در دوست سبک گیرند
قوت باز و پرست بر بختان مفروش	که درین خیل حصار بے بس گیرند
زلع چون شرم ندارد که نهد پا بر گل	بلبلان را سزاوار دهن خست گیرند
ناکت اهل نظر خاک رست گل نصیر	عسرا شد که سبک دست گیرند

حافظ ابنا سے زمان را غم میکنانیت

زان میان گرتوان بر کنارے گیرند

نفس برآمد و کام از تو بر نمی آید	فغان که بخت من از خواب بر نمی آید
درین خیال بسرشد زمان عمر و هنوز	بلا سے زلف سیاهت بر نمی آید
مقیم زلف تو شد دل که خوش بود آید	وزان غریب بکاش خبر نمی آید
قد بلند ترا تا میر نے گیرم	درخت بخت مرادم بر نمی آید
ز شصت و نهم هزار تیر دعا	اذان میانه کیے کار گز نمی آید

کینه شری و قاتک سب بود حافظ

برو اگر تو این کار بر نه آید

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری دہ  
 نہ ہر کہ طرف کلدن کج نہاد و نشیند  
 ہزار نکستہ یار یک ترز مو انجاست  
 در آب دیدہ خود غرقہ ام چہ چارہ کنم  
 علامت ہست آن رنہ عافیت نمودم  
 سواد نقطہ بنیش ز خال تست مرا  
 بیا ختم دل دیوانہ و بند استم  
 بقدر و چہرہ ہر آنکس کشا و خوبان شد  
 وفا سے عہد نکو باشد ارباب یازی  
 تو بندگی چو گدایان بشرط مزد کن

نہ ہر کہ آئینہ ساز و سنگدلی دہ  
 کلاہ داری و آئین سوری دہ  
 نہ ہر کہ سرتیرا شد قلندری دہ  
 کہ در محیط نہ ہر کس شناوری دہ  
 کہ در گدا صفتہ کیمیاگری دہ  
 کہ قدر گوہر یک دانہ گوہری دہ  
 جہان گبیہ و اگر داد گتری دہ  
 و گر نہ ہر کہ تو بسنی شکر می دہ  
 کہ دوست خود رو شنیدہ پوری دہ

ز شعر دلکش حافظ کسے شود آگاہ  
 کہ لطف طبع و سخن گفتن در می دہ

بجستم اریار شود خستم از بخایر  
 عاشق سوخت دل نام تمست ایئر  
 بو کہ صاحب نظر کے نام تماشا ایئر

نیست در شہر نگارے کہ دل مایہ در  
 کو حریفے خوشی سرست کہ پیش کرش  
 در خیال این ہمہ لعبت بہوس می بارم

راه عشق ارجه کینگاه کمانه اراست  
 سحر با معجزه پہلو تزن دل خوش د  
 جام مینائی می سدر و تنگدست  
 باغبانان از خزان بخیرت می بینم  
 رهنم در هر تحفه است شواہین از  
 باہک گدے چو صدا باز و ہوشوہ مخ  
 علم فضلے کہ بچل سال دلم جمع آؤد

ہر کہ دانستہ رود صرفہ زاعدایرد  
 سامری کسیت کہ دست از پیرضا یرد  
 منہ از دست کہ سیل غمت از جایرد  
 آہ از ان روز کہ بادت گل عنایرد  
 اگر امروز نیر دست کہ فردا یرد  
 کے سا عکس نہ خورشید صفایرد  
 رستم آن نرگس ستانہ بیک جایرد

حافظ ارجان طلبہ نرگس ستانہ او

خانہ از عسیر پیرد از دوسل تایرد

نفس باد صبا شکفتان خواہد  
 ارغوان جام عتیقے بہمن خواہد  
 گل غریزست غنیمت شمریش صحبت  
 این تداول رکشید از غم ہجران بیل  
 ای دل از عشرت امروز بفرست گنی  
 ماہ شعبان و از دست قوج کاین خورشید

عالم پیرد و گربارہ جوان خواہد  
 چشم نرگس شقائق نگران خواہد  
 کہ بیلغ آمد ازین آہ و از ان خواہد  
 تا سر پر دہ گل غمہ زنان خواہد  
 ایہ نفت بہ لب تاراک زمان خواہد  
 از نظر تاشیعیہ رمضان خواہد



مطر با مجلس انس است غل خوان رود  
گر ز مسجد بجزایات شدم عیب یکن

چند گویی که چنین است و چنان خواهد شد  
مجلس و عطف درازست و زمان خواهد شد

حافظ از بجهت تو آمد سوگند تسلیم و جود  
قد می نه بود اعش که روان خواهد شد

نقد صدنی نه همه صانی و بنیش باشد  
صدنی ماکه زور و سحری است شد  
خوش بود گر محک تحسیر به آید بیان  
ناز پرور تنم نبرد راه بدوست  
خط ساقی گرازم گونہ زند نقش بر آب  
غم دنیا سے دنی چند خوری باده بخور

اے بساخره که مستوجب آتش باشد  
شامگاهش نگران باش که سرخوش باشد  
تاسیه روی شود هر که دروغش باشد  
عاشقی شیوه زندان بلاش باشد  
اے بسا رخ که بخونا پیشش باشد  
حیف باشد دل دانا که مشوشش باشد

دل و سجاده حافظ بیداده فروش  
اگر شراب از کف آن ساقی سرش باشد

نسبت رویت اگر بایه و پر دین که ده  
شمه از داستان عشق شور آگیز است  
نخست چنانچش دارد خاک کو س گلر خان

صورت نادیده تشبیه تخمین که ده  
این حکایتها که از فراد و شیرین که ده  
عارفان زانجا شام عقل مشکین که ده

خاکیان بی سرو اند از جرعه کاس الکرا  
 شهپر زانغ ذرعن زریای صید قیدیت  
 ساقیای ده که با حکم ازل تدبیریت  
 از خرد بیگانه شو چون نشاند بر پیش  
 در صفالین کاسه زندان بخواری منگرم  
 تیر مرغران دراز و عنسره جاد و کرد  
 یک شکر انعام با بود و لبست خستند  
 شاهان از آتش رخسار زنگین و بدم

این تقاضا دل بین که باعث آس میکنند  
 کاین که است همه شبها از شبها میگردند  
 قابل تفسیر نبود آنچه تعبیر کردند  
 دختر رزرا که گفت عقل کا بین کردند  
 کاین حریفان مست جام جهان میگردند  
 آنچه آن زلف دراز و خال مشکین کردند  
 هم تو انصافش به شیرین لبان این کردند  
 زاهدان را حشمتها اندر دل دین کردند

شعر حافظ را که کسر مریح احسان شمس  
 هر کجا بشنیده اند از لطف تجسین کرده اند

واعظان کین جلوه بر محراب منبر میکنند  
 تشکله دارم ز دانشمند مجلس باز پرس  
 گویند با و نهید اندر روز و داوری  
 یارب باین دولتان ابرخودشان نشان  
 بنده پیر حشر ایاکم که در دستان او

چون بجلوت میرودند آن کار دیگر میکنند  
 توبه نه رایان چرخ خود توبه کمتر میکنند  
 کاین همه قلب و غل در کار دارند میکنند  
 کاین همه نماز از علام ترک و استر میکنند  
 گنج را از بی نیازی خاک بر سر میکنند

ای گدای حسانه باز که در میان  
حسن بی پایان او چند آنکه عاشق میگشت  
خانه خالی کن دلا تا منزل جان شود  
آه آه از دست قرقان گوهر شناس  
بر درین خانه عشق ای ملک بیج گوئی

میدهند آب و دلهارا تو اگر میگشت  
زمره دیگر بعشق از غیب سر میگشت  
کین هوشناکان دل جان جایی نگیر میگشت  
هر زمان حسره مهره را با در بر میگشت  
کانه را بنجا طینت آدمی خست میگشت

صبحم از عرش می آمد خروش باز گفت

قدسیان گوئی که شعر حافظ از میگشتند

هر که شد محرم دل حرم یار بماند  
اگر از پرده برون شد دل عین مکن  
صوفیان و استادان از گرد می خیزد  
خرقه پوشان بگیست گشتند و گشت  
دشتم دلقه و صد عیب مرا می پوشید  
از صدای سخن عشق ندیدم خوشتر  
هر می لعل کز آن جام بلورین ستم  
جز دلم کوز ازل تا با بد عاشق او

و آنکه این کار ندانست در آن کار بماند  
شکر انیز که نه در پرده سپید بماند  
خرقه ماست که در خانه خمار بماند  
قصه ماست که در هر سیر یار بماند  
خرقه رهن می و مطرب و زنا بماند  
یادگار می که درین گنبد آبر بماند  
آب حسرت شد و چشم گم گم بماند  
جاودان کس نشنیدم که درین کار بماند

گشت بیمار که چون چشم تو گرد در سر  
بر جمال تو چنان صورت عین حیران شد

شیده آن نشدش حاصل بیمار بماند  
که حدیث مسمه جابر در دیوار بماند

بما شاگرد زلفش دل حلقه قطار و

شد که باز آید و جادید گرفتار بماند

هر آنکه خاطر بسوزد و یار نازنین در  
جانب عشق را در گه بے بالاتر از عقل  
بخواری شکر ای منعم ضعیفان فقیران  
دبان تنگ شیرین مگر مهر سلیمان  
چو بر سر کوزین باشی توانای غنیت دل  
بلاگردان جان دل دعای مستمند است  
مباد عشق من مری بگو با آن شه خوبان  
لب لعل و خط مشکین چو آنش است و این نیز

سعادت همدم او گشت دولت بهرین در  
کسی آن آستان بسد که جان را آستین در  
که صدر بر مسند عزت فقیر ره نشین در  
که نقش خاتم لعلش جهان زیر نگین در  
که دوران ناتوانیتا بے زیر زمین در  
که میند خیر از آن خرمن که ننگ از خوشه چین در  
که صد جمشید و کیمسه و عسلام کسترین در  
بنازم دلبر خود را که حسنش آن در این در

اگر گوید منم چو حافظ بنده مقلد

بگویندش که سلطانی گدا ره نشین در

خداش در همه حال از بلا نگهدارد

هر آنکه جانب اهل وفا نگهدارد

گرت ہو است کہ معشوق گسلد پیوند  
 حدیث دوست نگویم مگر حضرت دوست  
 سر زرد دل جانم فدای آن محبوب  
 دلا معاش چنان کن کہ گر لغز دپاک  
 نگذشت دل و جای نغز نیست  
 صبار آن سر زلف از دل شکنجے

نگاہ ہمارے سر پر شہ تانگہ دارد  
 کہ آتشنا سخن آتشنا نگہ دارد  
 کہ حق صحبت مہر و وفا نگہ دارد  
 فرشتہ ات بدوست ہا نگہ دارد  
 ز دست بندہ چہ خیر خدا نگہ دارد  
 ز روی لطف گویش کہ جا نگہ دارد

غبار را بگذارت کجاست تا حافظ  
 سیادگار نیم صبا نگہ دارد

ہم سے اوج سعادت بدام ماقتد  
 جناب وار بر اندازم از نشاط کلاہ  
 بیار گاہ تو چون باد را نباشد راہ  
 چو جان فدای لبش خیال می بتم  
 خیال لب تو گفتا کہ جان سلیمان  
 لو کہ را چو رہ خاک بوس این در نیست  
 بنا ایسی ازین بر موی زن سما

اگر ترا گذرے بر مقام ماقتد  
 اگر ز روی تو عکس بجایم ماقتد  
 کہ اتفاق مجال سلام ماقتد  
 کہ قطرہ ز زلالست کام ماقتد  
 کہ زین شکار فداوان بام ماقتد  
 کہ اتفاقات جواب سلام ماقتد  
 بود کہ قرعہ دولت بنا م ماقتد

شب که ماه مراد از افق طلوع کند  
بود که پرتو نور سے پیام بماند

از خاک کو سے تو هرگز دم نذر حافظ  
نیم گمشدن جان در شام بماند

هرگز با خط سبزت سپر سودا باشد  
چون دل من می از پیره برون آید در آ  
آکے ای دگر انما یہ رودا خواہی داشت  
از بن ہر شرہ ام آب برونت بیا  
پای ازین دائرہ میرون نهند تا باشد  
دایغ سودا سے تو ام شہر سودا باشد  
کاندہ رین سایہ قرار دل شیدا باشد  
کہ دگر بارہ ملاقات نہ پیدا باشد  
کز غمت دیدہ مردم ہم دریا باشد  
اگر تہ میل لب جو تماشا باشد

چہمت از نازہ حافظ نکتہ میل آید  
سرگرازی صفت ز گسشت شیدا باشد

ہرگز محم ہرگز تو از لوح دل و جان نہ دو  
آن چنان مہر تو ہم در دل و جان جا گرفت  
از داغ من سرگشتہ خیال بر رخ دوست  
انچہ از باغ غمت در دل سکین نیست  
ہرگز از یاد من آن سرخسہ ایمان نہ دو  
کہ گرم سر برود مہر تو از زبان نہ دو  
بجفا سے فلک و غصہ دور از من نہ دو  
برود دل ز من و از دل من آن نہ دو

دور ازل بست دلم با سبز لفت پیو  
اگر رود از پیه خوبان دل من معذرت

تا ابد سز نکشد دوز سپریان خود  
درد دارد چکند کرسپه دربان خود

هر که خواهد که چاقا نشود سرگردان  
دل بخوبان نهد در پیه اینان خود

هوس باد بهارم بسو صحر ابر  
هر کجا بود دلی چشم تو بردار ساهش  
جام می دی ز لبتم زروان بخشید  
راو ما غمزه آن ترکب کمان ابرود  
دل سنگین ترا اشک من آید بر  
دل سنگین ترا اشک من آید بر

باد بودی تو بیا درد و قرار از ابر  
نه دل خسته بیمار مرا تنه ابر  
ابر و از لب جان بخشش روان بخش ابر  
رخت ماهند و آن سر و سیاه ابر  
سنگ سایل تو اندر برده ابر  
سنگ سایل تو اندر برده ابر

بمبیل بر حلقه کن از خوش نشی  
پیش طوطی نتران صفت هزار آید

تا

تا

یاد باد آنکه نہانت نظر کربا بود  
یاد باد آنکه چو چشمت بقبا می گشت  
یاد باد آنکه مہ من چو کله بشکست  
یاد باد آنکه خست شمع طریقه افروخت

رستم مہر تو بر چپ رۂ پاید ابر  
معجزه عیسویت در لبش کز غا بود  
در رکابش مہ نو پیک جان پیا بود  
وین دل سوخت پروانه بی پروا بود

یاد باد آنکه چو یاقوت قبح خنده زرد  
یاد باد آنکه دران بزرگبر خلق و ادب  
یاد باد آنکه صیوحی زده در مجلس انس  
یاد باد آنکه خرابات نشین بودم هست

در میان من و عسل تو حکایتها بود  
آنکه او خنده مستانه زد و صبا بود  
خبر من دیار نبودیم و حسن دایما بود  
آنچه در مجلس امروز کم است آنجا بود

یاد باد آنکه به صلاح شما میشد راست  
نظم هر گوهر ناسفت که حافظ را بود

یاد باد آنکه سر کوسه تو ام منزل بود  
راست چون حسن و گل از اثر معجب پاک  
دل چو از پیر خرد نقد معانی می جست  
آه ازین جور و نظم که درین آیه است  
در دلم بود که بی دوست نباشم هرگز  
دوش بر یاد حریفان بخرابات شدم  
بس گشتم که پیرسم سبب درد و فراق  
راستی خاتم فیسر زده بواسطی  
دیوی آن تهنه یکبک خزان حافظ

دیدم روشنی از خاک ت حاصل بود  
بر زبان بود مرا آنچه ترا در دل بود  
عشق میگفت بشیر آنکه بر و شکل بود  
دای زان عیش دینم که دران منزل بود  
چه توان گفتم که سحر من دل باطل بود  
نخم می دیدم خون در دل و پا در گل بود  
مفتی عقل درین مسئله لایعقل بود  
خوش در خید و لے دولت مستحیل بود  
که ز سر نخبه شایین قضا غافل بود



یاری اندر کس نمی بینیم یاران را شاید  
 آب حیوان تیره گونش منفرج پی کجاست  
 صد هزاران گل شگفت با نام بے سعه برختا  
 لعلی از کان مروت بر نیامد سالتا  
 زهره ساز خود نمی گیرد مگر عودش بخت  
 کس نمی گوید که یاری داشت حق دوستی  
 گوی تو فنی و کرامت و میان افکنده نه

دوستی کو آخر آمد دوستداران را شاید  
 خون چکید از شاخ گل باد بهاران را شاید  
 عند لیبان را چه پیش آمد هزاران را شاید  
 آتش خورشید سوزی ابرو بهاران را شاید  
 کس ندارد شوق مستی می گساران را شاید  
 حق شناسان را چه حال افتاد یاران را شاید  
 کس نمیدان رود نمی آرد سواران را شاید

حافظ اسرار الهی کس نمیداند محوش

از که می پرسی که دور روزگار ان را شاید

بیکد و جام دی سحر که اتفاق افتاده بود  
 از سبستی دگر با شاه عهد شباب  
 نقش می بستم که گیرم بوسه زان چشم مست  
 ساقیا جام دادم ده که در سیر طریق  
 ای معبر مرده فرما که دو ششم آفتاب  
 در مقامات طریقت هر کجا کردیم سیر

وز لب ساقی شرابم در مذاق افتاده بود  
 رجه میخواستم لکن طلاق افتاده بود  
 طاقت و صبر از خیم ابروش طاق افتاده بود  
 هر که عاشق و شنباشد و اتفاق افتاده بود  
 در شکر خواب صبوحی هم فراق افتاده بود  
 عافیت را با نظر بازی منسرق افتاده بود

گر نبود می شاید می نصرت الدین از کرم ۱۷۹ کار ملک دین نظم و اتفاق افتاده بود

حافظ آن ساعت کاین نظم پریشان می نشست  
ظاہر شوقش بر ابرام اشتیاق افتاده بود

یارم چو توج بدست گیرد	باز ابرستان شکست گیرد
در بحر فدا ده ام چو ماهی	تا یار مرا بشکست گیرد
در پاش فدا ده ام بزاری	آیا بود آنکه دست گیرد
هر کس که بی پر چشم او گفت	کو محبتی که دست گیرد

خسرم دل آنکه محو حافظ  
جای زبانی است گیرد

بنویس دلا بیا رکاغذ	بفرست بان نگار کاغذ
ای باد صبا ببر بان شوخ	از عاشق بهیت سر کاغذ
هرگز ننویسد ادب جوابی	گر جویم سزا رکاغذ
تا نام تو نقش شد براد ماند	بر صحنه روزگار کاغذ

بنویس ز روی مهر بانی  
بر حافظ دهن نگار کاغذ

الا اے طوطی گویاے اسرار  
سرت بنبرد دل خوش با جواد  
سخن سربسته گشتی با حریفان  
بر دے مازن از ساغر گلآبی  
چہرہ بود اینکہ ز در پردہ مطرب  
ازین ایفون کہ ساتی در می فگند  
خرد ہر چند نقد کائنات ست  
سکندر را نمی بخشند آبے  
بیا و حال اہل درد بشنو  
بستوران گویا سراسر استی  
بت چینی عدوی دین و مال ست  
خداوندی بجاے بندگان کرد

دین و مال

میا و اخالت شکر ز منتقار  
کہ خوش نقشے نمودی از خط یار  
خدا را ازین معشما پردہ بردار  
کہ خواب آلودہ ایم ای بخت بیدار  
کہ می رقصد با ہم ست و ہشیار  
حریتان را نہ سرانندہ و تار  
چہ سجد پیش عشق کیا کار  
بزور و ز میر نیست این کار  
بلفظ اندک و معنی بسیار  
حدیث جان میرس از نقش دیوار  
خداوند اول و دہیم نگمدار  
خداوند از آفتاشن نگمدار

بیمین دولت منصور شاہی

علم شد حافط اندر نظم اشعار

اے باد مشکبو گندرسوی آن نگار

بختاگرہ ز نقش پوسے بمن بیار

با او بگو که اسے مہ نامہ بیان کن  
دل دادہ ایم و مہر تو از جان خریدیم  
کردی چور و زکار فراموش بنده را  
ای دل بیازنا غم بجران و صبر کن  
باری خیال دست پریش نظر شو

بازا که عاشقان تو مردن ز انتظار  
براجنا و جو بر فراقت دوام دار  
ز نثار عسید یار دقا دار گوش دار  
ای دیدہ ز قفس این پیش خون بسار  
چون بروصال یار نہ ایم خیار

حافظ تو تا بکے غم مال جهان خورے  
بیسار غم مخور که جهان نیست پایدار

ای برده گوی حسن ز خوبان بفرگار  
الحق وجود نقش و نشان ان تو  
دادیم دل است خط و زلف و قال تو  
باد اہزار دشمن اگر یار با من است  
عشت چو در سراپہ دل خانہ گیر شد  
گر سرویش قد تو سر میکشد مرغ

قدت برستی چو سی سر و جویا  
مہوم نقطہ یست پنهان نہ آشکار  
از دست ہر تکیہ کشد این دل فگار  
دام مصاف را و شرم زکار زار  
زین در اگر بدر شوم ایم باضطر  
عقل طویل را نبود هیچ اعتبار

منصوبہ ہو ای تو حافظ کنون چو باخت  
در شد غمت دلش افتادہ محروا

اے خرم زفر و رخسار خست لاله زارِ عمر  
از دیدہ گرسر شکست باران و دروشت  
بے عمر زنده ام من زین پس عجب مدد  
اندیشه از محیط قفا نیست هرگز  
در هر طرف ز خیل حوادث کینک است  
این یک و دو دم که دولت دیدار کنست  
تا کے بے صبح و شکر خوابِ صبحم  
ومی در گذار بود و نظر سوے مانگرد

باز اگر بخت بے گل ویت با عمر  
کاند غمت چو برق بشد روزگارِ عمر  
روز و شوق راق را که نهد در شمارِ عمر  
بر نقطه دمان تو باشد مددِ عمر  
زان رو عنان گسته دوامد و ادِ عمر  
در یاب کار دل که نه پیداست کارِ عمر  
بیدار گردان که نماند اعت با عمر  
بیچاره دل که هیچ ندید از گذارِ عمر

حافظ سخن بگوے که در صفی جهان  
این نقش ماند از قلمت یادگارِ عمر

اے صبا بخت از خاکِ دریا بریا  
نکتہ روح قرا از دهن یارِ بگوے  
تا معطر کنم از لطف نسیم و شام  
بوفای تو که خاکِ آن یارِ غریز  
روزگار است که دل چهره مقصود د

بسرانده دل و فرده دلدارِ بیا  
نامه خوشبخت از عالم اسرارِ بیا  
شبه از نقاش نفس یارِ بیا  
بے غبار که پدید آید از غبارِ بیا  
ساقی این قبح آئینه کردارِ بیا

گردے از گنہزد دوست بکوری تب  
دل دیوانہ ز زنجیر نمی آید باز  
خامی و سادہ دلی شیوہ جانبازانست  
شکر آن را که تو در عشرتی ای مرغ چین  
کام جان تلخ شد از صبر که کردم بی دوست

بجس آسایش این دیدہ خونبار  
حلفت از حسد آن طوطا بر بار  
خبرے از بر آن دلبریت اربار  
باسیران قفس فردہ گلزار بار  
عشہ زان لب شیرین شکر بار بار

دل حافظ بچہ از دیش رنگین کن  
و انگش مست و خراب از سر بار بار

ای صبا بگفت از کوی فلاںے بمن آ  
قلب بجاصل ما از بن اکسیر مار  
در کنیگاہ نظر با دل خوشیم جنگست  
در غوی و فراق و غم دل پیر شد  
شکر آن اہم ازین می و ساغر بچیان  
ساقی عشرت امروزہ بفردا نفلن

زار دیما بر نسیم راحت جانے بمن آ  
یعنی از خاک در دوست نشانی بمن آ  
زابر و عنبر و اویہ و کمانے بمن آ  
ساعیہ بجز کف تازہ جو آنے بمن آ  
و گراشتان نسا تندر و آنے بمن آ  
یا ز دیوان قضا خط اماںے بمن آ

دل از پردہ بشہ دوست کہ حافظ میگفت  
ای صبا بگفت از کوی فلاںے بمن آ

ولا چندم بریزی خون دیده شرم دار آخر منم یارب که جانان از عارفی سبب منم چو باد از خرمن خاکان بودن خوشه با چند مراد دینی و عقی بن بخشید روزی شش نگارستان چین دهم غم نخواهد شد سر لیک دلادر ملک شبنمی گرازانده گریزی	تو تیرای دیده خوابی کن مراد دل به آخر دعا صبحم دیدی که چون آمد بکار آخر ز بهمت توشه بردار و خودت مخم بکار آخر بگو شتم قول جنگ ان تملک یارب آخر بنوک کلک ننگ میز نقشه می کار آخر دم صحبت بشار تا بیار و زان نگار آخر
--	--

بته چون از انوز و می چون لعل پیش آرد  
تو گوئی تا بم حافظ ز سانی شرم دار آخر

دیگر ز شاخ سرو سبیل صبور ای گل بشکر آنکه شگفتی بجام دل زاهد اگر محروم قصورست امید دار از دست غیبت تو شکایت نمکنم گردیگران بعیش و طرب خرم اندوشتا می خور بیا ننگ جنگ مخور غصه در کس حافظ شکایت از غم حیران چه کنی	گلبنام زده که چشم بداند روی گلشن بابلبان بیدل شید کن کن مارا شرا بجان قصورست و یار حو تا نیست غیبتی نم بداند ته حضور مارا غم نگار بود مایه سرو گوید ترا که باده مخور گو بهوا غم در بحر وصل باشد و در طلست نور
--	---

ردی بنام مرا گو که دل از جان بگیر  
 بر لب تشنه من مین و مار آب دروغ  
 چنگ بنواز و بساز از بند و عود و چنگ پاک  
 در سماع آی و در سر خرقه بر انداز نقش  
 در دست گو یار شود هر دو جهان دشمن باش  
 ترک درویش بگیر از بنود سیم و درش  
 میل رفتن کن ای دست می بالماش  
 رفته گیر از برم این آتش دآب و دل چشم  
 صدف برکش ز سر و بادۀ صافی درکش

کلمه از کلمه در میان

پیش شمع آتش بر دانه جان بگیر  
 بر سر رشته خویش آی و ز خاکش بگیر  
 آتش عشق و دلم عود و تنم بحسب گیر  
 در نه در گوشه تشنه دل را در بگیر  
 بخت گوروی کن در روی زمین نشو  
 در غمت سیم شمار شک و خشن را زگیر  
 بر لب چو طرب جوی و بخت را غر بگیر  
 گونه ام زرد و دلم خشک و دانه ام تر گیر  
 سیم در باز و بر و سیم بر در بگیر

حافظ آراسته کن بزم و بگو و اعظرا

که بزمین مجلس و ترک سیر منبر گیر

ردی بنام و جو در خودم از یاد ببر  
 ما که دادیم دل و دیده بطوفان بلا  
 زلفت چون عنبر خامش که بیوید بهیات  
 سینه گو شعله آتش که پارس کیش

خرمن سوختگان را سیم گو یاد ببر  
 گویا سیل غم و خانه زبنا دید  
 ای دل خام طمع این سخن از یاد ببر  
 دیده گو آب ترخ و جلد بند از یاد ببر



سمی ناکرود درین راه بجای نرسی  
دوش میگفت بزرگان درازست کیشم  
روز مرگم نفسی وعده دیدار بدو  
دولت پیر یغان باد کبابی سہلست  
بعد ازین چہرہ زرد من خاک در دست

مزد اگر میطلبی طاعت استا ویر  
یارب از خاطرش اندیشه بیداد ویر  
و گنجسم تا بلخ و نایغ و آنداد ویر  
دیگرے گو برد نام من از یاد ویر  
بادہ پیش آرو بیکیجا غم از یاد ویر

درد ویر

حافظ اندیشه کن از نازکی حیات یار  
بروز از در گھش این ناله و منرا ویر

ساقیا مایہ شباب یار  
دار و در عشق یعنی من  
آفتاب ست و ما و بادہ و جام  
غم دوران مخور گرفت و رفت  
می کند عقل سکرشی تمام  
بزن این آتش مرا آبے  
گل اگر رفت گوشتادی رو  
غلغل قسری از نماند روست

یک دو ساغر شراب ناب ییا  
کوست در این شیخ و شاب ییا  
در میان ما آفتاب ییا  
نفسہ بر ربط و رباب ییا  
گردش ما از می طناب ییا  
یعنی آن آتش چو آب ییا  
بادہ ناب چون گلاب ییا  
قلقل شیشہ شراب ییا

یا صواب است یا خطا خوردن	گر خطا هست و گر صواب بیا
وصل از جز بنجواب نتوان دید	داروے کوست اصل خواب بیا
گرچه مستم سه چار جام و گر	تا بجلی شوم حشر اب بیا

یک دور طس گر آن به حافظه  
گر گنا هست و گر ثواب بیا

شب قدرت و طی شد نامحجر	سلامت نیست حتی مطلع افجر
دلادر عاشقی ثابت قدم باش	که در این ره نباشد کار بی اجر
سن از رندی نخوامسم کرد تو	دلو آذیت سنی بالهجر و الهجر
دلم رفت و ندیدم روی دلدار	فغان از این تقا دل آه این جبر
بر آسے صبح روشن دل خدار	که بس تاریکی میم شب بجر

دفاخواهی جفاکش باش حافظ  
فنان الریح و الخسران فی التجر

صبا ز منزل جهان گذرینند	وز و بواشق سکین خبر رسند
بخرا آنکه شگفتی بجایم دل سے گل	ایم وصل ز مرغ سحر در مرغند
مراد ما همه موقوف یک گوشه است	زدوستان قدیم این قدر در مرغند

حریف بزم تو بودم چو ماه تو بود  
جهان دهر چه در دست سل و مختار  
مکارم تو بافاق مے بردشاعر  
چو ذکر خیر طلب کنی سخن نیست  
کنون که چشمه نوش است لعل شیرین

چند بیت

کنون که ماه مست امی نظر دین نداد  
ز اهل معرفت این مختصر دین نداد  
از وطن سیف و ز ادب سفر دین نداد  
که در بهاس سخن سیم دزد دین نداد  
سخن بگو دزد طوطی شکر دین نداد

عبارت هم بر دو حال به شود حفظا  
تو آب دیده ازین هر گداز دین نداد

عیدست و موسم گل دیار این انتظار  
دل برگرفته بودم از ایام گل دے  
گرفت شد سحر چه نقصان صبح است  
جز نقد جان پست ندارم شراب کو  
خوش و دل نیست خرم و خوش خسرو کریم  
مے خور بشیر بنده که ز یبے و دگر دهر  
دل در جهان بند و ز مستی سوال کن  
ای دل جناب عشق بلندست بے

ساقی بروی شاه بین ماه و منی بیا  
کار مے نکر و مہت پاکان دزدگا  
از مے کتد روز و کشتا طایبان یا  
کان نیز بر کرشمه ساقی کنم نقاش  
یارب ز چشم زخم زمانش نگاه داد  
جام مرصع تو بدین در شا هوا  
از فیض جام و قفصه جمشید کامگا  
نیکو شنو حدیث و تو این قفصه گوش داد

ز آنجا که پرده پوشی لطف عیسم است  
ترسم که روز به شتر عنان بر عنان رود

بر نقد باپوشش که قلبیست کم عیار  
تبلیج شیخ و خرقه رند شتر بخوار

حافظ چو رفت روزه و گل نیز میبرد

ناچار باده نوشت که از دست رفت کا

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کا  
از لب جانان نه یابم نشانِ ندگی  
کشته خشم مرا از شعله دوران چشم  
قبله محراب من ابروی دلد ارش لبس  
چونکه اندر هر دو عالم یار میباید مرا  
هر که از خود شد مجروح در طریق عاشقی  
صورت بدان چه خواهی میرسد در لکنین

تشنه دردم مرا با وصل و با هجران چه کا  
پس مرا ای جان من با جان جانان چه کا  
مفاسس عورم مرا باز فرو یوان چه کا  
این دل شوریده را با این چه دبا آن چه کا  
با بهشت و دوزخ و با حور و با غلمان چه کا  
از غم و دردش چه آگاهی با دیوان چه کا  
مرد عاشق پیشه را با صورت ایوان چه کا

حافظ اگر عاشق و مستی در ره بازگویی

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کا

گر بود عمر بخت از روم بار دیگر  
خزم آن روز که بادیۀ گریان بوم

بجز از خدمت ندانم کس که دیگر  
تا زخم آب در میکده یک بار دیگر

سوفت نیست درین قوم خدا یاد  
عافیت می طلبید خاطر مرا بگذارند  
اگر مساعد شودم دایره چرخ بود  
رازه سر بسته مابین که بدستان گفتند  
یارا اگر رفت بحق صحبت درین نشا  
هر دم از درد بنالم که فلک هر ساعت

تا برم گوهر خود را بکنسید ابر در  
غمزه شوخش و آن طسره طار در  
هم بچرخ آورش باز بگرد در  
هر زمان باد و دنی بر سر باز در  
حاش نشد که روم من بپای یار در  
اکنون قصد دل زار باز در در

باز گویم نه درین واقعه حافظ تهنات  
غزوه گشته درین بادی بسیار در

لیستی گنمت بشنو بهای گیر  
ز وصل رودی جوانان تنه بر آ  
نیم هر دو جهان پیش عاشقان بجوی  
معاشره خوش درودی بیا ز منواعم  
بران سرم که تو شدم می و گنم  
دل رسیده مارا که پیش میگیرد  
چو قسمت از لی بے حضور با کردند

بر آنچه ناصح مشفق بگویدت سپید  
که در کی سنگم عمرست مگر عالم پیر  
که این تلخ قلیل است و آن بای حقیر  
که درد خویش بگویم بناله نیم دیر  
اگر موافق تو بید من شود تقدیر  
خبر دهی همچون بسته در زنجیر  
اگر اندک نه بوفی رضات خورده گیر

بغرم توبه نهادم قبح زکات صد بار  
چو لاله در قدم زیر ساقیای ناب  
مے دوساله محبوب چارده لاله  
نخست که حذر کن ز کف او انی ل  
بیار ساغر یاقوت و فقیض در خوشاب  
بنوش باده غرم وصال جان کن  
حدیث توبه درین بزمه مگو و اعط

و لے کر شمه ساقی نیکند بقیه  
که نقش خال نگارم نمی و در خمیر  
همین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر  
که میکنند دران حلقه باد در زنجیر  
حسد گوگرم آصفه بین و بیه  
سخن بشنو که ز تدت ز بام عرش صغیر  
که ساقیان کمان ابروت ز نشت تیر

چه جای گفته خاجو شکر بیان است

که شعر حافظ شیرازی در شعر تیر

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور  
این دل غمیده عاشق شود دل بکن  
دور گردن گرد دوزی بر مراد داشت  
اگر با عمر باشد باز بر طرف چمن  
بان مشر نوید چون اقیانه از بحر غیب  
هر که سرگردان بجا گشت و غمخواری نیست

کلبه احزان شود در دهن گلستان غم مخور  
دین سیر شوریده باز آید بسان غم مخور  
دائما یکسان نماند کار دوران غم مخور  
چرخ گل بر سر کشتی ای مرغ خوشخوان غم مخور  
باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور  
آخرا امراد و پنجهاری رسد بان غم مخور

در بیابان گریه و گریه‌های زود قدم  
حال مادر فرقت جانان و ابراهیم حرب  
ای دل ارسیل قنایا دستی بکشد  
گرچه منزل بس خطرناکست مقصد ناپید

سرزنها اگر گشتد خایه غمیلان غم مخور  
جله میداند خدای حال گردان غم مخور  
چون ترانوح است کشتیای طغیان غم مخور  
هیچ راه نیست که نیست پایان غم مخور

حافظا در کج فقر و غلو شبهای تا

آلود و دردت دعا و درس قرآن غم مخور

اے سرو ناز حسن که خوش میردی ناز  
فرخنده باد طالع نازت که در ازل  
آن را که بوسه عین زلف تو آذین است  
از طعنه رقیب نگر و عیار کم  
پر دانه را ز شمع بود سوز دل فله  
دل که لطف او کعبه کویست مقون یافت  
هر دم بخون دیده چه حاصل و ضو چویت  
صوفی ماکه توبه ز سر کرده بود دوش  
چون باده مست بر خمر رفت کن تمان

عشاق را بست از تو هر لحظه صد نیاز  
بهریده اند بر قد سر و دست قباے ناز  
چون عود گو بر آتش سوزان بسوزان  
چون زرا اگر بنده مراد در دهان گان  
بے شمع عارض تو دلم را بود گداز  
از شوق آن حسیم ندارد سر حجاز  
بے طاق ابرو تو من از دروازه  
بشکست عهد چون در محبت اندید باز  
حافظا که دوش از بسا غم شنید از

بر او میگرد عشاق راست و رنگ قرار  
چه گویت که ز سوز درون چه می بینم  
غرض که شمع حسن است و روزه حاجیت  
بیج در مردم بعد ازین ز حضرت دوست  
شبے چنین بحد که ز بخت میخوام  
تم نه بجز تو چشم از جهان فرو میخست  
چه حلقه باکر دم بر در دل از سر سوز  
چو غنچه بر نهفتنه نهان کجاست

همان نیاید که محبت حاج را بر او حجاب  
ز اشک پرس حکایت که من بقیع غماز  
جمال دولت محمود را بر زلفت ایام  
چو کعبه یا فتم آیم ز بت پرستی با  
که با تو شرح سرا انجام خود گنم غماز  
ایمید دولت وصل تو داد و جانها  
یوسف روز درصال تو در شبان در  
دل مرا که نسیم صباست محرم بر آن

ز شوق مجلس آن ماه خرگی حفظ  
گرت چو شمع جفا نرسد بسوزد باز

بر نیامد از تناسل لبست کام هنوز  
روز اول فت و نیم در سر زلفین تو  
از خطا گنم شبے موسی ترا شک خشن  
نام من فتنه است و زبے بر لب جانان  
پرتو روزه ترا در خلوت دید آفتاب

بر ایام جام طاعت در دے آتاشم هنوز  
تا چه خواهد شد درین سودا سر انجام هنوز  
مینزد هر لحظه ترسے سو بر اندام هنوز  
اهل دل ابوے جان می آید از نام هنوز  
میدود چون سایه هر دم بر لب با هم هنوز



در ازل وادہ است مارا ساقی لعل لب  
ساقی ایک جعدہ زان آبِ تشنگون کمن  
ایک گشتی جان برہ تا باشد ت آرام دل

جرعہ جائے کمن سرگرم آن جاہم ہنوز  
دریانِ بچکانِ عشقِ اوحسالم ہنوز  
جان بغمنایش سپردم نیست آرام ہنوز

در قلم آورده حافض قصہ لعل لب

آبِ حیوان میرود ہر دم ز امت لاهم ہنوز

صبا بمقدم گلِ راجِ روحِ جہت باز  
دل از جہد کمن نالہ زانکہ در عالم  
دو تاشدم چو کمان از عزم و نیکی گم  
حکایتِ شبِ بجران بر شمعانِ مکنسید  
زطرۃ تو پریشانی دلم شد فاش  
ہزار دیدہ بردے تو ناظرند و تو خود  
اگر بوزدت امی دل ز درد نالہ کمن

کجاست لیلِ خوشگوئے گوبر آرد  
غم ست و شادی غارِ گلِ نشیب و فراز  
ہسنوز ترکِ کمان ابروانِ تیر انداز  
کہ نیست سینہ اربابِ یکینہ محرم راز  
ز شک نیست غریبِ اے ابرودِ نعمان  
نظر بروے کسے بر نیکی کنی آفاق  
دم از محبتِ اوسیزن و برد بمان

غبارِ قاطرِ ما چشمِ خصم کو کسند

تو بخ نکاتِ اے حافظ از مقامِ نیاز

نغمِ غریبِ دیارِ توئی غریبِ نواز

دے بحالِ غریبِ دیارِ خود پردا

بهر کند که خواهی بگیرد باز میند  
 بر آستین خیال تو میدهم بوسه  
 نه این زمان من شوریده دل نهادم در  
 دلا منال ز شکام که صبح در پی اوست  
 گرم چو خاک زمین خوار میکنی سهلست  
 درون سینه دلم چون کبوتران لطیف  
 خیال قه بلبند تو میکند دل من

بشرط آنکه ز کارم غفلت نگیری باز  
 بر آستان مصالت چو نیت دست نیان  
 بر آستان تو کاندرازل نهادم باز  
 کنش و نوش بهم باشد و تشبیه فرا  
 خرام میسکن و بر خاک سایه می انداز  
 چنان شیت که بر جان مانمادی باز  
 تو دست کوته بین بین دستانین دراز

حدیث در دین ای تدعی نه امر و دست

که حافظ از ازل او رنزد و شاید باز

منم که دیده بدیدار دوست کردم باز  
 نیاز مند بلا گورخ از غبار مشوے  
 بیک قطره که ایتار کردی اسے خوجم  
 طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق  
 ز مشکلات طریت عنان تابانی دل  
 درین مقام مجازی بجز پیا که گیر

چه شکر گویت ای کار ساز بنده نواز  
 که کمیای مرادت خاک کوے نیان  
 بسا که در رخ دولت کنی کرشمه و نام  
 بقول مفتی عشقش در ست نیست نما  
 که مرد راه نیندیشد از تشبیه فرا  
 درین سراچه بازی عجب عشق بیا

من از نسیم سخن چین چه طرفت بر بندم  
اگر چه چشمن تو از عشق غیر مستقی است

چو سرو در است درین باغ نیست محرم  
من آن نسیم که ازین عشق شبانگه ای

عندل سرانی نامید صرغہ نبرد  
دران مقام که حافظ بر آورد آواز

هزار مشک که دیدم بکام خویش باز  
روندگان حقیقت رو بلا سپرد  
عم حبیب نمان به جز جوئے قریب  
چه فتنه بود که مشاطہ قضا انجمن  
بدین پاس که مجلس منور است بدست  
ملامتے کہ بروے من آمد از عم عشق  
امید فترتو میداشتم ز بخت بلند  
بنیم بوسه دعائے بخیر ز اہل دہلے

ترا بکام خود و با تو خویش ادسا  
رفیق عشق چه کنم دارد از شیب فرا  
کہ نیست سینہ ار بابا کینہ محرم  
کہ کرد ز گسستش سید بسر نہا  
گرت چو شمع جفا تے رسد بسوزد باز  
ز اشک پرس حکایت کہ من نسیم غما  
نسیم زلف تو میخواستم ز عمر در آن  
کہ کید دشمنیت از جان و جسم دارد بان

فلک ز مزمر عشق در حجاز و عراق  
نواے باہگ غزلماے حافظ شیرازی

بیا کشتی مادر شط شراب انداز

غزوی و دولولہ در جان شیخ و شاب انداز

مرا بختی با ده در افکن لے ساقی  
 ز کوسے میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا  
 بیار از ان بے گلزنگ مشکبو جائے  
 اگر چست و خراجم تو نیز لطف کن  
 نیم شب اگر تاقاب میباید  
 مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند

کہ گفتہ اند کوئی کن در آب نواز  
 مراد گرز کرم در رہ صواب نواز  
 شراب رشک و حسد دل گلاب نواز  
 نظربین دل گسشتہ خراب نواز  
 ز روسے دختر گلچیر ز نقاب نواز  
 مرا بسیکدہ بر در خم شراب نواز

اگر از تو یک سہر سوسر شد دل حافظ  
 بگیر و در خم زلفش بچچ و تاب نہا

حال غمین دلان کہ گوید باز  
 جز فلاطون خم نشین شراب  
 شرمش از چشم خے پرستان باد  
 ہر کہ چون لالہ کاہ گردان شد  
 بسکہ در پردہ چنگ گفت سخن  
 بکشاید دم جو غنچہ اگر  
 اگر دیت الحرام خم حفظا

وز فلک خون جسم کہ جوید با  
 سہر حکمت بما کہ گوید با  
 ز کس مست اگر روید با  
 زین جہنما رخ بخون بشوید با  
 بیرش موسے تا نوید با  
 ساعنہ لالہ گون بوید با  
 اگر کشید بر پوید با

خیز و در کاسه زر آبِ طربناک انداز  
عاقبت منزلِ ما وادِ غمی مو شانت  
ملک این فرعه دانی که ثباتی نمکند  
بسر بنهر تو اسے سرو که چون خاک شوم  
دلِ مارا که ز مارِ سر زلف تو که نخست  
غسل در اشکِ دم کمالِ طریقت گویند  
یارِ بآن را به خود بین که بنجر عیب ندید  
چشمِ آلوده نظر از رُوح جانان دور

میش از آنی که شود کاسه سر خاک انداز  
حالی غفلتِ دگر بیدار فلک انداز  
آتشی از جگر جام در افلاک انداز  
ناز از سر سبزه سایه بران خاک انداز  
از لبِ خود شفتِ خانه تر پاک انداز  
پاک شوالی پس دیده بران پاک انداز  
دودِ آهیش در آینه ادر اک انداز  
بر رخ او نظر از آینه پاک انداز

چون گل از گشتِ او جامه بپا کن حاقط

و ان قباد در ره آن قامتِ چالاک انداز

دلِ ربوده لولی و شیت شو ناکیز  
فداے پیرهن چاکِ ما هر و یان باد  
فرشته عشق نداند که چیست قصه تجران  
غلامِ آن کلماتم که آتشِ افروزد  
فقیروخته بر گاهت آدمِ رسته

دروغ وعده و قتال وضع و رنگ آمیز  
هزار جامه تقوسے و غرقه پر میز  
بخواه جامِ شرابے بنجاک آدمیز  
نه آب سرد ز دند در سخن بر آتش تیز  
که جز دلاست تو ام نیست هیچ دستاویز

یا که حافظ یمنانه دوشش با من گفت  
که در مقام رضا با شن از قضا نگیر  
پایالہ در کفتم بند تا حسد گر خیر  
بے زول بیرم ہوں وزیر ستا خیر

بیان عاشق و مشوق ہیج حامل نیست  
تو خود حجابِ خودی حافظ از میان خسیند

روزِ عیش و طرب و ماہِ صیام ست امروز  
کہ مرادیدن آن ماہ تمام ست امروز  
زادہ سے را کہ بنودے چو صولح جائے  
میں کہ در کج خرابات مقام ست امروز  
مبہم بلبل ست از چہ سبب مینالد  
کار او چون ز بہار ان بنظام ست امروز  
محبب بیدہ گویند مردہ زندان را  
کانکہ بے شاہد و مئی نیست کہ ام ست امروز

گو بگویند حقائق کہ نمی حاقط را  
چشم بر روی نگار و لب جام ست امروز

زلفین سیم خم خمسم اندر زودہ باز  
مان روی کو چشم بدان دور کہ امروز  
بر ساعہ عیشیم زودہ سنگ لیکن  
باتوچہ توان گفت کہ غم زودہ باز  
از دود دل خستہ ام ای دوست خد کر  
کاش بسین سوختہ دل بر زودہ باز

من سرچو قلم پر سر سودای تو دارم	با آنکه من سر زده را سر زده باز
نقد سر و قلب که پالوده ام از چشم	بر سکه رویم هم بر ز زده باز
از غایب بر هم زده خوش شکو قند	امروز هم بر گل و شکر زده باز

شهباز غمت راست کیو تر دل حافظ  
 نه شد ار که بر صید کیو تر زده باز

در آ که در دل خسته توان در آید با	بیا که در دل مردود و ان در آید
بیا که فرقت تو چشم من چنان بربست	که فتح باب و صالت مگر کشاید با
پیش آسته دل هر آنچه میدارم	بجز خیال جمال نیست نایب با
نعمی که چون سپهر رنگ ملک دل گرفت	رخیل شادی روم رخت زداید با
ز خوف بادی دل بد کن ببند احرام	که مرد را دیندیشد ارجه نایب با
بران مثل که شب آبتن آمده است بر ف	ستاره می شمرم تا که شب چه زاید با

بیا که لبیل مطبوع خاطر حوفا  
 یو گلشن وصل تومی سر اید با

لے صبا اگر گذری بر سحر و دایر	یو سنه بجا که آن دای و مشکین کنش
نزل سلیمی که بادش هر دم از اصد سلام	بر صدای ساربان بستی آهنگ جرس

محل جانان یوس آنکه بزاری عرصه ا  
 عشرت شکیب کن مئی نوش کا ندر عاشق  
 دل بر غبت می سپارد جان خشم مست یا  
 من که قول اصحان را خواندم با لک ببا  
 طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند  
 عشق بازی کار بازی نیست ای دل سرباز

که فرات سو ختم اے مهربان فریاد  
 شبروان را آشنایهاست با پیرس  
 گرچه شیاران ندادند اختیار خود کس  
 گوشمالی خوردم از هجران که انیم پند پس  
 دزد محشر دست بر سر نیزه میکن گیس  
 ز آنکه گوشت عشق نتوان زد بجوگان هوس

بام حافظ اگر بآید بر زبان کلبه دست  
 ادجناب حضرت شام نیست این ملتس

جلان ترا گفت که احوال ما پیرس  
 آنجا که لطف شال خلق کریم تست  
 خواهی که روشنت شود احوال سر عشق  
 هیچ آگهی ز عالم درویشیش نبود  
 از دل پوشش سوخته نقد طلب جوے  
 درد فز طیب بخرد باب عشق نیست  
 نقش خدوق خدمت و اخلاص بندگی

بیگانه گرد و قصه هیچ آشنا پیرس  
 جرم گذشته عفو کن بجا ما پیرس  
 از شمع پیرس فتنه ز باد صبا پیرس  
 آن کس که بادو گفت که در پیش را پیرس  
 یعنی ز مفلان سخن کیسا پیرس  
 اے دل بدر دخن و نام دو ما پیرس  
 از لوح سینه محو کن نام ما پیرس



ماقت نہ سکتے رو دار انخواندہ کم ازما بجز حکایت مہر و وفا پیرس

حافظ رسید موسم گل معرفت محزون  
دریاب نقدِ عمر و زچون و چرا پیرس

دارم از زلف سیاحت گلچند ان کہ پیرس  
کس با سید و فاتر کرب دل و دین کشاد  
بہر یک جرعه کہ از آرش دھپے نیست  
گوشتہ گیری و سلامت ہو سم بود و لے  
ز اہد از ما بسلامت بگذرکان مے لعل  
گفتم از گوئے فلک صورتِ حاکے پیرس  
کہ چنان زد شدہ ام بے مہر سامان کہ پیرس  
کہ چانم من ازین کردہ پیشیان کہ پیرس  
نہ ختمے میکشم از مردم نادان کہ پیرس  
نقشہ نمیکند آن بگرفتہ شان کہ پیرس  
دل دین میبرد از دست بہ انسان کہ پیرس  
گفت آن میکشم اندر خم چو گان کہ پیرس

گفتش زلف بکین کہ شادی گفت  
حافظ این قصہ درازست بقراں کہ پیرس

در عشق کشیدہ ام کہ پیرس  
گشتہ ام در جہانِ احسب کا  
آنجہان در ہوائے خاکِ درش  
بے تو در کتبہ گمانی خویش  
ز ہر حرب کشیدہ ام کہ پیرس  
دلبر برگزیدہ ام کہ پیرس  
میر و آب دیدہ ام کہ پیرس  
رخسائے کشیدہ ام کہ پیرس

من بگوش خود از دمانش دوش  
 سخنانے شنیده ام که پسر  
 سوے من لبچه میگری که گوی  
 لب لعل گزیده ام که پسر

بچو حافظ غریب در ره عشق  
 بقای رسیده ام که پسر

در ضمیر مانیک بنده بغیر از دوست کس  
 یار کندم گون اگر میل کردی نیم جو  
 میزدی چون شمع و جمعی از پر و پست دوان  
 عاقلستان کو بشمشیر از تومی چید عنان  
 خاطر دم و تنه هوس کردی که بنیم خیرا  
 مردان را اگر بس شب اگر خیالے در ستر  
 کویت از آشکم چو در یاکشت و میترسم کباب  
 هر دو عالم را بدین من جو که مارا دوست پس  
 هر دو عالم پیش چشم مانودے یک عدس  
 نے غلط گفتم نباشد شمع را خود پیش و پس  
 قدر الدت گرنی که بنید انگیس  
 آترادیدم نکردم جز بدیدارت هوس  
 من چانم کو خیالم باز نشناسد پس  
 بر سر آید این رقیبان سبکارت خوش

حافظ این ره پالے لاشه رنگ تویت  
 بعد ازین نشین که گردے برنجیز دین فرس

دلارینق سفر بخت نیک خواست پس  
 دگر منزل جانان سفر کن درویش  
 نسیم روضه شیراز پیک راهت پس  
 که سیر مسنوی و کنج خانقاہت پس

بصدِ مصطفیٰ بنشین و ساغرِ منے نوش  
زیادتی مطلب کار بر خود آسان کن  
فلک بمر دم نادان دهر ز مایم مراد  
وگر کمین بکشاہد عین ز کشور دل  
ہو اے مسکن بالوف و عہد یاد قدیم  
بستِ دگرانِ خرمکن کرد و حجام

کہ این قدر ز جهان کسیاں حاجت پس  
کہ شیشہ سے صاف و بست چو حاجت پس  
تو اہل انش و فضلی ہمین گناہت پس  
حسرم در گریعِ پیمان پناہت پس  
ز ہر روانِ سحر کردہ عذر خواہت پس  
رضاے یزد و انعام پاؤ شاہت پس

بیچ و درد گر نیست حاجت اے حافظ  
دعاے نیم شب و دردِ صبحا گاہت پس

گلزارے ز گلستانِ جہان مار پس  
من و مصحفی اہل ریاد و روم باد  
قصر فردوس بپادشہی علی بخشی بند  
بنشین بر لبِ چوے و گدازِ عینِ بن  
نقد بازارِ جہان بنگر و آزارِ جہان  
یار بااست چہ حاجت کہ زیادتِ ظلم  
از درِ خویش خدا را پیشتم مفرست

زین چمن سایہ آن سرورِ روانِ مار پس  
از گرانانِ جہان ظلِ گرانِ مار پس  
ما کہ زندیم و گدا ویرِ معنائِ مار پس  
کاین اشارتِ رحمتِ گنارِ مار پس  
گر شماراں بس این سود و زیانِ مار پس  
دولتِ صحبتِ آن مونسِ جانِ مار پس  
کہ سر کوے تو از کون و مکانِ مار پس

نیست مار ایچر از وصل تو در سر هر کس  
وین تجارت ز متاع دو جهان را پس

حافظ از مشرب قیمت گلبه انصافیت

طبع چون آب دغ لاس روان مارا پس

اگر رفیق تنهایی در دست پیمان باش

نیکبخت زلف پریشان بدست بادوده

گرت هواست که با خضر هفتشین باش

رموز عشق نوازی نه کار هر غمخیز است

طریق خدمت تو این بندگی کردن

دگر بصید جرم تنج برکش ز خضار

نوشه بخشنی که زبان دیکه دل شو

کمان لبری وشن در نظر باز است

حریف حجره و گریه و گلستان باش

گم که خاطر عشاق گو پریشان باش

نمان چشم سکنه رچو آب حیوان باش

بیاد تو گل این لبیل قهرخوان باش

خداے را که را کن بیاد سلطان باش

از آنچه با دل ماکرده پشیمان باش

خیال کوشش پروانه بین خندان باش

بشیده نظر از ناظران دوران باش

خوش حافظ و از جو ریاض تالکین

ترا که گفت که بروی خوب حیران باش

پیوسته در حمایت لطف آله باش

اگر کوک تا بکوه مست افق شهاد باش

اے دل غلام شاه جهان باش شاه باش

از غار جی هزار بیک جوئی حسد

چون احمد شیع بود در درخت  
آن را که دوستی علی نیست کافرست  
امروز زنده ام بولای تو یا علی  
قبر ام هشتم سلطان دین و صفا  
دست نیرسد که بچینی گلے ز شاخ  
مرد خدا که زاهد تقویٰ طلب بود

گوین تن بلاش من پرگناه باش  
گو زاهد زمانه و گوشه نشین باش  
فسد و ابروج پاک با مان گواه باش  
از جان بوس و در بر آن بارگاه باش  
بارے پائے گلبن ایشان گیاره باش  
خواهی سفید جامه و خواهی سیاه باش

حافظ طریقی بندگی شاه پیشه کن  
و انگاه در طریقی چو مردان راه باش

بار آئے دل تنگ امونس جان باش  
زان باده که در مصطفیٰ عشق فروشنده  
در خرقه چو آتش زدی ای عارف سالک  
آن یار که گفتا بتوام دل نگران ست  
خون شد دلم از حسرت آن لعل و آن شبنم  
تا بردش از غصه غبار نه نشیند  
حافظ که ہوس میکند چو جام جان بین

دین سوختہ را محرم اسرار زبان باش  
مارا دوسہ ساغر بہرہ و گور رمضان باش  
جہدے کن و سر حلقہ زندان جہان باش  
گو میرسم اکنون بسلامت نگران باش  
آن برج محبت بہمان مہر نشان باش  
لے سیل ہر شاخ از عقب نامہ روان باش  
گو در نظر آصف حبشید مکان باش

باغبان گویند خبر وزی صحبت گل بایش  
 اسے دل نہ رہی زلفش از پریشانی نال  
 باچنین زلف نہ رخنے باوش نظر باری حم  
 رہی عالم سوز را با صلمت مینی چه کار  
 کیہ بر قنوی و دانش طرقت کا فریت  
 ناز بایں زگرں مستانہ میا کشید  
 سایا در گردش ساغر تعلق بچند

بر جفا سے خارج حیران صبر بیل بایش  
 مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایش  
 ہر کہ رو سے یاسین و جہد بنیل بایش  
 کار ملک ست آنکہ تدبیر و تحمل بایش  
 راہرو گرد صد ہنر باشد توکل بایش  
 لہن دل شوریدہ گراں لہن کاکل بایش  
 دور چون با عاشقان افتد تسلسل بایش

کیست حافظات تو شد باد بے آواز چنگ  
 عاشق مسکین چرا چندین تحمل بایش

بہر از من قرار و طاقت و ہوش  
 نگاہے چاہے شوخے پر ہوش  
 ز تاب آتش سوداے عشقش  
 چو پیرا ہن شوم اسودہ خاطر  
 اگر بوسیدہ گردد استخوانم  
 دل و دینم دل و دینم میرود ہست

بتِ نکلین دکنِ سین بنا گوش  
 صیغہ موشے تر کے تباہ پوش  
 بانِ دیگ دائم میہ نغمہ جوش  
 گرت بچون قب گیم در آغوش  
 نگر و مہششراں بجا نام فاموش  
 بردوش بردوش بردوش بردوش

دوای تو دوای تحت حافط

لب لب نوش لب لب نوش

بیکردگار را گردیده به مصالح خویش	بیکردگار را گردیده به مصالح خویش
اگر ز سیر قناعت خبر شود در پیش	اگر ز سیر قناعت خبر شود در پیش
شو بسان ترانه تو در پی کم و بیش	شو بسان ترانه تو در پی کم و بیش
قدح بیار و بن مری برین دل ریش	قدح بیار و بن مری برین دل ریش
در آفرینش از انواع نوشت در پیش	در آفرینش از انواع نوشت در پیش
نه به طریقت ملت نه به شریعت کوش	نه به طریقت ملت نه به شریعت کوش
که نور حسن تو بود از اساس عالم پیش	که نور حسن تو بود از اساس عالم پیش

دبان تنگ تو دلخواه جان حافط شد

بجان بود حظم زین دل محال انریش

بدور لاله مستح گیر و بے ریایش	بدور لاله مستح گیر و بے ریایش
گنومیت که همه سال می پرستی کن	گنومیت که همه سال می پرستی کن
چو پیر سالک عشقت بے حواله کند	چو پیر سالک عشقت بے حواله کند
گرت هو است که چون جم پسر غیب سی	گرت هو است که چون جم پسر غیب سی

چو غنچه گرچه فروتگیست کاجوان  
تو نچو باد بھاری گره کشا میباش  
وفا جوئے ز کس در سخن نمی شنوی  
بہر زہ طالب سیرغ و کیمیا میباش

مرید طاعت بیگانگان شو حاقظ  
وے معاشرہ رندان آشنا میباش

من خرابم ز عزم یار خراباتی خویش  
با تو پیوستم و از غیر تو دل بپریم  
بنایت نظری کن کہ من دل شدہ را  
آخراے پادشہ حسن ملاحظت چہ شود  
خو من صبر من سوختہ دل و ادب را  
گر چہ پاپے سبز زلف ز عزم بکشاید  
پس زانو نشین عزم بیہودہ مخور  
چونکہ این کوشش بیفائدہ سودے نہ بد  
پریش حال دل سوختہ کن جہنم را

میزند عمرہ ادا و عزم بدل ریش  
آشناے تو ندارد سیر بگاہ و خویش  
نزد و بے مدد لطف تو کارے پریش  
گر لب لعل تو ریزد نہ بکے بدل ریش  
چشم مست تو کہ بکشا د کین از پس و پیش  
بس سلمان کہ شود کشتہ مان کا فریش  
کہ ز غم خوردن تو زرق نگر و دم پیش  
پس میازار دل خود ز غم اسے دوریش  
نیست از شاہ عجب گر نواز دوریش

حافظ از نوش لبیل تو کامے گرفت  
کہ نزد بدل ریش دو ہزار ان سریش



چو بر شکست صبا زلفِ عنبر افشانش  
 کجاست بمنشی تا که شرحِ تحفه دهم  
 نسیم صبح و فاما نه که بزد بدست  
 زمانه از مدق گل شال بروی تو بست  
 بے شرم و نشد عشق را اگر آنه پدید  
 جمال کعبه مگر عنبر بر دریا خجسته  
 دلم که محبت تو از غیر تو نهان میداشت  
 بدین شکسته به بیت الحزن کمی آرد  
 بگیرم آن سبز زلف و بدست خواجده دم

بهر شکسته که پیوست تازه شد جانش  
 کرد دل چه میکشد از روزگار حیرانش  
 ز خون دیده مابود مهر عنوانش  
 دلی ز شرم تو در غنچه کرد نهانش  
 تبارک الله ازین که نیست پایش  
 که جان زنده دلالن بوخت دریا پایش  
 بسین که دیده کند فاش میش یارانش  
 نشان یوسف دل از خیر زخدهانش  
 که داد من بستاند مگر ز دستانش

سحر بطرب چمن می شنیدم از ببل  
 نوب حاقظ خوش لبچه عنبر نوحانش

چو جام لعل تو نوشم کجا بماند شوش  
 منم عن لایم تو در زمانه از من آزاد  
 بیوے آنکه ز میخانه کوزه یابم  
 مرا گوے که خاموش باش و دم درش

چو خیم مست تو بنیم بجایمانه گوش  
 مرا بکوزه فروش شرابخانه فروش  
 روم سیوی خرابایان کشته پردوش  
 که در چمن نتوان یافت مرغ را خاموش

اگر نشانِ توجویم کدام صبر و استرا	و اگر حدیث تو گویم کدام طاعت و هوش
شرابِ نخیست به بخامان دلِ فسرده و	که باده آتشِ خیرت و نچنگان در جوش
نیغمِ روضه جنت بزوقِ آن نرسد	که یارِ نوشش کند باده و تو گوئی نوشش

مرا چه خلعتِ سلطانِ عشق میدهد  
مرا زدن که حافظِ خموشِ باشش نموش

خوشا شیراز و وضعِ بیاضش	خداوندانگهدار از ذوالش
زر کنا باد اصد لوحش الله	که عمرِ خضر می بخشد ز لاش
میانِ جغت آباد و مصلا	عبیر آمیز می آید نماش
بشیر از آس و فیضِ روح قدسی	بخواه از مردم صاحب کماش
که نامِ تندِ مصری برد آسجا	که شیرینان زداوند افغاش
صبا زان لولی شگل و سرست	چه داری آگهی چو تماش
مکن بیدار زین خوابم خدار	که دارم عشرتی خوشایاش
گر آن شیرین پسرخونم بریزد	دلا چون شیر باد کن عکاش

چرا حافظِ چومی رسیدی ای بجز  
نمودی شکرِ آیام و صاش

در عهد پادشاهِ خطا بخش جرم پوش  
صوفی ز کج صومعه در پای خم نشست  
احوال شیخ و قاضی و شریا یهودشان  
گفتار گفتنیست سخن گر محسبی  
ساقی بهار میسر و جامه نمنه  
عشق ست و مفلسی و جوانی و نو بهار  
لے پادشاه و صورت و منی که شل تو  
چندان بمان که خرقه ازرق کند قبول  
تا چند همچو شمع زبان آوری کنی

حافظ قرا به کش شد منتهی پالانوش  
آدید محنت کسب و میکشد بدوش  
کردم سوال محبدم از پیر میزدش  
در کش زبان در پرده گمید از منی نوش  
فکرے بکن کنون دل آمد ز غم بخوش  
عذرم پذیر و جسم بنیل کم پوش  
آدید هیچ دیدہ و نشنید هیچ گوش  
بخت جوانت از فلک پیر زنده پوش  
پر دانه مراد در سبک محب خموش

دیش ند از غیب بگویش دلم رسید  
حافظ تو غصه کم خور و نشین دمنه نوش

دلم رسید شد و فاقلم بن درویش  
جو بید بر سر ایمان خویش می لزم  
خیال حوصله بر جسمم نزم بهیات  
بکسے میکده گریان سر فلند در دم

که آن شکاری گشته راجه آمدیش  
که دل بدست کمان بر دست کافریش  
چماست بر سر این قطره محال ندیش  
چرا که شمر نمی آیدم بر حاصل خویش

نعم خضر بسا نه ملک سکندر  
بنازم آن قره شوح عافیت گش را  
ز آستین طبیبان هزاره خون بچکد  
توبنده گله از پادشه کمن ای دل

تراغ بر سر دنیا س دودن کمن بر دیش  
که موج میزندش آب نوش بر سر دیش  
گرم تجربه دست می نهند بر دل دیش  
که شراب عشق نباشد شکایت از کم و بیش

بان کمر زد دست هر که **ح**قط  
خزینہ بکفت آور ز گنج قارون بیش

سحر ز آفتاب غیم رسید قره بگوش  
شد آنکه اهل نظر بر کناره می رفتند  
بیانک چنگ بجویم آن حکایتها  
شراب خانگی از نیم محاسب خوردن  
ز کوه یکده دشتش بدوش می برد  
ولاد لالت خیرت کنم براه نجات  
محل نو تجلیت راسه انور شاه  
بجز نشانه جلالتش سانه در ضمیر  
روزی مصلحت ملک خسروان دهند

که در شاه تجاع سست دیر نبوت  
هزار گونه سخن بردان و لب خاموش  
که از نفختن او دیگ سینه میزد جوش  
بروے یار نبو شیم و بانگ نیشا نوش  
امام شهر که سجاد می کشید بدوش  
کمن بقیق مباحات و زهر هم مفروش  
چو قرب او طلبی در صفای نیت کوش  
که هست گوشش شش محرم بایم دوش  
گدا س گوشه نشینی نوحا قضا خروش

شراب تلخ سبب جسم که مردان کن بود و نوش  
 بیاورم که نتوان شد ز کمر آسمان این  
 کند صید بهر اسب بغلن جام جسم بپزد  
 نظر کردن بدرویشان منافی بزرگبختیست  
 بیاتاد در غم صافیت راز دهر بنمایم  
 شراب لعل منو شمع من از جام مردگون  
 ساطع عمر دون پوزندارد شهید آسایش

که تا یکم بیایم ز دنیا دشر و شورش  
 به لب زهره چست که و بهرام سلحشورش  
 که من بودم این صحرا بهرم نشد و کورش  
 سلیمان با چنان شمت نظر با بود باورش  
 بشرط آنکه تمامی بکج طبعان دل کورش  
 که زاهد افغی وقتست میا ز مین کورش  
 مذاق حرص و گدائی لثوی اتلخ و زورش

کمان بروی جانان نمی چید سر از حافظ  
 ولیکن خند می آید برین بازو که پزورش

صوفی گله بچین و مریخ بخارش  
 طامات و ذرق در ره آهنگ چنگ نه  
 زاهد گران که ساقی و شاه منی خرد  
 راهم شراب لعل دای میر عاشقان  
 یارب بوقت گل گزیده عفو کن  
 اسے آنکه ره بمشرب مقصود برده

دین زهر خشک ایمن خوشگوارش  
 تسبیح و طبلان بے دنگ سازش  
 در حلقه چمن نسیم بهارش  
 خون مرا بچپا ز نخلان یاخش  
 دین با جراب و لب جو بارش  
 زین بحسب قطره بمن خاک سازش

شکرانه که روی ترا چشم بدید  
بار عیسوی و لطف خداوندگار بخش

ساقی چو شاه نوش کند باد به صبح  
گو جام زریه حاقط شب نهد در بخش

گل در اندیشه که چون عشو کند در کارش	فکر بلیل همه است که گل شد بکارش
خواجہ است که باشد غم خدمت بکارش	در بانی همه آن نیست که عاشق بکشند
زین تعابین که خرف می شکند بازارش	جای است که خون به ج زنده در دل لعل
این همه قول غزل تعبیه در منقارش	بلیل از فیض گل آموخت سخن ورنه نبود
هر کجا هست خدا با سلامت دارش	آن سفر کرده که صد قافله دل همراه است
بیشک به بیری در حرم دیدارش	اگر از دوست نفس و هوا دور شدی
با خبر باش که سر می شکند دیوارش	اے که از کوچه مشوقه بیا بگذری
جانب عشق عزیزست فرو گذارش	صحب عافیت گرچه خوش افتاد ای دل
بر و جام دیگر آشفته شود دوستارش	صدوقی از سر خوش نیست که کج کرد کلاه

دل حاقط که بیدار تو خوش کرده است  
ناز پرورد وصال است مجو آزارش

کنار آب پاسبید و طبع شعریار بخش  
معاشد لب شیرین و ساقی گنجد از بخش

الای دولت طالع قدر وقت سیدھے گوارا باد تین عشرت کا داری  
 عروس طبع راز ویز فکر کرے بندم ہو کر نقش ایام بہت افتد کار خوش  
 شب بہت غنیمت دان و لو خوشدلی بستانے کہ متا بیل از دست و طرف لہ زار خوش  
 چہ نمے در کاسہ چشم ست ساقی را بنام از غائبہ کہ سستی میکند با عقل و می آرد حسنا خوش  
 ہر آنکس را کہ بر خاطر عشق و لبیک باریست پسندد کور آتش نکند و داری کار و بار خوش

بنقلت عمر شد حافظ سیا بابا مینانہ

ا کہ شگولان سرست بیا موزند کار خوش

ما از سودہ ایم درین تہ بہت خویش	باید بردن کشید این در طہ رخت خویش
از بیکہ دست می گرم و آہ میکشم	آتش ز دم چو گل بن بخت بخت خویش
دشمن ز بیلے چہ خوش آمد کمی سرود	گل گوش پسین کردہ ز شاخ دست خویش
کاس دل صبور باش کہ آن یار زندہ	بسیارند خوئی نشیند ز بخت خویش
اگر سحر خیز حادثہ سر بر فلک زند	عارف باب ترکند رخت بخت خویش
خواہی کہ سخت دست جهان بر تو بگذرد	بگذر ز عہد دست و سخنامی بخت خویش

اے حافظ ار مراد میسر شدے دم

جمیند نیز دور نماندے ز بخت خویش

مجمع خوبی و لطفت ست مزارچش  
 دلبرم شاه و طفل ست بیازی روز  
 چارده ساله بے چایک و شیرین نام  
 من همان به که از دینک نگه دارم دل  
 بوی شیراز لب همچون شکرش می آید  
 اندپے آن گل نورسته دل یار ب  
 یار دلدار من اقلب بدینان گشتند

لیکشت مهر و وفاست خدا یا بدش  
 بخت زارم و در شرح نباشد گنش  
 که بجان حلقه بگوش ست مهر جادش  
 که به دینک نیده است دنداردش  
 گرچه خون بچکد او شیوه چشمش  
 خود کجاست که ندیدیم درین چشمش  
 بر دزد و دسبرداری خود پادشش

جان خجسته کم صفت گران دانه دُر

صفت دیده حافطه شود از گمش

مرا کاریست مشکل بادل خویش  
 خیالت دانه و جان من از غم  
 زو پس ماندگان یاد می کن آخر  
 بے گشتم چون کوه صحرا  
 مراد اول منزل ره افتاد  
 چه فرصتها که گم کردم درین راه

که گفتن می نیارم مشکل خویش  
 که هر شب در چه کام بادل خویش  
 چه رانی تند یار مسلسل خویش  
 مگر ایام سراغ از منزل خویش  
 کم آمد گشتم در ساحل خویش  
 ز بخت غایب تا کنان غفلت خویش



کم از جو لایع آتش در درو ما  
چو حافظ خاک کرد آب گل خویش

گفت خشنود گنه می پوشش	بافتن از گوشه میخانه دوش
مژده رحمت برساند روش	عفو آگهی بخت در کار خویش
آسمان لعل آرد در رخسار خویش	این خرد حاتم بحینان بر
نخست سر بسته چه گوئی بخشش	عفو خدا بیشتر از جرم است
هر قدر آس دل که توانی بخشش	گرچه دصالت نه بکوشش بوند
روے من خاک بر میفروشش	گوش من و حلقه بگیسوے یار
روح قدس حلقه امزش بگوشش	داوود دین شاه و شجاع آنکه کرد
وز خط چشم بدش در گوشش	ای ملک العرش مرا دش بزد

رنی حافظ نه گناهیت صعب

با کرم پادشاه عیب پوشش

می سپارم تو از چشم حسود پیشش	یارب آن نوگل خندان که سپردی کنش
همت اهل کرم بدست جان قنیش	همره دوست دلم باد بهر حساب کرد
چشم دارم که سلاصی برسانی پیشش	گر بسر منزل سلمی ای باد صبا

با دینافه کشائی کن از آن لطف سیاه  
چون دلم حق وفا یا خط و خالش دارد  
گرچه از کوسه دفا گشت بصدحطه دو  
در مقامیکه بیاد لب ادمی نوشند  
عرض و مال از در میخانه نشاید آمد  
هر که ترسد ز طالع اندر عشقش حلال

جای دلهاست غریزست بهم بر دلش  
محترم دارد در آن طسره عنبر کش  
دور باد آفت و در فلک از جان منش  
سفله آن است که باشد خبر از خوشش  
هر که این آب خورد دخت بدریا گشت  
سیر او قدش یالاب ماود منش

شرح حافظ همیت الغزل معریت  
آفرین بر نفس لکشت و لطف بخش

ای همه شکل تو مطبوع و همه جاست خوش  
همه گلبرگ ترست و همه وجودت لطیف  
همه گلستان خیالم ز تو پر نقش و نگار  
شیده باز تو شیرین خط و خال تو بیخ  
پیش چشم تو بوسه کردم که بدان یاری  
در ره عشق که از سیل قنایت گذار  
در بیان فنا گرچه زهر سوخت است

دلم از عشوه شیرین شکر خاسته تو خوش  
همچو سرو چمنی هست سراپاسته تو خوش  
هم شام دلم از لطف سناست تو خوش  
چشم دابره تو زیبا تدبیر است تو خوش  
سیکند در دهر از رخ زیبایت خوش  
میکنم خاطر خود را بتناست تو خوش  
میرود حافظ بیدل بتولاست تو خوش

دوش باین گفت پنهان دلازدانی تیر و شمشیر  
گفت آسان گیر خود کار با کردی طبع  
و انگم درد ادا جامے کز فروغ عشق برفلک  
تا گردی آتش ازین پردہ بوی تشنوی  
در حریم عشق توان ددم از گفت شنید  
در بساط نکته داناں خود فروشی شریکیت  
با دل خونین لب خندان یاد همچو جام  
گوش کن پندای پسر از بهر دنیا غم مخور

کز شما پنهان شاید داشت را بزمینش  
سخت بگیرد جهان بمرمان سخت کش  
زہرہ در قص آمد و ربط زبان بگنیت نوش  
اگرش نامحرم نباشد جامے پیناہم نوش  
زانکہ آنجا جملہ عصا چشم باید و گوش  
یا سخن دانستہ گواے مرد بخرد یا خموش  
نہ گرت نہ خمے رسد آئی چوئے اندر خروش  
گفت چوئن در حدیثے گزونی اگر گوش

ساقی امی دہ کہ رند یہاے حافظ عفو کرد  
خسر و صاحب قرآن حرم بخش عیب پوش

از رفیقیت دلم نیافت خلاص  
معتب نہ شکست و نہ سدا  
مطرب ماہی بزد کہ گیسو  
گوہر آہ جب کہ برون آرد  
نقدے از عشق جوے نہ عقل

زانکہ القاص لا یحب القاص  
سن باسن و الجرح تصاص  
مشتري همچو زہرہ شد رقص  
ترک ستر نامی کند رقص  
انکہ خالص شوی چو ز جنت خالص

حافظ اول ز صحبت رخ دوست

خواند الحسد و سوره احسان

نیت کس را ز کند سیر زلف تو فدا  
عاشق سوخته دل تا بیا بیان فنا  
جان نهادم بمیان شمع صفت از شوق  
آتشی در دل دیوانه مادر زده  
کیا بے غم عشق تو تن حیات کی را  
بهواداری آن شمع چو پروانه وجود  
مادرک غمزه او دست پیر دازمستم

میکشی عاشق سبکین نرسی قصاص  
زود در حرم دل نشود خاص انجاس  
کردم آیتا بر تن خویش زودے اخلاص  
که چو دودیم همیشه بهوایت رفاص  
زیر خالص کنده چند بود بهجور خلاص  
تا نسوزی نشوی از خطر عشق خلاص  
حاجب ابر و او بر دگر دازم شفاص

قیمت دگر گرانمایه چه داند عوام

حافظا گوهر یک دانه جبرنجواص

بیا که میشنوم بے جان از آن عارض  
گل بانه قد سر دنا ز از آن قاض  
معانی که ز خوران پشیم میگویند  
کز تافته بین بے شک از آن گیسو

که یافتم دل خود را نشان از آن عارض  
خجل شده است گل گلستان از آن عارض  
ز حسن و لطف پسر این بیان از آن عارض  
گلابیافته بے چان از آن عارض

بشرم رفتن یاسین از ان لایم  
 بخون نشسته گلِ رغوان از ان عارض  
 ز مہرِ روئے تو خورشید گشته غرقِ عرق  
 ز زار مانده مہرِ آسمان از ان عارض

و نظم و کشت حافظ چکید آبِ حیات  
 چنانکہ خوی شدہ جانان چکان از ان عارض

حسن و جمالِ تو جهان جلد گرفت طولِ عمر  
 از رخِ نست مقبلس خورِ چہارم آسمان  
 دیدنِ حسنِ روی تو بر ہمہ خلق واجبست  
 گرسبِ روحِ پرورت گلشکرے بختیم  
 شمسِ فلکِ نخل شدہ از رخِ خوبیاہِ ارض  
 ہچو زمینِ ہستین مانده زیر بارِ مرض  
 سجدہ در گہ تو شدہ بر ہمہ ارض زمین  
 کہ تن در دمنہ من رستہ شود ازین مرض

بوسہ بخاکِ پاے او دست کجا دھد ترا  
 قصہ شوقِ حافظا خود کہ رساندش بحرِ مرض

گردِ عذابِ یارِ من تاب نوشت حسنِ خط  
 از ہوسِ لبش کہ آن ز آبِ حیات خوشترست  
 خالِ سیاہ را بران عارضِ سیم رنگِ مین  
 موسے کشادہ کردہ خوسے تابچمن در آئین  
 تازہ ز حسنِ روئے او راست قتادہ در غلط  
 گشت روان ز دیدہ ام چشمہ آبِ ہچو شط  
 راست نمشکند از آن بر رخِ ماہ یک نقطہ  
 شد رخِ گلِ چو زعفرانِ مشکِ گلِ شبِ سقط  
 گاہ بابِ میکیم آتشِ عشقِ مسیحو  
 گدہواش میدہم گردِ مثالِ جانِ دل

از غلامی خودم شاه قبول میکند | تا بیماری دهم بنده بیدار نشد خط

آب حیات حافظا گشته جمل زخمی تو  
کس به واسطه عشق او شعر نگفت زین خط

ز چشمم بر رخ خوبت احسان حافظ  
اگرچه خون دل خور و دل و زبان  
بکام دل ز لبش بوسه خونها حافظ  
بزلت و خال بیان دل مبنده دیگر  
که با تو نیست مرا جنگ و جدای حافظ  
بیای که تو بستی و من هستی صوفی  
بدانش زسد دست هر که حافظ  
مرست تحفه به جان بخش عنبر حافظ  
چو ذوق یافت دل من وصل آن محبوب

بیا بخوان عنبر دل خوب و طرفه و پر سوز  
که شعر تست فرخ بخش و جان فدا حافظ

قسم به حشمت جاه و جلال شاه شجاع  
بنیض جرعه جام تو تشنه ایم  
که من نمی شنوم بوسه خیر ازین آواز  
خدا را به نیت شست و شوی خود کنید  
که نیست بکسم از بهر مال جاه و نزل  
کسی که اذن نمیداد و استماع سماع  
نمی کنیم دلیری نمیدیم صداع  
ببین که قصص کنان میرود بنا کجنگ

بجاستقان نظر کن بشکری این نعمت  
برو ادیب و نصیحت گو که دیگر تو

که من عسلا م مطیع تو بادشاه مطلع  
نیمینیم پس ازین هیچکس بجنگ بقلع

ز زید حافط و طامات و طول شدم  
باز رود و غزل گو به بر سر و دستماع

بقدر دولت گیتی فردر شاه و شجاع  
صراحی و حرفی خوشم زد دنیا بس  
ز سجد م بجزایات میفرستد عشق  
بشست و در دستان به معانه بیا  
هنرمی خرد آیام و غیر از نیم نیست  
بیارم که چو خورشید مشعل افروز

چند

که هست در نظر من جهان جانی شجاع  
که غیر ازین همه اسباب تفرقه است صداع  
بسر و میروم اس جان نسیم کیم نزل  
حرفیت با ده رسید ای قیوت و دواع  
کجا روم بتیارت یان کساستماع  
رسد بکلبه دروش نیز فیض شعاع

جبین و چهره حافط خدا بده انکنا  
ز خاک بارگه کبریا به شاه شجاع

بامدادان که حسن و نگه کاخ ابداع  
بر کشد آینه از حسیب آفتق چرخ زمان  
در زد و ایام طر نماز بمشید فلک

شاه خا و در فلک بر همه اطراف شجاع  
بناید رخ گیتی بنزاران انواع  
ارغوان ساز کند زهره باهنک سماع

چنگ در غلغلہ آید کہ گجاشد سکر  
 دفع دوران بگرسانِ عشرت بگریز  
 طرہ شاہد دنیا ہمہ مکرست و خوب  
 عمر خسرو طلب از نفع جهان می طلبی  
 منظر طلب ازل روشنی خیم ازل

جام در صفتہ آید کہ گجاشد شمع  
 کہ بہر حال ہمین ست ہمین اوضاع  
 عارفان بر سر این نکته بخونند زراع  
 کہ وجودست عطا بخش و کرم نفع  
 جامع علم و عمل جان جهان شاہ شجاع

حافظ اربادہ خوری با صنم گلرخ خور  
 کہ ازین بہر بود در دو جهان اسب متاع

در وفاے عشق تو مشہور خوب نام چو شمع  
 کہو صبرم نرم شد چون موم از دست  
 بے جمال عالم آراے تو در زمین است  
 رشتہ صبرم بمقراضِ عنایت بریدہ شد  
 گر کیت اشکِ گلگونم نبودے تندو  
 روز و شب خوابم نمی آید بچشمِ غم پرست  
 در بیان آبِ آتشِ ہچمان سرگرم شدم  
 در شبِ ہجران مرا پروانہ وصلی فرست

شب نشین کوے سبز از انم ز نام چو شمع  
 تا در آبِ آتشِ عشقت گدا ز نام چو شمع  
 با کمالِ عشق تو در عینِ نقصانم چو شمع  
 ہچمان در آتشِ ہجر تو سوزانم چو شمع  
 کہ شدے پیدا بگیتی از پنہانم چو شمع  
 بسکہ در بیماریِ حیر تو گر یابم چو شمع  
 این دل زار و زار و اشکبارانم چو شمع  
 ورنہ از آبِ جہانے را بسوا نام چو شمع



سرفرازم کن شبے از وصلِ خود ای باہر  
بہجہ صبحم یک نفس باقیست دیدار تو

آمنور گرد از دیدارت ایوانم چو شمع  
چہرہ بنامد لبر اتاجان بنشانم چو شمع

آتش مہر ترا حافظ عجبے سر گرفت  
آتش دل کے باب دیدہ بنشانم چو شمع

سحر چو بلبل بیدل سے شدہ در باغ  
چہرہ گل سوری گاہ سیکردم  
چنان بخت و جوانی خوشین معنہ در  
کشادہ ز گسب رعنا تجسرت آب چشم  
زبان کشیدہ چو تینے بسر زلفش سون  
یکے چو بادہ پرستان صراحی اندوخت

کہ تا چو بلبل بیدل کنم علاجِ دل غ  
کہ بود در شب تارے بر توفی چو چراغ  
کہ داشت از دل بلبل ہزار گونہ فراغ  
ہنادہ لالہ حرا بجان دل صد دغ  
و ان کشادہ شقائق چو مردمانِ بلاغ  
یکے چو ساقیستان بکفت گرفته ایلغ

نشاط و عیشِ جوانی چو گل غنیمت دان  
کہ حافظا بنو در رسول غنیر بلاغ

طالع اگر مد کند دانش اور کم بکفت  
طرف کرم ز کس نسبت این دل پر امیدین  
چند باز پرورم مہربان سنگدل

گر بکشم نہ ہے طرب در بکشد نہ ہے شرف  
گر چہ صبا ہی بر دقتہ من بہر طرف  
یاد پر غمیکند این سپرانِ نالغ

از خم ابرو تو امیج کشایستی نشد  
 من بخیال ابری گوشه نشین و طوقه آلود  
 ابرو دوستی که شود کس خیال من  
 بخبر نازدهان نشستن آن دلکش  
 صدنی شهرین که چون لقمه شهید می خورد  
 من بکدام دل خوشی می خورم و طرب کنم

و ده که درین خیال کنج عمر غریبه گشت  
 منبچه ز هر طرف میزدیم بچک و دوف  
 کس نزدست زین کمان مست در بر  
 مست ریاست محاسب باهوش و تحف  
 بال و دمش را ز بادین حیوان خوش علف  
 کز پس و پیش خاطر مشکرم کشیده صفت

حافظ اگر قدم زنی در رجستان عشق

بدرقه ربهت شود همت شعله بخت

زبان خامه ندارد سر بیان سراق  
 رفیق خیل خیالیم و همکار شکیب  
 در بیعت عسرم که با امید وصال  
 سرگرد بر سر گردون نجسم سودم  
 چگون باز کنم بال در هوا وصال  
 بے نماز که گشتی عمر غمت سر شود  
 فلک چو دیر سرم را حیرت بر عشق

و گزشت شرح هم با تو داستان سراق  
 قرین محنت داند و ده بقدران سراق  
 بسر رسید و نیامد بسر زمان سراق  
 ز روی عجز نهادم بر آستان سراق  
 که بخت مرغ دلم پر در آشیان سراق  
 ز موج شوق تو در بحیر بکران سراق  
 بخت گردن صبرم بر میان سراق

کنون چہ چارو کہ در بحر غم گردا بے  
چگونہ دعویٰ صلت کم بجان کہ شدت  
فراق و ہجر کر آورد و حسان یارب

قتادہ کشتی صبرم زیاد بان فراق  
تم وکیل قضا و دلم ضمان فراق  
کہ روسے ہجر سیہ باد و خانان فراق

پاے شوق گر این رہ بر شدے حافظ  
بست ہجر ندادے کسے عنان فراق

مباد کس چمن جستہ مبتلاے فراق  
غریب عاشق و بیدل فقیر و سرگردان  
اگر بست من افتد فراق یکشتم  
کجا روم بچشم حال دل کرا گویم  
ز در و ہجر و فراق دمے خلاصیت  
فراق را بفسراق تو بستلا سازم  
من از کجا و فسراق از کجا و غم ز کجا

کہ عمر من ہمہ بگذشت در ہاے فراق  
کشیدہ محنت ایام و در دہاے فراق  
بآب دیدہ دہم باز خونہاے فراق  
کہ داد من بتانہ دہبہاے فراق  
خداے ربان داددہ نراے فراق  
چن آنکہ خون بچکانم ز دیدہاے فراق  
مگر کہ زاد مرا مادر از راے فراق

بدان عشق توحہ فقط چو لیل سحری  
زند بر دزدستان خولستان نواے فراق

مقام امن دے بیشن درین شفیق  
کرت مدام میسر تو ذر ہے تو شوق

جهان و کار جهان جلد بیچ در بیچ است  
 در بیغ و درد که تا این زمان بند استم  
 بهمانی رود فرصت شمر غنیمت و  
 کجاست ابله که تا کند دلالت خیر  
 فدای غم و ساقی هزار جان آن دم  
 طاعتی که ترا در چرخ نغذان است  
 اگر چه هر میاست بخون منی سرد  
 از آن بزرگ عقیقت اشک من قهقهه و  
 بیا که توبه بعمل نگار و خنده جام

هنر بار من این نکته کرده ام محبتیست  
 که کیسای سعادت رفیق بود نیستیست  
 که در کینت که عمر ندان طاعان طریق  
 که ما بدست نبردیم ره بیچ طریق  
 که ترکند لب لبال شرب بیچ عتیق  
 بکینه او ز سر صد هنر افکار عتیق  
 خوش است خاطر من از فکر خیال نیستیست  
 که محبت بر هم خشم من است بیچ عتیق  
 تصور است که عقلش نمکند تصدیق

باز  
 از  
 این  
 سخن

بغده گفت که حافظ عظام طبع تو ام

بین که تا بچه شدم همی کند تحسین

چند

اگر شراب خوری جرعه قتان بر خاک  
 زن بواج فلک طایا سراق عشق  
 مخور در بیغ و بخور شمشاد و دلف و چنگ  
 بنجاک پاسی تو ای سر و باز پر و برین

باز  
 از  
 این  
 سخن

از آن گناه که قفص رسد بغیر چه پاک  
 که خود بد و اجلت ناگمان تیر مناک  
 که بے دریغ زند روزگار تیغ هلاک  
 که روز و دلقه پا و گیسو از سر خاک

چه دوزخی چه بستی چه آدمی چه ملک  
بند هب همه کفر طریقت اساک  
فریب دختر ز طرفه میسر ز عشق  
بماد تا بقیامت خراب طامناک

براه میکه حافظ خوش از جهان رستی

دعای این است باد مونس دل پاک

لے دل ریش در بالب تو حق ملک  
حق گفت دار که من میر دم اندر ملک  
توئی آن گوهر یک دانه که در عالم قدس  
ذکر خیر تو بود حاصل تسبیح ملک  
در خلوص منت است شکے تجر کن  
کس عیار ز رخا صفت نشاند چه محک  
گفته بودی که شوم مست بود و بستم  
وعدہ از حد بشد و مانده بود و بدیم و نیک  
بکشایسته خندان و شکر ریزی کن  
خلق را از دهن خویش مندا و شک  
چسب بر هم زخم از حسرت بردم گرد  
من نه آنم که زبونی کنم از چرخ فلک

چون بر حافظ خوشش نگذاری بارے

لے رقیب از بر آویک و قدم پیشترک

لے پیک بے پنجهت چه نامی فدیت ملک  
هرگز سیاه چرده ندیدم باین ملک  
خوبان سزد که بردت آینه جملگی  
وانگاه خاک پای تو بوند یک یک  
هم ظاهر از دوشیم تو در دیده مردی  
هم روشن از دوشل تو در دیده مردی

از دیدنش بسجده نبرد آخته ملک	آدم ز حسن و تو گهر برداشته
نقش نگار حسانه چین را کند حک	صورت گران چین گران چهره بنگرند
مانند آفتاب همی تابد از فلک	از طرف بام روی چو ماه تو هر شب

در دوستی حافظ اگر نیست یقین  
ز رفاقت دست و پاکی نیدارد از محکم

گرم تو دوستی از دشمنان نذر مپاک	هزار دشمنم در میکنند قصه بپاک
و گرنه هر دم از هجر تست بیم بپاک	مرا امید وصال تو زنده میدارد
زمان زمان کنم از غم چو گل بیان پاک	نقش نقش اگر از باد شوم بپریت
بود صبور دل اندر سراق تماشاگ	رو و بخواه چشم از خیال تو بهیات
فان روحی قد طاب ان کون فداک	بغیر بپسنگ تملی حیات ابد
و گرتو ز هر دمی به که دیگرے تریاک	اگر تو ز حسنم زنی به که دیگرے هم
بقدر پیش خود هر کس کند ار اک	ترا چنانکه توئی هر نظر کجا بسند
سیر کنم سر دوستت نذر ام از قزاق	عنان نه چسبم اگر نیزنی بشمشیر

بچشم خلق عزیز آنگه شوی حافظ  
که بر درش نبی روی مسکت بر خاک

اگر کبرے تو باشد مرا محبانِ حصول  
قرار بُردہ ز من آن دو سبیلِ تشکین  
دل از جواہرِ مہرِ توصیفِ تلے دارد  
من شکستہ بہ حالِ زندگی یلم  
چہ جرمِ کردہ ام ای جانِ دلِ محضرتِ تو  
چو بردی تو من بسینوا بے ز روزِ و  
کجا رومِ چکنم حالِ دلِ کرا گویم  
خراب تر ز دلِ من غمِ تو جاعے نیت

رسد ز دولتِ وصلِ تو کا رینِ حصول  
خرابِ کردہ مرا آن دو گسِ کمال  
بود ز رنگِ حوادثِ ہر آنہ مصقول  
در ان زمان کہ بتبعِ غمتِ شرمِ تقول  
کہ طاعتِ من بیدلِ نئے شود مقول  
بہیچ بابِ بندامِ رچہ سرجِ دخول  
کہ گشتہ ام ز غمِ وجورِ روزگارِ ملول  
کہ ساخت در دلِ تلکِ متراکۃ ز دل

بدرِ عشقِ بساز و خوشنحوظا

رموزِ عشقِ کمن فاشِ پیشِ اہلِ عقول

اے بُردہ دلم را تو بدین شکلِ شمال  
کہ آہِ کشم از دلِ دگہ تیرہ تو ز جان  
وصفِ لبِ لعلِ تو چگویم قریبِ بان  
ہر روزِ چو حسنتِ ز دگر روزِ فروست  
دلِ بردی جانِ میدہمت غمِ چہ فرستی

پرواے کست نیست جہانِ بے توان  
پیشِ تو چہ گویم کہ چہ سیکست ز دل  
نیکو بنو دمنے نازکِ برِ جاہل  
مہ را نتوان کرد بروے تو مقابل  
چون تیکِ حیرم چہ حاجتِ بختل

ماہی

حافظ چو تو پا در حرم عشق نہادی  
 در دامن او دست زن و از ہنمہ بیل

سلیبیت کردہ جان بیل  
 ہچو حور اندر گریں بیل  
 ہچو من افتادہ دارد صد قیل  
 سر دکن ز انسان کن کردی بیل  
 گرچہ او دارد جمالے بن جمیل  
 دست ما کوتاہ و زخماں بیل  
 بر سر رخ خور کسے جوید بیل  
 بر معنی را چنان حسن بیل  
 با لفت آورد این سخن یا بیل  
 کس نیار دُفت دگر بیل

لے رخت چون غلہ و لعل بیل  
 سبز پوشانِ خلت بر گرد لب  
 ناوک چشم تو در ہر گوشہ  
 یارب این آتش کردہ جان بیل  
 من نمی یابم مجال ای دستان  
 پائے مانگست و منزل بیل  
 حسن این نظم از بیان بیل  
 آفرین بر کلب نقاشے کداد  
 معجزست این شعر یا سحر حال  
 کس نہ اند گفت شو بیل

حافظ از سرچہ عشق نگار

ہچو ہور افتادہ زیر پای بیل

کہ کس مباد ز کردارِ ناصواب بیل

بعد گل شدم از توبہ شراب بیل



صلاح من همه عالمیت من در بخت  
 ز خون که رفت مرادش در سر اجیم  
 تو خبر دے تری ز آفتاب که خدا  
 رو است ز گیسو است از فگند سر پیش  
 بود که یار نه سر گشت ز خلق کریم  
 بزیر لب چه رود جام زهر خنده زند  
 رخ از جناب عجز است تا نافتا ام  
 از ان نهفته رخ خویش در نقاب صفت

جناب

صفت

نیم ز شاهد و ساقی هیچ باب خجل  
 شدیم در نظر رهروان خواب خجل  
 که نیستم ز تو در روستای آفتاب خجل  
 که شد ز شیوه آن چشم پر عتاب خجل  
 که از سوال ملویم از جواب خجل  
 اگر نه از لب لعل تو شد شرب خجل  
 نیم بیاری توفیق ازین جناب خجل  
 که شد ز نظم خوشش لعل و خوشاب خجل

حجاب ظلمت از ان بست آب خضر که گشت  
 ز نظم حافظ و این طبع بمحجوب خجل

خوشخبر باش ای نسیم شمال  
 ای سلمه و من بزی سلم  
 عرصه بزمگاه عالی ماند  
 عفت الدار بعد عافیت  
 سایه فگند عالیاش بجز

که بیا میرسد زمان وصال  
 این جیر اتنا و کیفیت الحال  
 از حریتان و ظل لال مال  
 فاسکوا حاکما عن الاطلاق  
 آچه بازند شب روان خیال

و صمت ہنمناں ان الحال  
آہ ازین کبریاد جادہ جہلان  
مرحبامرحبا تعال تعال

قصۃ العشق لا انفصام لها  
ترک ماسوے کس نے نگرد  
یا برید اے لمحے حاکم اللہ

حافظا عشق و صابری تاجہ  
نالہ عاشقان خوشست خیال

یحییٰ بن مظفر ملک عالم و عادل  
بر روی جہان روز نہ جہان تنزل  
انعام تو بر کون و مکان فالصق شامل  
بر روی رہ افتاد کہ شد حل مسائل  
اے کاش کہ من بومے آن بندہ مقبل  
دست طرب از دامن این سلسلہ  
شد گردن بدخواہ گرفتار سلسلہ  
خوش باش کہ ظالم خبر در راہ بنزل

داراے جہان نصرت دین خسرو کامل  
اے آنکہ در اسلام پناہ تو کشود  
تعیتم تو بر جان حسنہ واجب و لازم  
رو ز ازل ز ملک تو یک قطرہ سیاهی  
خورشید چو آن خال سید دید بدل گفت  
شاہ فلک از بزم تو در قیوس و سلعت  
تے نوش و جہان بخش کہ از خم کندت  
چون ددر فلک یکسر بر منہج عدالت

حافظ قلم شاہ جہان مقسم رزق ست  
از بھر معیشت مکن اندیشہ باطل

رہروان را عشق میں باشد دلیل  
 موج اشکِ ماسکے آرد در حساب  
 اختیاری نیست بدنامی ما  
 بے مے و مطرب بفرود سم مخوان  
 آتشِ روئے تیان بر خود مزین  
 یا مکن یا پلبانان دوستی  
 یا بنہ بر خود کہ مقصد کم کنے  
 یا بخش بر چہرہ نیل عاشقی  
 شاہِ عالم را بقا و سترو مال

آبِ چشم اندر رخسارِ کرم سبیل  
 آنکہ کشتی را اندر خونِ قسبیل  
 ضلّتی فی البشوق من بیدی اسبیل  
 راحتِ فی الراح لانی السبیل  
 ورنہ از آتشِ گداز کن چرخِ خلسیل  
 یا بنا کن جنازہ در خوردِ پیل  
 یا منہ پاے اندرین رہ بے دلیل  
 یا سرور بر جامہ تقویٰ بیل  
 باد و ہر چہ پیچیدہ خواہد زین قبیل

حافظا کہ معنی داری بسیار

ورنہ دعویٰ نیست غیر از قالِ قیل

ہر گشتہ کہ گفتم در وصفِ آن شامل  
 دن اودہ یارے عاشق کشتے نگارے  
 تحصیلِ عشق در ندیِ آسان نمود اول  
 گفتم کہ کے بخشی جربان تا تو ہم

ہر کس شنید گفتا شد در شامل  
 مرضیتہ السجا یا محمودہ انحصائل  
 جانم بسوخت آخرد کسبِ این فضائل  
 گفت آن زمان کہ نبود جانِ میاں مائل

خُلاج بر سر دار این نکته خوش نرُزاید  
در داکه بر درِ خود بارم نداد لب  
در عین گوشه گیری بدم چو چشم بست  
از آب پیده صده طوفانِ فوح دیدم

از شافعی پرسید اشال این مسائل  
چند آنکه از جوانب نگینم و مسائل  
اکنون شدم چو مستانِ ابر و قوائل  
از لوح سینم هرگز نقش گشت زائل

اے دوست دستِ حافظ تو نیز چشم زخمست

بسم الله الرحمن الرحیم

ایا بود که بستم در گردنت حامل

هر کس که ندارد بجهان مهر تو در دل  
برداشتن از عشق تو دل فکر محالست  
از عشق تو ناصح چه مرا منع نماید  
گشتم جهان را که بپسینم دندیم  
اے زاهدِ فرخنده دین بر بر سیکه بگذر  
از وصلِ بختستند رقیبان ز طمع دست

حسنت که بود طاعت و ضلالتِ باطل  
از جانِ خود آسان بود از عشق تو شکل  
اے دوست مگر هم تو کنی حلِ مسائل  
همچون تو که زیبا در شکل و شمائل  
آن لب بر من بین که بود میرِ قبائل  
چون گشت مرا کام دل از لعلِ تو حاصل

حافظ تو برو بس که پیرِ مغان کن

بر دامنِ دوست زن و از همه بسل

بر مر خط تو اے آیتِ هایون فال

بهر چشم تو اے لبستِ خجسته خصال

بزوش لعل تو لے آبِ زندگانی من  
 بآن معینہ عارضِ گشتِ گلشنِ چشم  
 بآن عقیق کہ مار است مهر خاتمِ چشم  
 بطیبِ خلق تو و فتحِ شماءِ گل  
 بجلو ہائے تو و شیو ہائے رقصِ چشم  
 بگردِ راہ تو عینی بسایہِ امید  
 بسر و ماہِ نہایت بافتابِ لب

بزنگہ بوی تو اے نو بہارِ سنِ جمال  
 بآن حدیقہ بینش کہ شد مقالِ خیال  
 بآن گہ کہ شمار است در بلبلِ مقال  
 بروے زلف تو و حکمتِ نسیمِ شمال  
 بعشوائے تو و غم ہائے چشمِ غزال  
 بنجاکِ پایے توفنی بر خاکِ آبِ زلال  
 باتانِ رفعتِ باستانِ جمال

کہ بے رضاے تو حافظِ کراتفات کند  
 بمر باز نہ اند چہ جائے مالِ مثال

تمت روح و داد و سمت برقِ وصال  
 احادیاتِ بحالِ حبیبِ قف و انزل  
 شکایتِ شبِ بجرانِ فرو گذاری دل  
 چو یارِ بر سرِ صلحِ ست و عنذِ منجاہ  
 بیا کہ پردہ گلِ زیرِ ہفتِ خانہِ چشم  
 بجز خیالِ دہانِ تو نیست در دلِ تنگ

بیا کہ بوے ترا میرِ اے نسیمِ جمال  
 کہ نیست صبرِ جلیلِ درشتیاقِ جمال  
 بشکارِ آنکہ بر آغوشِ پردہ رُوِ جمال  
 تو ان گذشت ز جوہرِ قریبِ ہمہ حال  
 کشیدہ ایم بختِ سرِ یارِ گاہِ خیال  
 کہ کس مباد چو من در پی خیالِ محال

مالِ مصلتے می نمایم از زبانان  
مرا دلیست پریشانِ مستِ غمِ پاپال

کہ کس تجھ بد نما نہ ز جانِ خود بلال  
چنانکہ بچا کشتنِ شمشیتِ اقبالِ حوال

قتیلِ عشقِ توشہ حاقظِ غریب دے  
بنجاکِ ماگدے کن کہ خونِ ماتِ حلال

ساتی بیار بادہ کہ آمد زبانِ گل  
کوری خار خندہ ز زنانِ تاجینِ روم  
در صحنِ بوستانِ متوج بادہ نوش کن  
گل در چمن رسید مشو امین از فراق

آتش کنیم تو بہ دگر در میانِ گل  
چون بلبلانِ نزولِ کنی ہم آشیانِ گل  
کایاتِ خوشدلی برید از زبانِ گل  
یار و شرابِ خواہ دسرِ بوستانِ گل

حافظ وصالِ گلِ طلسی ہمچو بلبلان  
جان کن فدائے خاکِ رہ باغبانِ گل

انکہ پاپالِ جفا کردہ چو خاکِ رہ  
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا  
دزدہ خالم و در کوی تو ہم وقتِ خوش است  
صوفی صومعہ عالمِ قدسم لیکن  
بتہ ام در خمِ گیسوے تو امید در آن

خاک سے بوسم و غدرِ کرش می خواہم  
چاکرِ مستعد و بندہ دولتخواہم  
ترسم اے دوست کہ بادے یزنا گاہم  
حالیادیرِ معانستِ حوالِ الت گاہم  
آن مبادا کہ کند دستِ طلب کو تاہم

پیر میخانہ حسرت بامِ جهان بنم دُ  
 با منِ راهِ نشینِ خیز و سوے یکدہ آ  
 بر سرِ شمعِ قدتِ شعله صفتِ مے لازم  
 خوشم آمد کہ حسرتِ خسروِ خاور بگفت

و اندرانِ آسند از حسنِ تو کردا گام  
 تا یزینی کہ درانِ حلقہ چ صاحبِ بام  
 گرچہ دامنم کہ ہواے تو کشد ناگاہم  
 با ہمہ پادشہی بندہ تورانِ شاہم

ست بگذشتی و از حافظت اندیشہ نبرد  
 آہ اگر دامنِ حسن تو بگیرد احم

بار ما گفتہ ام و بار دیگر سیکویم  
 در پیلِ آتشِ طوطیِ صفتِ دشتِ اند  
 من اگر فارم اگر گنِ جن آراے نیست  
 دوستانِ عیبِ من بیدلِ حیرانِ کنید  
 گرچہ با دلقِ طمعِ مے گلگونِ عیبت  
 خندہ و گریہِ عشاقِ زجایِ دگرست

کہ من دل شدہ امین رہ نہ خود می بوم  
 ایچہ استادِ ازل گفت بوی گویم  
 کہ از ان دست کہ مے پر دردم می بوم  
 گوہرے دارم و صاحبِ لطفے می بوم  
 نغمِ عیبِ کز ورنگِ ریاضی بوم  
 می سرایم شب و وقتِ حسرتِ می بوم

حافظم گفت کہ خاکِ در میخانہ میوے  
 گو مکن عیبِ کے من شکِ ختنِ می بوم

سختی

مشتاقِ بندگی و دعا گوے در دم

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہِ خدمت

زانجا که فیض بجام سعادت فروغ است  
 هر چند غرق بحر گناه هم ز شش جنت  
 عیدم کن بر ندی و به نامی اے فقیه  
 نئے خور که عاشقی نہ بکست و خست یار  
 گردم زنی ز طست و مشکین آن نگار  
 در ابرو تو تیر لعل ترا بگویش بوش  
 من کردن سحر نگزیدم بجز خوش  
 در یاد کوه در ره و من خسته و ضعیف  
 در دم بصورت از در و دل سراسی دوست

بیرون شدن نامے ز ظلمات حیرت  
 ما آشنای عشق شدیم ز اہل حیرت  
 کاین بود سر نوشت ز دیوان فطرت  
 این مودیت رسید ز ایوان شہرت  
 فکرے کن اے صبا رکافات غیرت  
 آورده و کشیده و موقوف و حیرت  
 در عشق دیدن تو ہوا خواہ غریب  
 اے خضر پے خجستہ مدد کن بہیمت  
 لیکن بجان ددل ز قیامان حضرت

حافظ بیین چشم تو خواہر سپرد جان

در این خیالم اربیدہ عمر مہلتم

بر خیز تا طریق تکلف رہانیم  
 بر دیگران نگار قبایحش بگذر  
 ہفتاد ذلت از نظر خلق در حجاب  
 آنکو بغیر سابقہ چندین نوبت کرد

دکان معرفت بدو جوڑ بہانیم  
 مانیز جامہ ہائے صبورۃ بپوش  
 بہتر ز طاعتے کہ بروی در بیانیم  
 ممکن بود کہ عفو کند اگر خطائیم



گر یک شبی بدست من افتد نگارین  
گفتم نگشت کام دلم حاصل از لب

مشکل بود که دانش از کف رها کنیم  
گفتا تو صبر کن که مراد تو دکنیم

حافظ و فانی کند ایام سست عهد  
این خیره دوزخ عمر بیا تا وف کنیم

بشری اذا السلامه ملت بنی سلم  
آن خوشخبر کجاست که زین فتح شمرده دا  
از بازگشت شاه چه خوش طره نقش لب  
پیمان شکن هر آنکه گرد و شکسته دل  
در نیل غم فتاد و پیرش بطبغه گفت  
می جست از صاحب اهل رحمتی و لے  
ساقی بیا که در گلست در زمان شیش  
لے دل تو جام جم طلب ملک جم مخواه  
چون خون خصم همچو صراحی برستی  
بشنو ز جام باده که این زانو عروس  
حافظ بجنج می کده دارد دقراگاه

شد حمد معترف غایب اسم  
تا جان فشانش چو زرد سیم در دستم  
آهنگ خصم او بس پرده عدم  
این العهود عند ملوک انقضی دهم  
الآن قد ندمت و یا تفرغ لندم  
جز دیده اش معاینه بیرون ندادم  
پیش آرجام و هیچ مخور عنم زین و کم  
کین بود قول لبیل بستاند لے جم  
بادوستان بعیش و طرب گیر جام جم  
بیار کشت شوهر چون کعبه اوجم

کالطیر فی الحدیقه و اللیسیت فی اللاحم

بغزم تو به سحر گفتم استخاره کنم  
 سخن درست بگویم نمیتوانم دید  
 بدور لاله دلخ مرا عسلان میکنند  
 اگر شبی بزبانم حدیث تو بدود  
 تخت گل نشانم بسته چو سلطان  
 مرا کفایت ره و رسم لقمه پر سیر  
 ز روی دوست مرا چون گل مراد گفتم  
 گدای میکده ام یک قف دست بن  
 اگر ز عسل لب یار بوسته یکم  
 چو غنچه بالبدندان بیا مجلس شاه  
 ز قاضیم نه در سن محاسب نه فقیه

ببار تو به شکن میرسد چه چاره کنم  
 که می خوردند حرفیان و منظر کنم  
 گرازمیانه اهل طرب کناره کنم  
 ز بی طهارتی آن را بمی غاره کنم  
 ز سنبل و سمنش ساز طوق و یاره کنم  
 همان به است که میخانه را جاره کنم  
 حواله سه دشمن بنگ خار کنم  
 که ناز بر فلک و حکم پرستار کنم  
 جوان شوم ز سر و زنگی دو باره کنم  
 پیاله گیرم داز شوق مایه باره کنم  
 مرا چه سود که مرغ شرابخوار کنم

زباده خوردن پنهان طول شد فقط

بیانگ بر لب و نه راوش آشکار کنم

دگر بگو که ز عشقت چه طرت برستم  
 بخاک پای عزیزت که عهد شکستم

بغیر از آنکه بشدین دانش از دستم  
 اگر چه من عمرم غم تو دوا و یادم

چو ذره گرچه حقیرم بمین دولت عشق  
بیار باد که عمر سیت تا من از مهر  
اگر مردم بهیاری اے نصیحتگو  
چگونه سر زخاات بر آورم بر دوست  
که در هوا سے رخت چون بهر سو ترم  
ببخش عافیت از بهر عیش نشستم  
سخن بجا که معین گن چرا که من مستم  
که خدمتے بسزا بر نیاید از دستم

ببوخت حافظ و آن یار دلنواز گفت

که مرهے بفرستم چو خاطرش خستم

بگذارتا بشایع میخا به بگذریم  
جائیکه تخت و سدره جسم میرود بیا  
تا بود که دست در کمر او توان ندون  
روزی تخت چون دم رفته نمی غم عشق  
و اعظم کن نصیحت شوریدگان ما  
زان پیشتر که عسیر گرانمایه بگذرد  
چون صوفیان بحالت فقر صند صاع  
از جرعه تو خاکین قدر لعل یاس  
حافظ چو ره بکنده کاخ دولت  
اگر بهر حرب سرعه همه محتاج این یاریم  
اگر غم خوریم خوش نبود که مے خوریم  
در خون دل نشسته چو با قوت احمریم  
شرط آن بود که جزیره این شیوه بپریم  
با خاک کوی دوست بفرود تنگیم  
بگذارتا قیامت روی تو بگریم  
ما نیز هم شعله ده دست بر آوریم  
بیچاره ما که پیش تو از خاک کتریم  
با خاک استانه این بپریم

بگذارتا عارفان را در کمال

تبعینم گر زنده دستش نگیرم  
 کمان ابرو سے مارا گو مزین تیر  
 عنبر گیتی چو از پایم در آورم  
 بر آئے ای آفتاب صبح آید  
 چو طفلان تا کے ای و غطفی  
 من آن مرغم کہ ہر شام و بحر گاہ  
 بنماید رس اسے پیر خرابا  
 بگیوے تو خوردم دوش سگند

و گر تیرم زند منت پذیرم  
 کہ پیش دست و بازویت بیرم  
 بجز ساغ و نباشد دستگیرم  
 کہ در دست شب ہجران اسیرم  
 بسبب پستان جوئے شیرم  
 رسد تا سدرہ آواز صفیرم  
 بیک جرعہ جو ہم کن کہ پیرم  
 کہ از پاسے تو من سر بر نگیرم

بسوزان خرقہ تقویٰ چو حلقہ

کہ گراش شوم در دے نگیرم

تبرگان سیہ کردی ہزاران رخنہ در دہم  
 الا سے ہم نشین دل کی یار ات فرت زیاد  
 ز تابا تش دوری شدم غرق عرق چون گل  
 شبِ طلت ہم از بستر دم تا قہر جور لیں  
 مصلح الخیر ز طبل کجائی ساقیا خیز

نہم تو ان جان کن زانکے

بیا کہ چشم بیمار ت ہزاران در در صمیم  
 مرار و ز می سباد آن دم کہ بنے یاد تو نیم  
 بیارے باد شگری نسیمے زان عرق صمیم  
 اگر در وقت جان دادن قی باشی شمع لہیم  
 کہ غوغا می کنند در حسر شمارِ خمر و نیم

اگر بجای من غیرے گویند دستِ حاکم است  
جهان پرست بی بنیاد ازین فرمایش فریاد  
جهان فانی و باقی خداے شاہدِ باقی  
رموزِ عشق و سرستی ز من بشنود از عطرِ

حرام باد اگر من جان بجای دوست بگزینم  
که کرد افسونِ نیکش ملول از جان شیرینم  
که سلطانی عالم را طفیلِ عشق مے بینم  
که با جام و قدح ہر شب قرین باہر پنجم

حدیثِ آرزو مندی کہ در این نامہ ثبت افتاد  
ہما نابے غلط باشد کہ حافظ داد و تلقیسم

بیاتاکل بر افشانیم دے در ساغر اندازیم  
اگر غم لشکر انگیزد کہ خونِ عاشقان ریزد  
جو در دستِ ویدی خوش ترنِ مطرب و نغمی ش  
صبا خاک و جود با بآن عالیجناب نداز  
یکے از عشق می لافد در گرامات می با  
ہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بیجا  
شرابِ رغوانی را گلابِ نذر قبحِ ریزیم  
بیا جانا منور کن زردیت مجلسِ بار  
سخن دانی و خوشخوانی نمی در زند در شیراز

فلک استغفرت گناہیم طرحِ نو در اندازیم  
من ساقیِ ہم سازیم و بنیادش بر اندازیم  
کہ دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم  
بود کان شاہ و خوبان را نظر بر منظر اندازیم  
بیا کلین داور بیا راہ پیشین اور اندازیم  
کہ از پائے حمت یکسر بچو بن کوثر اندازیم  
نسیم عطر گردان را شکر در جگر اندازیم  
کہ در مشیتِ تو رنجوانیم و در پایت سر اندازیم  
بیا حافظ کہ ما خود را بملک دیگر اندازیم

دو غزل از حافظ

بے تو اے سرورِ ان بالکل گلشنِ کچنم  
 آہ کہ طعنتِ بدخواہ ندیدم رویت  
 برداے زہاد و بردر و کشان خوردہ گیر  
 برقِ غیرت چنبن می جہد از کمن غیب  
 مددے گوچر اے نمکند آتشِ طو  
 شاہِ ترکان چو پندید و بچا ہم آفت  
 خونِ من دینتے از ناوکِ دل و درِ فراق

دستگیر از نشود دست تہمتن چہ کچنم

دلعتِ سبیل چہ کچنم عارضِ حسن چہ کچنم  
 نیست چون آینه نامِ رویِ تہمتن چہ کچنم  
 کار فرمایِ قدر میکنای من چہ کچنم  
 تو بفراکہ من سوختہ خرم چہ کچنم  
 چارہ تیر و شبِ وادیِ امن چہ کچنم  
 دستگیر از نشود دست تہمتن چہ کچنم  
 خود بگو باتو من اے دیدہ روشن چہ کچنم

حافظِ اقلیدرین خانہ سرور دستِ من است

اندین من سبیل ویرانہ نشین کچنم

آسایہ مبارکت افتاد بر سرم  
 شد سالما کہ از سر برین بخت فرقتہ بود  
 بیدار در زمانہ ندیدے کسے مرا  
 من عسر در غم تو پیاہن بر مٹے  
 زان شب کہ باز در دل تشنگم در آئی  
 در در مرا طبیب نداند و داکہ من

دولتِ غلام من شد و اقبالِ عالم  
 از دولت وصال تو باز آمد از دم  
 در خواب اگر خیال تو گشتے مصدوم  
 باور کن کہ بے تو زمانے بسر برم  
 صد شمع در گرفت و دماغِ معظم  
 بے دوست خستہ خاطر و بادوست خوشترم

گفتی بیا رخت اقامت بکو ما

من خود بجان خود که ازین کوسه نگریم

هر کس غلام شاهی و ملوک صاحبست  
حافظ کیست بنده سلطان کشورم

مرای منی و دردم زیادت میکنی دردم  
بسا نام نمی پرسی بنیاد نام چه پردای  
نه هست اینکه گذاری مرا جانا و بگری  
نذارم دست از دامن بجز در خاک آن دم هم  
زورفت از غم عشقت و دم دم میدی تا  
شبه دل را تباریکی ز زلفت باز جستم  
کشیدم در برت ناگاه و شد در تاب گیت

ترای منیم و شوقم زیادت می شود هر دم  
بدر نام نمیکوشی بنیادانی هر دم  
گذاری آرد بازم پر تن خاک بهت گرم  
چو بر خاکم گذار آری بگیرد دست گرم  
دما ز من بر آوردی بنیاد گوی بر آردم  
رخت میدیدم و جامه زلفت باز میخیزم  
نهادم بر لب لب و جان دل خدا کردم

تو خوش میباش با حافظ بروگو خضم جان میدهد  
چو گرمی تو می بینم چه پاک از خضم دم دهم

تو بچو صبحی و من شمع خلوت محرم  
چنین کرد دل من و باغ زلف کثرت  
برستان امیدت کشاد هم در چشم

بشنه کن و جان من که چون می سپرم  
بنفشه زار شود تر بستم چو در گزرم  
که یک نظر فکری چون فکرت از نظرم

غلام مردم چشم که با سیاہ ولی  
چه شکر گویت ای خیل غم غفاک اند  
بہ نظر بت ماجلہ می کند لیکن

ہزار قطرہ ہزار چورہ دل خرم  
کہ روز یکسی آہ نہیر دی ز سرم  
کس آن کرشمہ نہ بیند کہ من ہمے نگرم

بخاک حافظ اگر یار بگذرد چو نیم  
چو غنیمہ در حد تک خود کفن ہر دم

چرا نہ در پے غم دیار خود باشم  
غم غریبی و غربت چو بر منے تا بم  
ز محراب سہارہ وصال شوم  
چو کار عمر نہ پیداست بارے آن اد  
ز دست بخت لڑان خواب کار بیلیان  
ہمیشہ پیشہ من عاشقی ورنہی بچو

چرا نہ خاک کت پائے یار خود باشم  
بشہر خود روم و شہر یار خود باشم  
ز بندگان حذر اندازد کار خود باشم  
کہ روز دوا قسمیش نگار خود باشم  
اگر کنم گلہ راز دار خود باشم  
دگر بگو شمش و مشغول کار خود باشم

یو کہ لطف لہ زل رہنوں شود حفظ  
و گر نہ تا بابہ شہر ساز خود باشم

جل سال پیش رفت کہ سن لات نیز نم  
ہرگز زمین عاقلست پیر میفر و شش

کز چہ اگر ان پیرین ان کترین نم  
ساغر تہی نشد زبے صاف روشنم



در حق من بدرد کشی ظن پر مب  
شهباز دست پاوشم این چه لخت  
حیث است لیلے چو من اکنون درین قفس  
آبِ هوای پارس عجب سفله پرورت  
توران شہر خجسته که درین مزید فضل

کا لوده گشت خرقة و لے پاکدامنم  
کز یاد برده اند هوای ششمنم  
با این سان عذب که خاشخو سو منم  
کو هر ہے که خمیه ازین خاک کبرنم  
شد منت مواب سب و طوق گردنم

حافظ بزیر خرقة قنق تا بے کتے  
در بزم خواب پرده زکارت برانگنم

حاشا که من بوسم گل تک نمی کنم  
مطرب کجاست تا همه محصول بند و سلم  
از قال و قیل مرده حالے دلم گرفت  
کو یک صبح تا کله ماے شب فراق  
کے بود در زمانه وفا جام می بیار  
از نامه سیاه تر سم که روز خشر  
خاک مرا چو در ازل از می سرشته اند  
این جان عاریت که به حافظ سپردوت

من لاف عقل میزنم این کار کے کنم  
در کار بانگ بر لب و آواز کے کنم  
یک چند نیز خندست مشوق کے کنم  
با آن خجسته طالع فرخنده سپ کے کنم  
تا من حکایت جم و کا و ن کے کنم  
با فیض لطف اوصد ازین نامه طے کنم  
با دعی بگو که چپ از ترک کے کنم  
روزی خشن بدینم و تسلیم کے کنم

حایا مصلحت وقت در آن می نمیم  
 جز صراحتی و کبایم بنود یارونیم  
 بلکه در خرقه سالوس دوم لاف صلاح  
 جام می گیرم و از اهل ریاد و شوم  
 سر بار اوگی از خلق بر آرم چون سرو  
 سینه تنگ من و با بر عصب او سیات  
 دل و جانم بخمال سر زلف تو خست  
 بر دلم گرد ستماست خدا را پسند  
 بنده آصف عهدم دلم آزرده کن

که کشم رخت میخانه خوشن بشنم  
 تا حرفت ان غار بجایان کم نمیم  
 شر سار رخ ساقی و سبغ یکنیم  
 یعنی از اهل جهان پاکدلی بگزینم  
 گرد دهن دست که دامن ز جهان برینم  
 مرد این بار گران نیست دل مسکنم  
 در گوا بایت اینک نفس مشکینم  
 که مکر شود آینه مهر آگینم  
 که اگر دم زند از چرخ بخوابد کینم

من اگر رند حسد با تم و گر حاقط شهر  
 این متاعم که تو می بینی و کست ز نیم

حجاب چهره جان می شود غبار تم  
 چنین نفس سناری من خوش الحان است  
 عیان نشد که چرا آدم کج بودم  
 چگونگی طوف کتم در فضای عالم قدس

خوشاد می که ازین چهره پرده بکنم  
 روم بگلشن رضوان که مرغ آن چنیم  
 دروغ و درد که عنافان کار خوشنم  
 چو در سراپه ترکیب تحت بند تم

اگر زخونِ دلم بوسے عشق می آید  
مرا که منظرِ حورست مسکن و ماوے  
طرازِ پیرِ مین ز کسشم مبین چون شمع

عجب مدار که همدرد و نافه خست  
چرا که بوسے خراباتیان بوطوسم  
که سوزِ هاست نهانی هرونِ سیرِ نسیم

بیاد هستی حافظ ز پیش آورد

۷۴

که با وجود تو کس نشنود ز من که نسیم

خستم آن وز کزین ترانِ برانِ بوم  
گرچه دانه که بجای نئے نبرد راه غریب  
چون صبا بادلِ بیمار و تنِ بے طاعت  
دلم از دشتِ زندانِ سکندر بگیرفت  
در ره ادب و چو تم گریسم باید رفت  
نذر کردم که گزاینستم بر آید روزی  
بهواداری او ذره صفت رقصِ کنان  
نازکانِ اچو غمِ حالِ گرفتار نیست

راحت جان طلبم در پے جانانِ بوم  
من بوی خوشِ آن ز لبِ پریشانِ بوم  
بهواداری آن سر و خزانِ بوم  
رخت بر بندم و تا ملکِ سلیمانِ بوم  
بادلِ درخش و دیده گریانِ بوم  
تا در سیکده شادان و غزلخوانِ بوم  
تالی چشمه خورشید درخشانِ بوم  
ساربانانِ مے تا خوش و آسانِ بوم

در چو حافظ نبرم ره زیبا بان سیرون

همره کو کبسه آصف دوران بروم

خیالِ ردے تو درکار گاہ دید کشیدم  
 امید خو اچکیم بود بندگی تو کردم  
 اگر چه دظلیت همنان بادشما  
 امید در سبز لعلت بر دوز عہد پرستم  
 گنا و چشم سیاہ تو بود و ثا و ک غمزه  
 و شوق چشمہ نوشت چه قطرا که فشانم  
 ز غمزه بر دل ریشم چه تیرا که کشادی  
 د کوے یار یارای نسیم صبح غبارے  
 چو غنچه بر سرم از کوے او که زنت نسیمے

درون دل

بصورت تو نگارے ندیدم و نشنیدم  
 ہو اے سلطنتم بود خدمت تو گزیدم  
 بگرد سرو و خرامان قامت ز رسیدم  
 طمع جد و بدانت نکام دل ببریدم  
 کہ من چو آہو وحشی ز آدمی برسیدم  
 ز لعل روح فرایت چه عشوہا کہ خریدم  
 ز غفٹہ بر سر کویت چه بارہا کہ کشیدم  
 کہ بوی خون دل ریش از ان غبار شنیدم  
 کہ پردہ بر دل خونین ہو اے او بدریدم

بنجاک پائے تو سوزند ز دیدہ حفا

کہ بے رخ تو فروغ از چہ رخ دیدہ ندیدم

خیالِ ردے تو گر گزرد بگلشن چشم  
 بیا کہ نعل و گہر دژ شاربست دم تو  
 نزاری تکیہ گشت منتظرے نمی بینم  
 سحر سر شگب روا نم سیر خرابی دشت

دل از پے نظر آید بسوے روزن چشم  
 ز گنج فائد دل می کشم بچند چشم  
 منم بعالم و این گوشہ بے یقین چشم  
 گرم ز خون جگری گرفت دامن چشم

نخست روز که دیدم رخ تو دل نمی گفت  
یوسف مرده وصل تو تا سحر شب

اگر رسد خلط خون من بگردن چشم  
بر او باد نهادم چرخ گردن چشم

بردمی که دل در دست حافظ را  
فرز بنا و دل دوز مردم افکن چشم

خیز تا از در میخانه کشادے طلسم  
زاد راه حرم دوست ندایم گم  
اشک لوده ما گرچه رو نیست و  
لذت و اغ غمت بر دل مباد حرام  
نقطه خالی تو بر لوح بصیرت توان  
عشوه از لب شیرین تو دل خوش جان  
تا بود نسجه بر عطری دل سودا زده  
چون غمت را نتوان یافت مگر در نشا

بر در دوست نشینم دمرادے طلسم  
بگدائی ز در سیکه زادے طلسم  
بر سالت سوان پاک نهادے طلسم  
اگر از جود غم عشق تو دادے طلسم  
مگر از مرد مکتب دیده مرادے طلسم  
بشکر خنده لب گفت مرادے طلسم  
از خط غالیه سائے تو سوداے طلسم  
ما با سید غمت خاطر نشادے طلسم

بر در مدرسه تا چند نشینی فقط

خیز تا از در میخانه کشادے طلسم

خیز تا خرقه صوفی بخرابات بزم

زرق و طامات بازار خرافات بزم

تا همه خلوتیان جام صبوحی گیرند  
 ورنهند در روبا خار ملاست نه اید  
 شرم می آیدم از خرقه آلوده خویش  
 قدر وقت از نشاندن کار نمی کنند  
 سوخته زندان قلند برده آورده اند  
 با تو آن عهد که در وادی این بستیم  
 فتنه یار دین طاق مقررین برخیز  
 در بیابان فتنه گم شدن آخر چاند  
 باده نوشیدن پنهان نشان کیم است  
 خاک کرمی تو بصر اے قیامت نهد

چنگ و سنجی بدر پیر مناجات بریم  
 از گلستان نشن نبرد ای کافات بریم  
 که بدین فضل و هنر نام کرامات بریم  
 بس خجالت که ازین حاصل مقامات بریم  
 دلق چشبین و سبب ابطامات بریم  
 همچو موسی ارنی گوی بیقات بریم  
 تا بیخانه سپناه از همه آفات بریم  
 ره پیرسیم مگر پیه منمات بریم  
 دین سیانخی بر ارباب کیمات بریم  
 همه بر فرق سرازیر مکافات بریم

حافظ آب رخ خود بر دهر سفله مرز

حاجت آن به که بر قاضی حاجات بریم

در خرابات بنان گر گذر اقد بازم  
 حلت توبه گرام روز چو زنا دهم  
 در چو پروانه دهد دست فرغ ابدا

حاصل خرقه و سجاده رفان در بازم  
 خازن سیکه فردا نکند در بازم  
 جز بدان عارض شمس خود پروازم

ماجرای دلِ سرگشته تلگویم با کس	زانکه جز تیغِ غمت نیست کس دمازم
صحبّتِ خورنخواهم که بود عینِ قصور	با خیالِ تو اگر بادِ گرے پردا زم
سرسوداے تو در سینہ مانده چنان	چشمِ ترو من اگر فاش نکردے رازم
مغ سان از نفسِ خاکِ هوای گشتم	بایده که مگر صیدِ سندِ شبنام
بچو چنگم بکنار آورده کامِ دلم	یا چونے از لبِ خود یک نفسے بنوازم

گر بھروسے سے برتنِ حافظ باشد  
بچو زلفتِ ہمہ رادر قدست اندازم

در خرابا بتِ مغان نورِ خدا سے بنیم	دینِ عجبِ بین کہ چنورے ز کجائی بنیم
کیست دردی کشِ این سیکدہ یارِ کبے دین	قبلہ حاجت و محرابِ دعا می بنیم
جلوہ بر من مفروش اے ملکِ الحاکمِ کتو	خانہ می بینی و من حسانہ خدا می بنیم
سوزِ دلِ اشکِ روانِ آہِ سحرناز شب	این ہمہ اذ اثرِ لطفِ ششامی بنیم
خواہم از زلفِ تبارِ نازد کشائی کردن	فکرِ درست ہانا کہ خطامی بنیم
ہر دم از روے تو نقشے زندم از خیال	با کہ گویم کہ درین پردہ چسامی بنیم
کس ندیرست ز مشکِ ختن و نافہ چسین	انچہ من ہر سحر از باو صبا می بنیم
نیت در دائرہ یک نقطہ خلاف از کم و بیش	کہ من این مسلک بے چون و چسرامی بنیم

دوستان عیب نظرانی حافظ مکنید  
که من اور از محبتان خدایم بینم

دل فداے او شد و جان نیرم	درد از یارست و درمان نیزم
یار مالین دارد و آن نیزم	آنکه سیگویند آن بهتر حسن
گفتمت پیدا و پنهان نیزم	هر دو عالم یک فروغ روی است
گفته خواهد شد بدستان نیزم	دستان در پرده میگوئی لے
عهد را شکست و پیمان نیزم	یار باز اکنون بقصد جان
دان سر زلفت پریشان نیزم	خون ما آن ز گس متاثر نخت
بلکه ازیر غوے سلطان نیزم	ما شق از منفی ترسد مے یار
بلکه بر گردن گردان نیزم	اعتمادے نیت بر کار جهان
بگذرد ایام و همجران نیزم	چون سرآمد دولت بشکاه وصل

محب داند که حفظ می خورد

دا صفت ملک سلیمان نیزم

که خیال تو بخود نیز نمی پردازم	از غم خویش چنان شیفته گردی بام
هیچ شک نیست که چون جز باندازم	هر که از ناله شبگیر من آگاه شود



گفته بودی که خبر ده که زجرم چوئی  
بعد ازین بایخ خوب تو نظر خواهم بست  
عمر کردی که بسوزی ز غم خویش مرا  
آنچنان بر دل من ناز تو خوش می آید  
اگر از دایم تو خود نیز خلاسم بخشی

آنچنانم که به سینی وندانی بایم  
گو همه حلق بد آنند که شاهد بایم  
هیچ غم نیست تومی سوز که من می سازم  
که حلاست بکستم گر بخشی از نازم  
هم بخاک سبر کوے تو بود پروایم

حافظ ارجان ندهد بجز تو چون پروا  
پیش روی تو جو شمش نفعی بگداوم

در نهادن خانه عشرت صحنه خوشنارم  
گر بکاشانه زندان قدمی خوئی ند  
ور تو زین دست مرا بے سرو سامانی  
عاشق و رندم و میخواره با دای بلند  
در چنین جسلوه نماید خط زنگاری دوست  
نادک عنقریه بیا در زره زلف که من  
یک سربوی بدست من یک سربادوست  
حافظ چون غم و شادی جهان گذرت

کز سیر زلف در خوش نعل در تاشنارم  
نقل شیر و شکرین دمی بنشینارم  
من به آذ سحر زلف مشوشنارم  
این همه منصب از ان شونج پری نشنارم  
من رخ زرد بخونایه منتشنارم  
جنگل آبادی محبوس بکشنارم  
سایه سربلین موسی کشانشنارم  
بتر آنست که من خاطر خود خوشنارم

دوستانِ قَتْلِ ناک که بیشتر گوئیم  
نیست در کس کرم و وقتِ طرب بگذرد  
خوش هوایت فرج بخشِ خدا یا بفرست  
ارغوان ساز فلکِ هنرِ اهلِ هنرست  
گلِ بخوش آمد دامنِ تزدیش سبزه

سخنِ پیرِ معانِ ست بجان می نویسم  
چاره نیست که سجاده بسے بفرشیم  
نازینے که بردیش سے گلگون نویسم  
چون ازین غفقه نمایم دِچارِ بحرِ نویسم  
لاجرم ز تیشِ حرانِ هوس میجوئیم

حافظ این حالِ عیب باک تو ان گفت کوا  
بلبلانیم که در موسمِ گل خاموشیم

دو شد بیماری چشم تو سیرِ دازدم  
عشق من با خطِ شکنجِ تو امر و نهیست  
عافیت چشمِ دار ازین میخانه نشین  
در ره عشقِ ازان سوی قاصدِ خطِ ست  
بوسه بر دِجِ عقیقِ تو حلالِ ست مرا  
بعد از نیم چشم از تیرِ کج انداز خود  
از نباتِ خودم این نکته خوش آمد که بگوید  
منم لشکرِ غارتِ دل که در دِرت

لیکن از لطفِ لبِ صورتِ جان می نویسم  
دیرگاه است که زین جامِ لالی مستم  
که دم از خدمتِ رندان زده ام تا تمام  
تا نگویی که چه عسرم بسر آمد رستم  
که با فسونِ جفا عیدِ وفاتِ شکستم  
که میجویب کمانِ ابرو و خود پیوستم  
بر سرِ کوکے تو از پاسِ طلبِ شکستم  
آه اگر عافیتِ شاهِ نگیرد دستم

رتب دانتش حافظ فلک بر شده بود

کرد غمخواری بالاسے بلندت پیستم

دوش سودای غمت گفتم ز سر بر و نغم  
قامتش اسرو گفتم کس شیدا ز من بشنم  
مکتبه ناسنجیده گفتم دلبر اسعد در  
زرد روی می کشم زان طبع نازک بگو  
من که ره بزم گنج حسن بی پایان دوست  
ای نسیم حضرت سلی خدا را تا بکے

گفت کوز بخیر تا تدبیر این مجنون کنم  
دوستان از رست می رنجند گارم چون کنم  
عشوہ فراموشی تا من طبع را موزون کنم  
ساقیا جامے بدہ تا چہ را گلگون کنم  
صد گداے عجب خود را بعد ازین قلہ و کنم  
ربع را بر ہم زخم اظلال را جیون کنم

ای سہ نامہ ران از بندہ حافظ یاد کن

تا دعای دولت آن حسن روز افزون کنم

دیدہ دریکنم درخت بکشم  
از دل تنگ گنگار بر آرم آہے  
خورده ام تیر فلک بادہ بدہ تا سیرت  
جرعہ جام برین تخت روان افتادم  
بایہ خوشدلی آنجا ست کہ دل را آنجا ست

واندیرین کار دل خویش بہر یاسم  
کاتش اندر گنہ آدم و خواہم  
عقدہ در بند گمراش جو زاسم  
غلغل چنگ درین گنبد نیاسم  
میکنم جہد کہ خود را کمر آنجا ست

بند برقع بکشاے مهر خورشید لقا      آچو زلفت سر بود از ده دریاغم

حافظ اکیه بر ایام چو سبوت و خطا  
من چسرا عشرت امروز لبش در دامنم

دیشب یل اشک ره خواب میزد  
روے نگار در نظرم جلو می نمود  
ابر دے یار در نظر و خرقه سوخته  
چشمم روے ساقی و گوشتم بقول چنگ  
نقش خیال روے تو نادقت صمد  
هر مرغ فکر کز شیرین غریبت  
ساقی بصوت این غزلم کاسه می گرفت  
نقشے بیاد خط تو بر آب میزد  
وز دور بوسه سخن کتاب میزد  
جامے بیاد گوشتی محراب میزد  
فاسکے چشم و گوشت درین باب میزد  
بر کارگاه دیدہ بے خواب میزد  
بازش ز طرہ تو بمضرب میزد  
می گفتم این سرود دے ناب میزد

خوش بود وقت حافظ و قال مراد کام  
بر نام عمر و دولت احباب میزد

روز عیدست دمن امروز دران تبریم  
چند روزیست که در دم ترخ ساقی حلیم  
من بملوت تیشتم پس ازین دور مثل  
که دهم چهل سی روزہ د ساغر گیرم  
بس خجالت که پدید آید ازین تقصیرم  
ز ابر صومعه پایے من زبیرم

بند پیرانه دهد و اعظم شهرم لیکن  
انکه بر خاک در میکده جاداشت کجاست  
یکشیدم منی و سجاده تقوی بردش

من نه آنم که در گنبد کسب پذیرم  
آنسم بر قدم او پیش رویش میرم  
آه اگر حلق شود آگه ازین نزدیم

خلق گویند که حافظ سخن پذیرش  
سال خورده میسم امروز به از صد پیرم

روزگار شد که در میخانه خدمت کنم  
تا مگر در دام وصل آرم تذر و خوشترام  
و اعظم ابوی حق نشیند بشنوین سخن  
چون صبا افتانم خیزان میروم تا کوئی دست  
خاک کویت بزن تا بد رحمت ما بشین این  
زلف دلبر دام راه و غمزه اش تیر ملکات  
دیدم برین بوستان ای کریم عیوبش  
حاش شد که حسایه بر حشرم باک نیست  
از بزم عرش آیین می کنند روح الامین  
خسرو امید جا و مال دارم زین سبب

در لباس فقر کار اهل دولتی کنم  
و گنیم انتظار وقت و صبر می کنم  
در حضورش نیز میگویم و غیبت کنم  
وزر نسبتی راه استمداد همی کنم  
لطفا کردی تا تحقیق در حق می کنم  
یا داری دل که چنیزیت نصیحت کنم  
زین دلیر پاک بن در کج خلوتی کنم  
قال فردا میزنم امروز عشرت کنم  
چون دعا پادشاه ملک و ملیت کنم  
اتماس استان بختی حضرتی کنم

حافظم و محنتی دُردی کشم در محله  
بنگدین شوخی که چون با خلق صحبت کنم

ز دست کوه خود زیر بارم	که از بالا بلند ان شرمسارم
مگر زنجیر زلفت گیرم دست	و گرنه سربشیدائی بدارم
ز چشم من پیرس و صنایع گردون	که شب تار دزد اختر می شمارم
چه می خورم من از میخانه عشق	که هشیاری و بیداری ندارم
باین شکرانه می بوسم لب جام	که کرد آگه ز دود بر دوزگارم
من از بازو خود دارم لب شکر	که ز دیر مردم آزاری ندارم
اگر گفتم دعا می فروشان	چه باشد شکر نعمت می گذارم
مکن عظیم ز خون خردن دین دشت	که کار آموز آهوی ستارم
تو از حسا کم نخواهی برگرفتن	بجای اشک اگر گوهر ببارم

سکردارم چو حافظ است لیکن

بلطف آن پری امید دارم

زلفت بر باد داده تلافی بر بادم	ناز نبیاد مکن تا کنی بنیادم
رخ برافروز که فایغ کنی از برگ لکم	ستد بر افراز که از سر و کنی آزادم

زلف را حلقه کن تا نکنی در بندم  
 شهره شهر مشو تا نه منم سر در کوه  
 می مخور بادگران تا مخورم خون جگر  
 سرم از دست بشو و مل تو نمود جمال  
 یار بیگانه مشو تا نه بری از خویشم  
 رحم کن بر من بیکین و بفریادم رس  
 چون فلک جو رکن تا نه کشتی زار مرا

چشمو را آب مده تا ندی بر بادم  
 شور شیرین منما تا نکنی منم بر بادم  
 سرکش تا نکش سر فلک فریادم  
 دست گیرم که ز جگر تو ز پا افتادم  
 عثم اغیار مخور تا نکنی تا بشام  
 تا بخاک در آصف ز سر فریادم  
 رام شو تا بد مطالع فتح زادم

حافظ از جور تو حاشا که بناله روی

من ازان روز که در بند تو ام آزادم

سالمای پیر دی خدمت زندان کردم  
 من بسر منزل عفتانه بخود بردم راه  
 از خلاف آمد عادت بطلبی کام که من  
 سایه بردل رستم فلک اسے گنج مراد  
 تو به کردم که نه بوم لب ساقی و کنون  
 نقش مستوری مستی نه بدست من دست

تا بفتوای خرد حسن زندان کردم  
 قطع این حرسه با مرغ سلیمان کردم  
 کسب جمعیت زان زلف پریشان کردم  
 که من این خانه بسودای تو ویران کردم  
 می گرم لب که چرا گوش بنادان کردم  
 آنچه استاد ازل گفت بکن آن کردم

دارم از لطف ازل منزل فردوس طبع  
اینکه پیرانه سرم صحبت یوسف بنوخت  
گردیدم از غزل صدر شینم چه عجب  
بیمچس راز سد در خم محراب فلک

گر چه در بانی میخایه منراوان کردم  
اجر صبریت که در کلبه احزان کردم  
سالها بندگی صاحب دیوان کردم  
آن تنم که من اوهمت سلطان کردم

صبح خیزی و سلامت طلبی چون حافظ

هر چه کردم همه از دولت و شرف آن کردم

سرم خوش است و بیابان بلند می گویم  
عبوس زهد و جبر حصار نشیند  
گرم نه پیرمغان در بر و سبک نشاید  
کن دین تنم سز زش بخود روی  
تو خافتاه و خرابات در میان سپین  
ز شوق ز گسست و لبند بالائی  
شدم نشانه بستر گشتگی و ابر و دوست  
عبار راه طلب کیا به هر وقت  
نصیحت چه کنی تا صاحب میدانی

که من نسیم حیات از پیاله می جویم  
مردم بهت در دے کشان خوشنوم  
که ام ره بزم چاره از کجا جویم  
چنانچه پرورشم میدهند مصوم  
خدا گواست بهر جا که هست با اویم  
چو لاله با قبح افتاده بر لب جویم  
کشیده در خم چو گان خویش چون گویم  
علام دولت آن خاک غنبرین گویم  
که من ز منت مدد عافیت جویم



بیارے کہ بفتوای حافظ از دل پاک

غبار زرق پیفیض قدح منور شوم

تاس کے درخشم تو ناله شبگیر کنم

مگر شش ہم ز سیر زلف تو زنجیر کنم

در دو صد نامہ محال ست کہ تحریر کنم

کو مجاہدے کہ شجاک یک ہمہ تقریر کنم

نوا ختم کہ در گرمیلہ دزدیر کنم

در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم

دل و دین را ہمہ در بازم و توفیر کنم

من نہ آتم کہ در گروش بتزویر کنم

صنایا عشم عشق تو چہ تبریر کنم

دل دیوانہ ازان شد کہ پذیرد دوزان

انچہ در مدت ہجر تو کشیدم ہیات

باسیر زلف تو محسوس پریشانی خویش

رند گیر کنم و باشاہد و فہم صحت

آن زمان کار زو دیدن جانم باشد

گر بداتم کہ وصال تو بدین دست دہد

دور شوازم اے واعظ و افشاہ گو

نیت امکان خلاص از غم او ای حافظ

چونکہ گفتدیر چنین بود چہ تبریر کنم

دین دلق زرق را خط بطلمان بر شوم

دلق ریا باب خراب است بر شوم

مستانہ اش نقاب ز رخسار بر شوم

صوفی بیا کہ خرقہ سا کو س بر شوم

نزد و فتوح صومعہ و جہمی دیم

سیر قضا کہ در تن غیب منزویت

بیران بیم سرخوش و از بزم مدعی	نار کسبیم باده و شادیم
کام جهان بر آرزو بخشید اگسدا	روزے که رخت جان بپایان دگر کشیم
کو مشوه ز ابرو تو تا چو ماه نو	گوے سپهر در جسم چو گان بر کشیم
زدا اگر ز دروغه رضوان بپادهند	غلمان ز غرغور ز جنت بدر کشیم

حافظه قدرت چنین لاف سازن

پا از گلیم خویش پیرا پیشتر کشیم

عاشق روی جوانی خوش و نواستام	وز خدا صمیمت اورا بدعا خواستام
عاشق درند و نظر بازدم و سیگومینش	آبادانی که بچندین سزا آریستام
شرم از خنده آلوده خود می آید	که هر پاره دود شد شمع دار استام
خوش بوزن غشای شمع که شب من نیز	ببین کار که رسته و چرناستام
با چنین حیرتم از دست بشد صدف کار	بر غم از دودم انچه از دل جان کاستام
پایان بزم دل شده ام شب بدم شب	بو که سیرے بکنند آن مه ناکاستام

بمحو حافظه بجز ابیات روم جامه قبا

بو که در بر کشد آن دلبر نواستام

عشق بازی و جوانی و شراب لعل فلام	مجلس انس و حریف همدم و شربت ام
----------------------------------	--------------------------------

ساقی شکر دمان و مطرب شیرین سخن  
 شاهدی در لطف و پاکی رشک بانی نیک  
 باد گلزن گشت فتح و عجب و خوشخوار و یک  
 بزمگاه دلشین چون قصیر فردوس برین  
 صف نشینان نیکخواه و پیشکاران باد  
 غمزد ساقی بیگانه خود را هخته تیغ  
 هر که این صحبت بچوید خوشدلی بروی طلال

همنشین نیک کردار و حریف نیکام  
 دلبر و حسن و خوبی غیرت باد تمام  
 قلعه از لعل نگار و فستق از یاقوت بام  
 گلشنه پیرامنش چون روضه دار السلام  
 دوستداران صاحب مدح و ثناء ست کام  
 زلف دلبر از برای صید دل گسترده ام  
 و انکس این عشرت نخواهد زندگی بروی تمام

مکته دانسته بزرگوار چون حافظ شیرین سخن  
 بخشش آموزه جهان افروز چون طاجی تمام

عمریت تابار و غمت رو نهاده ایم  
 هم جان بران دوز گس جاد و سپردیم  
 مملکت عافیت ز بلشکر گرفت ایم  
 در گوشه امید چه نظارگان ماه  
 بکس بوی لبت تو سیر سودائی از طلال  
 نهاده ایم بار جان بر دل ضعیف

روی و ریای خلق بیک سو نهاده ایم  
 هم دل بران دوزخ بل همنده نهاده ایم  
 ماتحت سلطنت نهیب از و نهاده ایم  
 چشم طلب بران حسم ابرو نهاده ایم  
 همچون نقشه بر سر زانو نهاده ایم  
 دین کار بار بسته بیک سو نهاده ایم

بزرگوار و شریف

تا سحر چشم یا رچه بازی کت رکبده	بنیاد بر کشته جادو نهاده ایم
طاق مرواق مر سه قیل و قال فضل	زینسا بنجا ک کو تیارو نهاده ایم
عسگر گذشت و ما بامید اشارتے	چشمے برانی ننگس جادو نهاده ایم
اموس چند ساله اجداد نیک نام	در راه جام و ساقی مهر نهاده ایم
پشیا رو عاتیلیم که بردست و پایل	ز بخیر و بند زان چشم گیسو نهاده ایم
ای دل عقل کوش که با فتنه عقل و هوش	در راه پایله گیسو نهاده ایم
فرما اشارتے که دو چشم امید دار	پوخته بردو گوشه ابرو نهاده ایم

گفتی که حافظ ادل مرگشته ات کجاست

در حلقه های آن چشم گیسو نهاده ایم

غم زمانه که پیش کران نمی نیم	دو اشس جزئی چون ارغوان نمی نیم
نشان مرد خدا عاشقی است با خود شے	که در مشایخ شمس این نشان نمی نیم
درین حسا ر کسم جرعه نمی بخشد	ببین که اهل دله در جهان نمی نیم
ز آفتاب توح ارقع عیش بگیر	چرا که طالع وقت آن چنان نمی نیم
نشان بوسے میانش که دل در بستم	ز من پیرس که خود در میان نمی نیم
برین دودیده حیران من هزار افسوس	که بادو آینه رویش عیب ان نمی نیم

قد تو تابش از جویبار دیده من

بجای سر و جز آب روان نمی بینم

من و سفینه حافظ که اندرین دریا

بصاعت سخن در فشان نمی بینم

فاش می گویم و از گفته خود دلتادم

طایر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود

سایه طوبی و دلجوی حور و لیله حسن

نیست بر لوح دلم جز الف قاسم یار

کو کعب بخت مرا هیچ منجم نشاخت

تا شدم حلقه بگوشش در پناه عشق

اگر خرد خون دلم مرد یک دیده دوست

بند و عشقم و او هر دو جهان از آدم

که درین دایره حسا دته چون افتادم

آدم آورد درین دیر غراب آبادم

به واسطه سر کوبه تو برنت از یادم

چکنم حرف دگر یاد ندا داستادم

یارب از ما دیر گیتی بچه طالع زادم

مهر دم آید غم از نو بهار کبادم

که چسب ادل بجگر گوسنه دهم ادم

پاک کن چهره حافظ بسیر زلفت زاشک

ورنه این سیل دما دم بکشد بنیادم

مقوی سیر معان دارم و محمد سیت قدیم

چاک خواهم زدن این دلق ریالی چه کنم

که حراست می آن را که نه یارست قدیم

زنج را صعبت تا جنس غدا بیت ایلم

آنگر جسمه نشاند لب جانان برین  
 گرش صحبت دیرین من از یاد برفت  
 بعد صد سال اگر بر سر خاکم گذری  
 فکر بهود خود اے دل زور دیگر کن  
 گوهرے معرفت اندوز که با خود پیری  
 دام سخت ست مگر یار شود لطف خدا  
 غنچه گوشتک ل از کار فرو بسته باش  
 دلبر از ابصار امید گرفت اول دل

سانسازان شده ام بر در میخانه تقیم  
 اے نسیم حسری باید دوش عبد قدیم  
 سر بر آرد ز جگر قصص کسان عظیم  
 در دوحا شق نشود به زهدا و اے حکیم  
 که نصیب دگران ست نصایب زویم  
 در نه آدم بنزد صدف ز شیطان بر حیم  
 کز دم صبح مردیابی و انفاس نسیم  
 ظاهرا بعد فراغش نمک حشمتی کریم

حافظ ابریم دوزت نیت بردشا که باش  
 چه بر از دولت لطف سخن و طبع سلیم

گرازمین منزل غربت بسوی خانه روم  
 زمین سفر گر بهلاست وطن باز روم  
 آنگویم که چه کشف شد ازین سیر ملوک  
 آشنایان ره عشق گرم خون بخورم  
 بجز این دست من زلف چو زنجیر نگار

تذر کروم که هم از راه بمیانه روم  
 دگر آنجا که روم عاقل و فخران روم  
 بر در میسکه بهار بط و سپیانه روم  
 کافرم گر بشکایت بر بیگانه روم  
 آنگه از سپه کام دل دیوانه روم

گر به بیم حسم ابروی چو محرابش باز سجده شکر کنم در پے شکر اندر دم

۹  
۱۰  
۱۱

خرم آن دم که چو حافظ بولاے در یه  
سرخوش از میکرده بادوست بکاشا در دم

گرچه از آتش دل چون تخم می درخشم  
قصه جانست طبع در لب جانان کردن  
من کی آزاد شوم از غم دل چون بهرم  
حاش بشد که نیم مستعد طاعت خویش  
هست امیدم که علی الرغم عدد در جزا  
پدرم روضه رضوان بدو گندم بفرزد  
خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست  
می نخواهم که بنوشم بخیر از رادی که

مهر لب زده خون می خورم دفا بوشم  
تو مرا بین که درین کار حیان میگویم  
هند و زلفت بے حلقه کند در گوشم  
این قدر هست که که که قدس می نوشم  
فیض عفو ش نهد با گنبد بر دوشم  
ناخلف باشم اگر من بخوبی نفروشم  
برده بر سر صد عیب نمان می پوشم  
چشمم گر سخن پریشان می نوشم

گرازین دست ز دست طرب محبس عشق

شعر حافظ بر وقت سماع از بهوشم

گرچه افتاد ز زلفش گریه در کارگاه  
بطرب حل کن سرخی رویم که چو جام  
همچنان چشمم ایستاد از کرمش میدارم  
خون دل عکس بدون میداد از رخسارم

پرده مطربیم از دست برون خواهد برد	آه اگر زانکه در ان پرده نباشد یارم
منم آن شاعرِ ساحر که با فسون سخن	از بنی ملک همه شمشاد شکری یارم
بصداید نهادیم درین باوید پاس	ای دلیل دل گم گشته فرو گذارم
چون منش در گذر باد نمی یارم	با که گویم که بگوید سخته بایارم
دیدم بخت با فناء او شد در خواب	کو نسی رعایت رکعت بیدارم

دش می گفت که حافظ همه دوست دریا  
بجز از خاک درت با که بگور دارم

گرچه اسبندگان با تخیم	پادشاهان ملک صمیمیم
گنج در استین و کیسه تنی	جام گیتی نهاد خاک ماییم
پوشیا حضور دست غرور	بجز توحید و غرت گنیم
شاه بخت چون کز کند	ماش آینه رخ چویم
شاه بیدار بخت را هر شب	انگوبان افسر و کلیم
گوشت شمار صحبت ما	که تو در خواب و بیدارم
شاه منصور واقف است که ما	روئے هست بهر کجا که نیم
دشمنان را از خون کفن سازیم	دوستان را قباے فتح دیم



شیرِ سرخیم دامنِ سیم

رنگِ تیره پیش مانود

دامِ حافظِ بگو که بازدهند

کرده است رات و ماگوایم

بر لوجِ بصیر خطِ غبارِ بنگارم

چون شمعِ همان دمِ بے جانِ بسیارم

من نقدِ روانِ درویش از دیده بنگارم

زین در نتواند که بر بادِ غبارم

از موجِ سرشکم که رسا ند بنگارم

و اندر قرارِ دیرِ دلتِ رازم

زان شب که من از غمِ بد عادتِ برآم

کان بویِ شفا می دهد از مرغِ خارم

گردست دهد خاکِ کفِ پائے نگارم

پروانه او گر پرسد در طلبِ جان

گر قلبِ دلم را نهند دوستِ عیارم

و اسن نشانِ برینِ خاکی که پس از مرگ

از بویِ کنارِ تو شدم غرقِ سیرم

زلفینِ سیاه تو بدلد اری شاق

امروزِ کشِ سر ز دفاے من و اندیش

اے ساقی ازان باده یکے جرعه بیاور

نورانی

از آن باده که در دستم

حافظ لبِ لعلش چو مرا جانِ عزیزست

عسکر بود آن لحظه که جان را الملب آم

چون گوے چسب را که بچو گانِ تو بام

در دستِ سرِ موی ازان زلفِ درآم

گردست دهد در نسیم زلفینِ تو بام

زلفِ تو مرا عمرِ عزیزست و نه نیست

پروانه راحت برده ای شمع که شب  
چون نیست نماز من آلوده نماز  
در مسجد و معین از خیالت اگر آید  
گر خلوت مارا شبی از رخ بفروری  
آن دم که بیک خنده دهم جان چو صراحی  
محمود بود عاقبت کار درین راه

نور  
نور

از آتش دل شیش تو چون شمع گداوم  
در سیکه دهان کم نشود سوزد گداوم  
محراب گما تخته ابرو دے تو سام  
چون صبح در آفتاب جهان سرفراز  
ستان تو خواهم که گذارند نام  
در سر رود و در سر سوداے ایازم

حافظ عنبی دل با که گویم که درین دور

چو جام نشاید که بود محرم رادم

گر من از سر ز نش بر عیان اندیشم  
ز هر دندان نو آموخته راهی بهت  
شاه شوریده سران خزان من بی سالار  
بر چنین نقش کن از خون دل من حاکم  
اعتمادی بنما و بگذر بھر خدا  
شعر خونبار من ای دوست بر یاد بخوان  
دامن از رشته خون دل ماورسم چین

نور  
نور

شیوه سستی و رندی زود از پیشم  
من که بدنام جهانم چه صلاح اندیشم  
ز آنکه در کم خنودی از همه عالم  
تا بد آنکه که قسریان تو کا فر کشم  
تا بدانی که درین خنود چه نادانیشم  
که ز مژگان سیه بر رگ جان ز کشم  
که اثر در تو کند که بخت را شی ز کشم

من اگر رنم دگر شیخ چه کارم بکس  
حافظ راز خود و عارف وقت خویشم

ما بر آیم شے دست و دعا کے کہیںم  
دل بیمار شد از دست رفیقان مدد کے  
خشک شبنج طرب راہِ خرابات کجاست  
انگہ بے جرم بر بخید و پیغم زد و فرت  
در رو نفس کز وسیتہ ما بنگدہ شد  
مدد از خاطر زندان طلب کے دل و ذر  
سایہ طلب از کم حوصلہ کار کے نکند

غمِ حیدر ان ترا چارہ ز جاسے کہیںم  
آطبیبش بسر آیم و دوا کے کہیںم  
آدران آب و ہوا نشو و نما کے کہیںم  
بازش آرید حیدر اک صفا کے کہیںم  
تیر ہے بکشائیم و غمِ خدا کے کہیںم  
کارِ صعب ست مبادا کہ خطا کے کہیںم  
طلب سایہ میمون ہمارے کہیںم

دلِ از پرده بشد حافظ خوش لہجہ کجاست  
تا بقول و غرض ساز و نوا کے کہیںم

ما سرخشانِ مست دل ز دوست دادہ ایم  
بر ما بے کمانِ ملاست کشیدہ اند  
اے گل تو دوش جامِ صبحی کشیدہ  
پیر معن ز تو پیا مار لول شد

ہمرا ز عشق و مہم نفس جامِ بادہ ایم  
تا کارِ خود ز ابروِ جان کشادہ ایم  
ما آن خفت اقیم کہ باداعِ زادہ ایم  
گو بادہ صاف کن کہ بغدہ راستادہ ایم

کار از تو می رود و مرده ای دلیل آ  
چون لاله می بین مستح در میان کار

انصاف می دهم که از ره قتاده ایم  
این دل عین که بر دل خوین نهاده ایم

گفتی که حافظ این همه ننگ خیال هست  
نقشه غلط خوان که همان لوح ساده ایم

ما در دهر بر درختان نهانیم	اوقات دعا در ره جانانه نهادیم
سلطان ازل گنج علم عشق یار داد	آر و س درین منزل یرانه نهادیم
در خرقة قصد عاقل و زاهد زنده اش	این دلغ که ما بر دل دیوانه نهادیم
در دل نه هم ره پس ازین مهربان	مهر لب او بر در این خانه نهادیم
آن دوس که زاهد ز پیش داد بادت	از روی صفای لب جانانه نهادیم
چون می رود این کشتی سرگشته که آخر	جان در سیر این گوهر کیدانه نهادیم
التمه شد که چو ما بسیدان دین بود	آن را که حسد و پرورد و قزانه نهادیم
در خرقة ازین پیش منافع نتوان بود	بنیادش ازین شیوه و زبانه نهادیم

قانع بنمای ز تو بودیم چو حفظا

یارب چه گداهمت و شاهانه نهادیم

ما درین در نه پستی و جاه آیدیم  
از زیر حاشه اینجا به سپاه آیدیم

رہبر و منزل عشقیم و ز سر بحر عدم  
سبز خط تو دیدیم و ز بستانِ شست  
با چنین گنج کہ شد خازنِ ادراجِ امین  
لنگرِ علم تو اے کشتیِ توفیق کجاست  
آبرومی رود اے ابر خطا پوش بیار

آبا قلیسم و خود این ہمہ راہ آمدہ ایم  
بطلبِ گماری این محسّر گیارہ آمدہ ایم  
بگدائی بدر حنائی شاہ آمدہ ایم  
اگر دین بجز کرمِ عنبر تو گناہ آمدہ ایم  
اگر بیرونِ عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

حافظ این حشرۃ پیشینہ بیند از کما  
از پے قافلہ با آتش داہ آمدہ ایم

یا پ

ما زیاران چشم یاری داشتیم  
آدرخت دوستی کے برہد  
گفت گو آئین درویشے نبڑ  
شیوہ چشمت فریب جنگ داشت  
نکتہ ہارت و شکایت کس نمید  
گلبنِ حسنت ز خود شد و دفریب  
چون نہادی دل بھیر دیگران

گفت خود دادی بادلِ حافظ

خود غلط بود آنچه اپند داشتیم  
حالیہا فرستیم دھنئے کا شتم  
ور نہ باتو ماجہ ادا داشتیم  
ما غلط کر دیم وصلِ انکا شتم  
جانبِ حرمت فرو بگذاشتیم  
مادم ہمت برو بگماشتیم  
ما امید وصل تو برداشتیم

ما محصل بر کسے بگماشتیم

تا گوئیم به وسیل بنا حق نکشیم  
 رستم مغلطه بردنش و دانش نکشیم  
 عیب درویش و تو اگر کرم ویش پست  
 خوش برانیم جهان در نظر برادران  
 آسمان کشتی از باب اسرے غلند  
 شاه اگر جسد زندان نه بمرست تو  
 گر بے گفت حسودے در فیه ریخند

جا که کس سید و دلق خود از حق نکشیم  
 ستر حق باورق شعبده طغی نکشیم  
 کار بر مصلحت آنست که مطلق نکشیم  
 فکر اسب سید دزین ستر نکشیم  
 تلمه آن به که برین بحسب معنی نکشیم  
 انفاستے بے صاف مرق نکشیم  
 گو تو خوش باش که ما گوش به حق نکشیم

حافظ از خصم خط گفت گیریم بد  
 در حق گفت جلد با سخن حق نکشیم

مرامد سیت با جانان که با جان و بدن ارم  
 صفای خلوت خاطر زان شمع چل جویم  
 بکام دآزدی دل چو دارم خلوتے حاصل  
 شراب خوشگوارم هست و یاد مهربان ساقی  
 مراد خانه سروے هست کاند سایه قدش  
 سز در خانه غسلش ز غم لاف یلمانی

هواداری کوشش را چو جان خوشتن ارم  
 زونج چشم و نور دل و از ان بافتن ارم  
 چه فکر از خبثت بر گویان میان انجمن ارم  
 تدار و محکبیس یارے چنین یاری که من ارم  
 فزاع از سرو بستانی و شاد چمن ارم  
 چو عظم غنیم باشد چه پاک از اهرمن ارم

خدا را ای رقیب اشتیاقی دیدم  
 گرم صد شکر از خویان بقصد دل کین ساز  
 الا اے پیر فرزانه کن عظیم زمینانه  
 چو در گلزار اقبالش حسره مانم محمد شاد

کرم لعل خاکشش سنائی محمد سخن دارم  
 بجمده الله والنتبته شکر شکن دارم  
 کرم در ترک پیمان دل پیمان شکن دارم  
 ذیل لاله و نسیرین نبرگ یاسمن دارم

بردی شمره شد حاقط پس از چندین برع تا  
 چه غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

مرحبا طائر فرخ مرغ و فرخنده پیام  
 یارب این قافله را لطف ازل بدرد بام  
 ما بر اے من و مشتوق مرا پایان نیست  
 چشم خنجر را خواب نه در خور باشد  
 تو زخم کنی بر من بیدل دلم  
 گل نه حد بر تنم ز کرم و زنج بستم  
 مرغ روحم که می نوزد شیر سدر و صغیر  
 زلف دلدار چو ز تار می منم رایده  
 حاقط اریل یا بروی تو دار دنیا

خیر مقدم چه خبر یا کج راکه دارم  
 که از دشمن بدم آید و مشتوق بام  
 هر چه آوازندارد و پذیرد انجام  
 من را قتل دودار عجب اکیف نیام  
 ذاک دعوی و دانست و ملک الایام  
 سرو می نازد و خوش نیست خدارا بخرام  
 عاقبت دانه حمال تو فلک نشن دارم  
 برو اے شیخ که شد بر تنم این خرقه حرام  
 جای در گوشه محراب کنسند اهل کلام

مرد که در عسیم مجر تو از جهان یکم	بیا که پیش تو از خویش هر زمان یکم
سخن بگوئے کہ پیش لب تو جان بسیم	را مکن کہ درین حسرت از جان یکم
رد امار کہ جان بر لبست و از جنت	نمیدہ کام دل از آن لب و دامن یکم
خوش آن زمان کہ بینیم بردان لب تو	تو خود بگوئے کہ ما از بخت چسان یکم
گداے کوئے شایم و ما سبے دایم	رد امار کہ محسروم از آستان یکم
نشان دہل بادہ بہر طریق کہ است	کہ بارے از پے وصل تو نشان یکم

گو کہ حافظ ازین در بردہ راے خدا

کہ ہر چہ راے تو باشد جز این بران بردم

مزن بردل ز لوبک عسقم و قیرم	کہ پیش چشم بیمارست بیرم
نصاب حسن در حد کمال است	ز کا تم دہ کہ سکن و قیرم
قدح پُر کن کہ من از دولت عشق	جوان بخت جہانم گرچہ پیرم
چنان پُر شد فضای سینہ از دوست	کہ شکر خویش گم شد و پیغمبرم
باد اجز حساب مطرب دمی	اگر فخر کشد کلک بیدم
دران غوغا اگر کس کس را پیرد	من از پیر معنای منت پذیرم
چو طغیان زابہا تا کے یزی	بسیب بوستان دشمن و شیرم



من آن عزمم که هر شام و صبحگاه  
قرارے کرده ام بائے فروشان  
خوشان دم که استنای مستی  
فراوان گنج غم در سینه دارم

ز بام عرش می آید صفیرم  
که روز عزمم بجز ساغر گیرم  
فراغت بخشد از شاه و وزیرم  
اگرچه مدعی بسند فتمیرم

تا رسد سحر و آواز پیغمبر

من آن دم برگزفتم دل ز حفظ  
که ساقی گشت یار ناگزیرم

مرده وصل تو کو کز سر جان برخیزم  
یارب ازا بر هایت برسان بارانے  
بولای تو که گربنده خویشم خوانی  
بر سر تربت من بے مئی و مطرب نشین  
گرچه پیرم تو شبے تنگ در آغوغم گیر  
تو پندار که از خاک سر کوے تو من

دم از دم در جان

طایر قدسم و از دام جهان برخیزم  
پیشتر دانه چو گردی ز میان برخیزم  
از سر خواجگی کون و مکان برخیزم  
تا بویت ز محدرقص کنان برخیزم  
تا حسد که ز کسای تو جوان برخیزم  
بچسای فلک و جو زمان برخیزم

سر و بالا بناسے بت شیرین حرکات  
که چو حافظ ز سر جان و جهان برخیزم

من ترک عشق بازی و ساغر نمی نسیم  
صد بار تو به کردم و دیگر نمی نسیم

باج بهشت و سایه طوبی و قصر جود  
 لعلین در سایه نظریات شاد است  
 هرگز نمی شود در سر خود خبر در  
 شیخ بطرگفت حرام است مے مخور  
 پیر معان حکایت نقل می کند  
 دین تقویم بس است که چون زاهدان شهر  
 زاهد بطعنه گفت برو ترک عشق کن

یا خاک کو سے دوست برابر نمی کنم  
کردم اشارتے و گزرنی کنم  
تا در میان بیکه سر نمی کنم  
گفتم مگر که گوش بر نمی کنم  
معذرم از محال تو را و نمی کنم  
نازد و کرشمه بر سر نمی کنم  
محتاج جنگ نیست بر او نمی کنم

حافظ جناب پیرمغان امن و قاست  
من ترک خاک۔ بوسی این درغی کنم

من دوستدار روی خوش و موی لکشم  
در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و سلا  
من آدم بشتیم اما دیرین سحر  
بخت آمد و کند که کشم خست سوی دست  
شیر از معدن لب لعل است دکان حسن  
از بسکه چشم مست دیرین شهر دیده ام

در ہوش چہ چشم دست دے صاف چشم  
 استادہ ام چو شمع ترسان چشم  
 حالی اسیر شوق جوانان ہوشم  
 گیسوے حور گردنشانہ ز منہ چشم  
 من جو ہری مفلس از ان روز شو چشم  
 حقا کہ مے نمی خورد ام اکنون و سرخو چشم

شهریست پر کرشمه و خوابان شش شجرت  
گفتی ز سه عید ازل نکست بگو  
حسن عروس طبع مرا جلوه آذرت

چیز نیم نیست در نه خدیار شهر ششم  
انگه بگویمت که دو پیمان در ششم  
آینده تدارم ازان آه می کشم

حافظ ز تاب فکر تیجا صلی بخت  
ساتی کجاست تا زنده آب ببارش

من که پاشم که بران خاطر عاطر گزرم  
دلبر اینده نوازیت که آموخت بگو  
متمم برت سه راه کن اے طائر قدس  
اے نسیم سحری بندگی با برسان  
خرم آن رود گزین مرعله بر بندم خست  
پایه نظم بلندست دجما نگیب بگو  
راه حسد تکه خاصم بنما پس ازین

لطفها میکنی اے خاک درت تاج سرم  
که من این ظن بر قیاس بان تو هرگز نبرم  
که در ازست رنق صد دمن نو سفرم  
که فراموش کن وقت دعا اے سحر  
در سر کو که تو پر سندر رفیقان خبرم  
تا گند پا دشتی خبر دهان پر گرم  
مے خورم با تو دیگر غم دنیا نخورم

حافظا شاید اگر در طلب گوهر وصل  
دیدم دریا کنم از اشک و دروغ غم

من نه آن رنزم که ترک شاه و ساقی کنم

مختب دانند که من این کار با کتر کنم

چون صبا مجوعه گل آباب لطف است  
 لاله ساغر گیر و نرس است و بر نام عشق  
 عشق در دانه است و من غواص در میانه  
 گرچه گرداگرد فقرم شرم با او قسم  
 من که دارم در گردانی گنج سلطانی است  
 عاشقان را گرد آتش می پسند و لطف است  
 عهد و پیمان فلک انیت چند ان اعتبار  
 باز کش یکدم عنان ای ترک شهر آشوبین  
 با وجود بی عنوائی رویه بادم چاه  
 من که امروزم بهشت نقد حاصل شود  
 شیوه زندگی نه لائق بود و صدم راوے  
 دوش لعلت عشو با میداد عاشق راوے  
 گوشه محراب ابروے تو بخوابم ز بخت  
 وقت گل گویی که زانه شکستم دجان دل  
 ز بهر دقت گنج دوستیت خاف و گوش دار

در این  
 بیت

در این  
 بیت

کج دلم خوان گر نظر بر صغیر دگر کنم  
 وادری دارم بے یارب کرا داد و کر کنم  
 سر من سر و بر دم در انجانا کجا سر بر کنم  
 گر آب چشمه خورشید دامن تر کنم  
 که طبع در گردش گردون دین و دگر کنم  
 تنگ چشم گر نظر بر چشمه کوثر کنم  
 عهد با پیاده بندم شرط با تنگ کنم  
 تا ز اشک چهره رهاست پر زنده گنم  
 اگر قبول فیض خورشید بند ز کف کنم  
 وعده فردا سے زاهد را چو ابا کنم  
 چون در افتادم پیر اندیشه دگر کنم  
 من نه آنم که وای این افسانه باور کنم  
 آدر انجا عجب بخون در سب عشق از کرم  
 می روم تا مشورت با شاه و ساعز کنم  
 آ اعودے خواهم داندیشه دیگر کنم

نماز شام سیر بیان چو گریہ آغاز دم  
 بیا دیار و دیار انچنان گریہ زار  
 من از دیار حبسیم ناز بلا و قریب  
 خدا سے رام دے ہی دلیل راہ کن  
 خرد ز پیری من کے حساب برگیرد  
 بجز صبا و شام ہی شناسد کس  
 ہوا سے منزل یا آب زندگانی است  
 سر شکم آمد و عیدم گفت روی بروے

بجای  
 ۱۰

تجویہ ہائے غریبانہ قصہ پروازم  
 کہ از جهان رہ در رسم سفر اندازم  
 میسنا بر نیتان خود و رسان بازم  
 بکوے یکدہ دیگر علم بر اندازم  
 کہ باز با صحنے طفل عشق سے بازم  
 عزیز من کہ بجز با دوست ہمارم  
 صبا یا رسی سے ز خاک شیرم  
 شکایت از کیم فانیست غمازم

ز جنگ ہرہ شنیدم کہ صبحم میگفت  
 مرچ فوط خوش ایچہ خوش آدم

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتوان شدم  
 شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم آردا  
 در شاہراہ دولت سر تخت بخت  
 از آن زمان کہ فتنہ چہشت ہمارید  
 اسے گلبن جوان بر دولت بخور کن

بجای  
 ۱۰

بجای  
 ۱۰

بجای  
 ۱۰

بجای  
 ۱۰

بجای  
 ۱۰

ہر گز کہ یاد روی تو کردم جوان شدم  
 بر ہستای مطلق خود کامران شدم  
 یا جام می بکام دل و ستان شدم  
 امین ز شہر فتنہ آخر زمان شدم  
 در سایہ تو بلبل بارغ جنان شدم

اول ز حرف لوح وجودم خبر نبرد	در کتب عجم تو چنین نکته دان شدیم
قسمت حاتم بخرافات میکند	هر چند تخمین شدم و آنچنان شدیم
من پیر سال و ماه نیم یار پیوست	برین چو عجمی گزید پیران شدیم
آن روز بر دلم در معنی کشاده شد	کز سالکان در گریه پیران شدیم

دو ششم نوید داد و بشارت که حافظا  
باز اگر من بعبود گنا هست ضمان شدم

اگر برخیزد از دستم که باز که آری شدم	ز جام وصل می نوشتم ز باغ غلغله گل شدم
شراب تنخ صوفی سوز بنیاد تم خواهر شد	بم بر لب لعل ساقی و بیان جان شیرین شدم
بت شکرستان داد و چشمتی بخیزان	ستم کز غایت حیران ز با آنم تیر شدم
مگر دیوانه خواهم شد درین سودا کشتن بار	سخن باباه میگویم پری در خواب می شدم
چو هر خاک که باد آرد و فیتی بود و انعام	ز حال بنده یاد آرد و کشتن نگار دیر شدم
زهر کوفتش نظمی زد کلاش و پذیر آمد	تذرو طرف می گیرم که چالا کست بی شدم
دگر باور نیداری روزه صومعه گیرین پرس	که مانی ننخست بخوابد ز نوک کلاش شدم
دفا داری حق گوئی نه کار هر کس باشد	غلام آصف دوران جلال الحق و اله شدم
روز عشق و سستی من بشنود از حلقه قضا	که با جام و قیج هر شب حرفت ماه پر شدم

این چه شوریت که در دوستی منم  
 هر کس روزی می طلبد از ایام  
 اهلان را همه شربت زکات قندست  
 اسپ تازی شده مجروح زیر پلان  
 دختران را همه جنگ و جدل با دارد  
 هیچ حسی نه برادر به برادر دارد

همه آفاق پر از فتنه و شری منم  
 شکل اینست که هر روز بزمی منم  
 قوت دانا همه از خون جگر می منم  
 طوق زترین همه در گردن خرمی منم  
 پسران را همه بدخواه پدر می منم  
 هیچ شفقت نه پدر را بر پسر می منم

پند حاقط بشنو خواه بر دین کی کن  
 زانکه این پند به از دین و دگر می منم

دیدار شد میسر و بوس کنار هم  
 زاهد برو که طالع اگر طالع من است  
 ما عیب کس بر ندی دستی نمی کنیم  
 ای دل بشارت می دهت محتسبانه  
 آن شد که چشم بنگران بود از کین  
 خاطر بدست تفرقه دادن نه زیر کیت  
 بر خاکیان عشق نشان جبره لبش

از بخت شکر دارم دازد روزگار هم  
 جام پرست باشد زلف نگار هم  
 لعل تبان خوشتر می خوشگوار هم  
 دوزخی جهان پرست و بیت یگار هم  
 خصم از میان رفت در شرک انگار هم  
 محمود بخواد و صحرای بیار هم  
 آفاق لعل گون شود و شکار هم

چون آبروی لادو گلِ نیشِ حسنِ تست  
چون کائناتِ جلدِ یوسے تو زنده اند  
اہلِ نظر اسیرِ تواند از خدا برتر  
بر یادِ راسے افروا و آفتابِ صبح  
گوے زمینِ ربودہ چو گانِ عدالت  
تا از نتیجہِ فلکِ طور دور اوست  
غالی باد کاخِ جلالتِ ز سروران  
برانِ ملکِ دینِ کز دستِ دُرّش  
عزیم سبکِ عنانِ تو در جنبش آورد

اسے ابرِ لطفِ بر منِ خا کے میاں  
اسے آفتابِ سایہِ زمینِ بر مدار  
وز انتصافِ اہلِ جسمِ آفتاب  
جانِ یکندِ خدا و کواکبِ شام  
دینِ پر کشیدہ گنبدِ نیلیِ حسام  
تبدیلِ سالِ ماہ و خزان و بہار  
وز ساقیانِ سرِ دقہِ گلستان  
ایامِ کانِ بینِ شد و دریا یاسار  
این پایدار مرکزِ عالمے مار

حافظ کہ در شتاے تو چندین گہرِ فشان

پیشِ کفِ تو شِخِ بل و شِمرِ سار

صلح از ناچہ یو کی کہستانِ راضا  
در میانہ را بکشا کہ هیچ از خانہ نکشود  
من از شہم خوشِ ساقی خرابِ قادمِ لیکن  
قدت گنم کہ شادست میں خلبتِ یارِ او

بد و بد گزست سلامت را دعا  
اگر تباد و بد و بد سخن این بود و گفتیم  
بلایے کو حبیبِ مہرِ ششِ مر جہا  
کہ این نسبت چو کردیم دینِ بہتانِ چہا



اگر برین بخشائی پشیمانی خوری آئس  
بخاطر دارین منی که در خدمت کجائیم  
جگر چرن ناز نام خون گشت به زیم نمی باشد  
جزای آنکه باز نقش سخن از پسین خطائیم

تو آتش گشتی اسی حاقط و لے پایار در گرفت

ز بد عہدی گل گوئی شکایت با صبا گفتیم

عمریت تا من در طلبی روز گامے میزنم  
دست شفاعت ہر دی در نیکنامے میزنم  
بے ماہ مہر افروز خود تا بگذر انم روز خود  
دائے برابے می نم مرغے بدائے میزنم  
تا بگویم ایام آگس زان سایہ سرو سی  
گل با لب عشق از ہر طرف بزخو غزائے میزنم  
ہر چند آن آرام دل انم نہ بخشد کام دل  
نقشے خیالے میکشم فالے دوائے میزنم  
از رنگ کو گلچس کو نقش وفا و محسوس کو  
حالی من اندر عاشقی داؤد تائے میزنم  
دائیم سراپد قصہ ام چندان نماز غصہ ام  
زین آہ خون فشان کہ من ہر صبح و شامے میزنم

با آنکہ از خود غنائم دزمے چو حاقط تا بسم

در مجلس و حانیان کہ گاہ جامے میزنم

بر دوائے طیبم از سر کہ خبر سوزند ام  
بخدا را کہ کم جان کہ ز جان خبر ندانم  
بیاد تم قدم نہ کہ ز بخودی شوم بہ  
مے ناب نوش و ہم دہ کہ عہد دگر ندانم  
غنم از خوری ازین پس نکشم ز غمخوری پس  
نظرے بجز تو با کس بکس دگر ندانم

نورِ زرت کند ز نورِ زرت کشند در بر  
من میواس مضطر چکستم که ز نورِ زارم  
دگر گو که خواهم که در دست برانم  
قویرین و من بر آنم که دل از تو بر دارم  
من اگر چه پرتم به سید پرتم  
بیرید دل زدستم که دل دگر دارم

دل حاقط اریحوی غمِ دل جنتِ خوئی

چه بگویمت بگوئی سپرد در دسره دارم

اے نور چشم من سخنِ همت گوش کن  
آساغوت پرست بنوشان و نوش کن  
پیران سخنِ خبر بگفتند گفتنت  
ان اے پسر که پیر شوی پند گوش کن  
بر هوشمند سلسله تهاد است عشق  
خواهی که زلف یار کشی ترکِ هوش کن  
تبیخ و خرقة لذتِ مستی به بخت  
همت درین عمل طلب از میفروش کن  
باد وستان مضائقه در عمر و مال نیست  
صد جان فدای یارِ نصیحت نیوش کن  
دردِ عشق و سوسه اهر من بیست  
بشارد و گوش دل به پیام سر ووش کن  
برگِ نوابه شد و سازِ طرب نماند  
ای چنگ ناله برکش دایمِ ن خردوش کن  
ساقی که جامت از می صافی تری سباد  
چشمِ غنا سیتے بمن دردِ نوش کن

سرست در قبال زرافشان چو بگذرے

یک بوسه تر حاقطِ شمیمه پوش کن

<p>مقدش یارب مبارک باد بر سر دکن          آتشند هر کس اکنون بجای خجتن          نفیس بابوے حسن می دزد بادین          کاسم عظم کرد از دو کتاه دست اهرن          شنسوار خوش بیدان آمدی گوئی بزن          تو درخت عدل نشان پنج خردان بکن          در همه شناسمه باشد داستان انجمن          خیز از صحراے ایران تا فز شکب غن          بر شکن طرف کلاه و برقع از رخ برنگن          آازان جام زرافشان جرعه بختدین</p>	<p>افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چین          خوش بجای خوشن بودی شست خسری          تا بد مهور بادین خانه کو خاک درش          خاتم جسم را بشارت ده حسن خاتمه          خنک چو گانی چرخ رام شد در زیرین          جو بار ملک آب آرزو شد شیرت          شوکت پور شک و تمنع عالمگیر تو          بعد ازین گفت اگر بکمت خلق بخت          گوشه گیران انتظار مبلوه خوش بشینند          اسے صبا بر ساقی بزم آما بک عرضدار</p>
---	--

مشورت عقل کردم گفت حافظ می بخوش  
 ساقی سائے ده بقول مستان موتمن

<p>رحمے بمن سوخت بے سرو پا کن          زان چشم سیه مست بیک غمزہ دکن          بنمای رخ خویش و نه انگشت ناکن</p>	<p>اسے خسرو خزان نظرے سوئی کن          دارد دل در دلش تناسے نگاہے          گرافت زند ماہ که ماند بجای است</p>
--	---

اے سر و چنان از چمن و باغ زمانے	بخرام درین بزم و دو صد جامه قبا کن
شمع و گل و پروانه و میل همه جمع اند	اے دوست بیار حتم نسائی ما کن
بادل شدگان جو رو جفا تا سب کے آخر	آہنگ و فاطرک جفا بہر خدا کن

مثنوی سخن دشمن بر گوے حسد ادا  
 با حیا قضا سکین خود ادا و ست دانا کن

اے روئے ماہ منظر تو نو بہارِ حسن	خال و خط تو مرکزِ لطافت و مراپن
در چشم پر خمار تو پنہانِ فسونِ سحر	در زلفِ بیقرار تو پید اقرارِ حسن
ماہی تافت چون بُخت از بُرجِ خسروی	سر وے نخواست چون قدمت از جوہرِ حسن
خرم شد از ملاحتِ عہد تو و لبِ سری	فرخ شد از لطافتِ تور و زگارِ حسن
از دایم زلف و دامنِ خالی تو در جعبان	یک مرغِ دل نماند نگشتہ شکارِ حسن
دامِ بلبلِ دایہ طبع از میانِ جبان	مے پرورد بن از ترادر کنارِ حسن
گرد لبث بنفشہ ازان تازہ و ترست	کاسبِ حیات می خورد از جوہرِ حسن

حافظ طبع بر یہ کہ سینہ نظیر دوست  
 زیار نیست غیبر تو اندر دیارِ حسن

بالا بلند عشوہ گر سر و نیاز من	کو تاہ کرد قشتہ ز سہ دراز من
--------------------------------	------------------------------

دیدم دلا که آتش بر پیری و زهد و سلم از آب دیده بر سر آتش نشسته ام می ترسم از خرابی ایمان که می برد مست یار و یاد حینان بنکیند یار یکے آن صبا یزد و کونیم او بر خود چو شمع خنده زمان گری می کنم نقش بر آب میسزم از گریه حالیا محمود را دمی که با خر رسید عمر گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق زاهد چو از نماز تو کار میبرد	یا من چه کرد دیده معشوقه باز من کو فاش کرد در همه آفاق را ز من محراب ابر و توفیق و راز نماز من یادش بخیر سانی سکین نواز من گردد شماء کرش کار ساز من تا با تو سنگدل چه کند سوز ساز من تا که شود قرین حقیقت مجاز من میداد جان بزاری و یگیت ایاز من غماز بود اشک و عیان کن دراز من هم مستی شبانه و راز و نیاز من
--	--

حافظ ز غصه سوخت بگو حالش لے صبا

باشاد دوست پرورد دشمن گداز من

بشارت گل رخ گل چرخ غم زد کن برستی طلب آزادگی رسد و چمن ز خود بیرون شد و بر تن دید پیرا من	بهار گل طرب انگیز گشت و تو به شکن طریق صدق مایه ز آصف لے دل رسید باد صبا غنچه از هوا داری
---	---

شکج گیسو سبیل نگر برد حسن  
معاینہ دل و دین سے برد برد حسن  
برائے وصل گل آمد برون تعلق حزن

زدستبر و صبا گرد گل کلالہ بسین  
عزبس غنچہ دین زیور تو نیم خوش  
صغیر بیل شوریدہ و فقیہ ہزار

در تمام جہاں

حدیث و قصہ دوران زجام جو حافظ  
بقول مطرب و فتویٰ پیر صاحب فن

درمان نکر و مذمکین غریبان  
گو شرم بادت از عند لیبان  
توان تفتن دروازہ طیبان  
چشم مجسمان وے حبیبان  
یارب ببادا کام قیسان  
آچند باشم از بے نصیبان

چند آنکہ گفتند غم با طیبان  
آن گل کہ ہر دم در دست خارت  
ما در و پنہان با یار گفتم  
یارب امان دہ تا باز بیند  
درج محبت بر ہر خود نیست  
اسے منم آخر بر خوان وصلت

حافظ نگشتے رسوا سے گیتی

گرے شنیدی بند غریبان

کنم چاک از گریبان تابان  
چوستان جسامہ را برید برتن

چو گل ہر دم پریت جامہ برتن  
امت را دید گل گوئے کہ دربان

من از دستِ عنّتِ مشکل برم جان	ولے دل را تو آسان بزدی از من
بقول دشمنان برشتی از دوست	نگر و نه هیچ کس بادوست دشمن
تنت در جسام چون در جسام پاد	دست در سینه چون در سیم آهن
ببارے شمع اشک از دیده چون میغ	که سوزِ دل شود بر حلق روشن
مروکز سینه ام آوجِ جگر سوز	بر آید چسب و دود از راهِ روزن
ولم را شکن و در پامی سندان	که دارد در سرب زلف تو مسکن

چو دل را بست در زلف تو حافظ  
 بدینسان کار او در پامین گن

چون شوم خاکِ پیشِ دامن بنشیند ز من	در گویم دل گردان روگردان ز من
گرچه شمش پیشِ میرم در غم خندد و صبح	در بر خشم خاطر نازک بر بخاند ز من
عاری ز رنگین کبرس می نماید همچو گل	در گویم باز پوشان باز پوشاند ز من
دستان جان دادم از بهر دامنش نگیر	کز بجز محض چون باز میاند ز من
از بخونم تشنه و من لبش تا چون شود	کام بستانم از دیاداد بستاند ز من
چشم خود را گفتم آخر یک نظر شیرین بین	گفت میخوای مگر تاجوی خون را اند ز من
اگر چه فرادم تنگی جان بر آید حیف نیست	بس حکایتای شیرین بازی ماند ز من

ختم کن حافظ اگر زینگونه خوانی در عشق  
حسلیق در هر گوشه افشاند خواند ز سن

خارا کم نشین با خرقه پوشان	سخ از زندان بی سامان پوشان
دیرین خرقه بے آلودگی هست	خوشا وقت قبلے میفرودشان
چو ستم کرده مستور منشین	چو نوشم دادہ زهرم منوشان
چونادک طبعی و طاقت نیاری	گرایناے مشتے دلق پوشان
دیرین صوفی و شان وے ندیم	که صافی بادیش در دنوشان
لبیگیون چشم مست بختاے	که از شوق می لعل ست جوشان
بیا و زرق این سالوسیان بین	صریحی خون دل در بطخروشان

زد لگرمی حافظ پر خضر باش  
که دارد سینہ چون دیگ جوشان

دالی که چسیت دولت دیدار یار دیدن	در کوے او گدائی بر خسروی گزین
از جان طمع بریدن آسان بود و میکن	از دوستان جانی مشکل بود و بریدن
خراهم شدن برستان چون غنچه با دلنگ	واجب است بر نیکامی پیرا سہنے دیدن
که چون نسیم با گل راز تہمتہ گفتن	که ستر عشقباری از لمبلان شنیدن



بوسیدن لب یار اول نزدست گذار	کاخر ملول گردی از دست لب گردیدن
خزست شمار صحبت کز این دور و قریل	چون بگذریم نتوان دیگر بهم رسیدن

گوئی برفت حافظ از باد شاه منصور

یار بیاوش آرد در دیشک درین

دلم را در سبزه زلف تو بسکن	بدینا نشو و نگذار تشنگن
و گردل سر کش چون زلف از خط	بست آتش لعل در پاش منگن
چو شمع از پیشم آئی در شب تاب	شود چشمم بیدار تو روشن
بگلزارم چه کار اکنون گشته است	جهان بر چشمم از رویت چو گلشن
ز سر و قامتت نبشیمم آرد	همه تن گرزبان بشم چو سوسن
ز محبت گزنت با من دژه رود	چو خورشیدم فرو دایه زرد و زن
کجا بر تنگب شکردست یاب	گر اندیشد گیس از باد بیزن

چو حافظ با سحر عشق بازی

نمیگوید که بر وجه آخن

زور در آدو شبستان امانور کن	و مانع مجلس روحانیان معطر کن
بچشم دابر و جانان سپرده ام دل جان	بسیایا و تماشا لعل طاق و نظر کن



<p>پندرہ باشند و بر خور زہمہ سیم تان          آنجلو گہ خورشید رحیمی چرخ زمان          گفت پرہیز کن بصحبت پیمان شکنان          شادی زہرہ جینان خوردہ نازکینان          کشید این کہ اندانہم خونین کفنان</p>	<p>تا کے از سیم و زرت کیہ تہی خواہد بود          کمتر از ذرہ نہ پست مستو محمدیوز          پیر پیمانہ کشش با کردش خوش باد          بر جهان کیہ کن گردہ حے حے دای          با صبا در سپین لاله حشری گفتم</p>
---	--

گفت حافظ من دو محرم این راز نہ ایم  
 از بے لعل حکایت کن و سیمین نقشان

<p>خلاف نہ ہب ان جمال ایسان بین          دراز دستی این کوتہ آستان بین          دماغ کبرگہ ایان خوش چنان بین          نیاز اہل دل دنا ز نازنسان بین          وفا صحت یاران ہنشینان بین          ضمیر عاقبت اندیش پیشینان بین</p>	<p>شراب لعل کش دروے ہر جینان بین          بزر بر دل مرقع کمند بادارند          بخر من دو جہان سرفروئے آند          گرہ زابروے پڑچین نمی کشایدار          حدیث عمدت ز کس نمی شنوم          اسیر عشق شدن چارہ خلاص منست</p>
---	---

چند کلام

غبارِ خاطرِ حافظ ببرد صیتِ عشق  
 صفائے نیتِ پاکان و پاک دینان بین

صبح ست ساقا قدمی پر شراب کن	دور فلک دزنگ نہ ارد شتاب کن
زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب	مار از جسام بادہ گلگون خراب کن
خورشید سے زمشرق سانہ طلوع کرد	گر برگ عیش میطلی درک خراب کن
روزیکہ چرخ اذگل ماکونہ کند	نہ نار کاسہ سیر ما پر شراب کن
ما مرد نہ دوتو بد و طاماست نیست	با ما بجایم بادہ صاف خراب کن
بمچون جباب دیدہ بردے قوج کشے	دین خانہ راقیاس اس از جباب کن
ایام گل جو عمر بر فتن شتاب کرد	ساقی بد و بادہ گلگون شتاب کن

کاجواب بادہ پرستی ست حافظا

بر خیز و ردے غم بکار ثواب کن

فاتحہ چو آمدی بر سر خستہ بخوان	لب بکشا کہ سیدہ لعل لبست بمرده جان
آنکہ پیش آمد دفاتحہ خواند و میرود	کو نفسے کہ روح را نکیند از پیش و ان
ای کہ طبیب خستہ روی دزبان بن بین	کین دم و دود و دینہ ام با دست بزبان
گرچہ تباستخوان بن کرد ز مہر گرم و دست	ہمچو تجم خیر و دالتش محرز استخوان
باز نشان حرارت مزایہ دیدہ و بین	نبض مرا کہ سیدہ هیچ ز زندگی نشان
حال الم چو حال تو بہت در آتش وطن	جسم از ان و چشم تو خستہ شدہ است و ناتوان

آنکه دلم شیشه ام از دلم لعل اوده پای  
 شیشه ام از چه می بردیش طیب هر زمان

حافظ از آب زندگی شیر تو داد شتر نعم  
 ترک طیب کن بیا نسخه شتر و تم بخوان

کرشمه کن و بازار ساحری شکن	بمنزله رونق بازار سامری شکن
بیادده سرود ستار عالمی	کلاه گوشه بآئین لببری شکن
برون خرام و ببر گوئی کی از همه کس	سزای حورده و رونق پیری شکن
بآهوان نظر شیر آفتاب گیر	بایروان دو قاقوس شتری شکن
چو عطر سامی شود زلف سنبلی از دم با	تو قمیتش ز سر زلف عنبری شکن

چو عند لیضاحت فروش شد حوظ  
 تو رونقش به سخن گفتن در می شکن

گلبرگ راز سنبلی شکن نقاب کن	یعنی که رخ پوشش و جهان خراب کن
بکشا بعشوه ز گس مست خراب را	وزر شک چشم ز گس عین پر آب کن
بفتان عرق ز چهره و اطراف باغ را	چون شیشه های دیده ما پر گلاب کن
بوسه بفتنه بشنو زلف نگار گیر	بگر بنگلاب لاله و غم شراب کن
ناخجا که رسم و عادت عاشق کشتی تست	شمشیر کن بخون دل با خصاب کن

باجت خویش و خوش تر آرزوده ایم بادشمنان قدح کشد با اعتبار کن

حافظ وصال سطلبد از ره دعا

یارب دعاے خسته دلان مستجاب کن

ما سرخوشیم و باده مادر پیا کن برست را بنغمه ساقی حواله کن

در جام ماه باده چون آفتاب یزد بر روی رود در سنبل مشکین گلاب کن

اے پیر خالقه بجزایات شود عسل بر آرد تو به هفتاد سال کن

صوفی بگریه چهره مجلس بشو چو شمع آهنگ رقص ماهمه ازاد و ناله کن

گر نو عروس دهر در آید بعفت تو

مهر دو کون قشاش اندر خبال کن

مهر و دم طارست قدسی عرش آشیان از نفس تن ملول سیر شده از جهان

از در این خاکدان چون پیر مرغ ما باز نشین کند بر سر آن آشیان

چون پیر دین جهان سدره بود جای او تمکیم که باز مانگه عرش دان

سایه دولت قد بر سر عالم بے اگر زند مرغ ما بال و پر در جهان

در دو جهانش مکان نیست که از کانی است کان می از تخت جانی از لامکان

عالم علوی بود حبس او که مرغ ما آب خور او بود گلشن باغ خان

چون هم دحدت زنی حافظ شوریده حال  
خامه توحید کش بر ورق انس و جان

منم که شهر و شهرم بعشق و زین	منم که دیده نیالوده ام ببدیدن
و فاکنیم و ملاست کیشم و خوش باشم	که در طریقت ماکا فریست و نجیدن
بے پرستی از ان نقش خود بر آب زدم	که تا خراب کند نقشش خود پرستیدن
بپیر میکده گفتم که چیست راه نجات	بخواست حلیم می گو گفت باده نوشیدن
عنان بیکده خواهم تا منت زین مجلس	که در عیطی عمان و حاجب ست نشیندن
مراد ما ز تا شایع باغ عالم چیست	بدست مردم حشیم از رخ تو گلچیدن
برجت سبز لعل تو تو قسم و تر	کشش چون بود از آن سوچه سود کوشیدن
ز خط یار یا موزمهر با رخ خوب	که گرد عارض خوان خوش است گردیدن

بوس جزب معشوق و جام می حافظ  
که دست زهد فروشان خطاست بوسیدن

می سوزم از فرقت و از جفا بگردان	هجران بلا می باشد یا رب بلا بگردان
نه جلوه می نماید سبز خنک گردون	تا او بسر در آید بر رخسار پاک گردان
ینغای عقل و دین در ایرون خرام سرت	بر سر کلاه شکن در قریب بگردان

مرغولہ را بگردان یعنی بر عشم سبیل  
 لے نور چشمستان در عین لطف نام  
 دوران چو میوید بر عارض تیان خط  
 گرد چین بخورے همچون صبا بگردان  
 چنگ حسنین و جامے بنوایا بگردان  
 یارب نوشتہ بد از یارب بگردان

حافظ زخوریان قسمت جز این قدرت

گر نیست رضاے حکم قضا بگردان

بنگن پر صفت رندان نظرے بہترین  
 در حق من لب آں لطف کمی فراید  
 انگہ فکرش گرہ از کار جهان کشاید  
 دل بدان رود گرامی چه کنم از جسم  
 ناصح گفت کہ جز عشم چه ہند از عشق  
 گر گویم کہ قسح گیر لب ساغر بوس  
 بر در میکہ میکن گدے بہترین  
 گرچہ خواست ولیکن قدرے بہترین  
 گو دین نکستہ بغیر از نظرے بہترین  
 مادر و ہمدرد پسرے بہترین  
 گفتم لے خواجہ عاقل ہنرے بہترین  
 بشنوائ جان کہ گوید دگرے بہترین

کلب حافظ شیرین شاخ نباتت بچین

کہ دین باغ زمینی ترے بہترین

یارب آن اہر شکن بختن باز رسان  
 دل از ردہ مارا بہ نیسے بنواز  
 وان سہی سرور ددان را بچین باز رسان  
 یعنی آن جان تن رفتہ تن باز رسان



یارمہ روسے مرا نیزمین باز رسان	ماہ و خورشید بام تو بتزل چورسند
بشنوایے پیک سخن گیر سخن باز رسان	سخن نیست کہ ابے تو خواہیم جیتا
یارب آن گوہر خشان یمن باز رسان	سنگ و گل گشت عیتق از اثر گزین
میش عتقا سخن از داغ و زغن باز رسان	برو اسے طائر میمون ہایون طلعت

آنکہ بردے وطنش دیدہ حافظ یارب  
برادش ز غوی بہ وطن باز رسان

تایہ سینم سر انجام چہ خواہد بودن	خوشتر از فکرے و جام چہ خواہد بودن
از خط جام کہ منہ جام چہ خواہد بودن	پیر میخانہ چہ خوش گفت نمائے دوش
اعتبار سخن جام چہ خواہد بودن	بادہ خور عنم مخور و پذیر مستند شنو
گو نہ دل بخش و نہ ایام چہ خواہد بودن	عنم دل چہ نہ توان خورد کہ ایام نہاند
رحم آن کس کہ نہ درام چہ خواہد بودن	میرغ کم حوصلہ را گو سرخو گیسو برو
تایہ سینم کہبتا کام چہ خواہد بودن	دست رنج تو ہمان بیک شود صرف بکام

بزدل از رہ دل حافظ بہت و چنگ و غزل  
تا جزاے من بہ نام چہ خواہد بودن

بزدل جان من دلبر جان من	دلبر جان من بزدل و جان من
-------------------------	---------------------------

از لب بانان من زنده شود جان من از لب بانان من	از لب بانان من زنده شود جان من
قاک میرکوی دوست و فتنه فزون من	روشنه رضوان من قاک میرکوی دوست
والد و شیدای تست این دل حیران من	این دل حیران من والد و شیدای تست
مصر ملاحظت تراست یوسف کنعان من	یوسف کنعان من مصر ملاحظت تراست
قامت دلجویی تست سر و گلستان من	سر و گلستان من قامت دلجویی تست

حافظ خوشخوان من نقد کمال غیاث  
نقد کمال غیاث حافظ خوشخوان من

عقل و جان را بسته زنجیر آن گیسو بین	کلمه دلکش بگویم خالی آن مهر و بین
گفت چشمم نیم مست غنچ آن آه بین	عیب دل کردم که خوشی طبع و هر جانی مباحش
ای نصیحت گو حسن را در دین و بین	عاشقان آفتاب از دلبر باغش
نافه را خون و بر گزاف زلفش عنبر و بین	لزه بر اعضای مهر از رشک آن هر و گز
جان صد صاحب دل آنجا بسته یک سو بین	ملقه زلفش تماشا خانه باد مباحش
با هواداران بهر و حسیله مند و بین	زلف و بلندش صبا ما باند و گردن مند
کس نیست در میدان شمش از هر سو بین	آنکه من در جوش از خرد ویران شدم
تیزی ششیر بن گریه و باز و بین	از مراد شاه منصوری فلک رخ بر تاب

حافظ اردو گوشت محراب و مالک و است

اے نصیحتگو حرف را آن خم ابرو بین

اے لب آب حیات دای قدرت سرگون	اے خست خورشید غاوری خلت مشک متن
بمحو ابرویت بحشیم من کم آید باه نو	چون لب اعلت نمی باشد عقیق اندرین
تا رخت دیده است گل در باغ ای سحر و دل	بر تن خود چاک می سازد نخلست پیرین
رشته جان من است آن با سر موسی بن	دوزه خورشید یاد منج دست آن یاد من
بوسه بخورم ز تو لب ابدندان میگری	سیکنی جانم جراحت بار دیگر جان من
عاشق روی تو ام ای شاه خوبان جهان	این حکایت را بداند آشکارا مردوزن

مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من

داد من بستاند از تو روز محشر فلان

اے آفتاب آینه دار جمال تو	مشک سیاه مجمره گردان جمال تو
صحن سرای دیده بستم ز لعل چرخ	کاین گوشه نیت درخیز خیال تو
بطبع تر ز روی تو صورت یست مسیح	طغرانویس ابرو مشکین مشال تو
در ادراج ناز و نمزی اے پادشاه حسن	یارب مبادا بقیامت زوال تو
آپیشوای بخت روم تنیت کمان	کو فرده ز منت دم عید وصال تو

تا آسمان ز حلقہ گوشتانِ ما شود	کو عشوہ ز ابرو چمنِ ہلالِ تو
در عینِ زلفش ای دلِ سکیں چگونہ	کا شفتہ گفت بادِ صبا شرحِ حالِ تو
برخواست بوی گلِ ز درِ آشتی درے	اسے نو بہارِ البِ ز خندہِ قالِ تو
در صدِ رخِ چہ سرِ کدِ امینِ جہانم	شرحِ نیازِ مندی لیلِ لیلِ تو

حافظِ درین کند سرِ سرکشانِ بے ست  
سودایِ کجِ پیرِ کُناشتِ محالِ تو

اے پیکِ بستانِ خبرِ سرِ و ماگو	احوالِ گلِ بیلِ ستاں لگو
آنحرمانِ غلوتِ انیسیمِ محور	با یارِ آشتا سخنِ آشتا لگو
دلما ز دایمِ طرہ چو بر خاکِ مے نشاند	با آن غریبِ ماچہ گزشت از ہوا لگو
پرچینِ چومی شدی سیرِ نفیسِ مشکبار	با اسیرِ چو داشت ز بہرِ جنتِ را لگو
گردِ بکرتِ برانِ بردِ دولتِ گذشتہ	بعد از ادایِ خدمتِ و عرضِ دعا لگو
ہر کس کہ گفت خاکِ درِ دوستِ تو تیرا	گو این سخنِ معاینہ درِ چشمِ ما لگو
منجِ حینِ بُنویسِ منِ دوشِ میگِ گیت	آخر تو داقِ قنی کہ چہ رفتِ اے صبا لگو
در را و عشقِ فرقِ غنی و فقیر نیست	اے پادشاہِ حسنِ سخنِ باگدا لگو
اُن مے کہ در سہوِ دلِ صوفیِ معشورہ برد	کے در قدحِ کرشمہ کند ساقیا لگو

آن کس که منع از خرابات میکند  
جان پرورست قفسه ارباب معرفت  
هر چند ما بدیم تو را برادران گیسو  
بر این فقیر نامه آن محترم بخوان

گو در حضور سپهر من این ماجر اگو  
رخز به برادر سپرس و حدیثی بی اگو  
شاهانه ماجر اگو گناه گداگو  
با این گدا حکایت آن پادشاگو

حافظ گرت بخیس اورا میدهند  
مے نوش و ترک زرق بر آس خد اگو

اے خونهای نافه چین خاک او تو  
ز گس کر شدمی برد از حد برون خرام  
خونم بخور که هیچ ملک با چنین جال  
آرام و خواب خلق جهان اسبب قوی  
با هر ستاره سرد کارست هر ششم  
یاران هم نشین همه از من جدا شدند  
یا بریدان مباش که مانند نخت نیک  
فر دای روز حشر که عرض خلافت است  
حافظ طمع مبذله عنایت که عاقبت

خورشید سایه پرور طرف کلاه تو  
اے جان فدای شیوه چشم سیاه تو  
از دل نیاید شش کنوید گناه تو  
زان شد کنار دیده دل تکیه گاه تو  
او حسرت مشروغ رخ نچو ماه تو  
مایم و استاده دولت پناه تو  
یا بر تو باد هر که بود نیک خواه تو  
باشد دران میان بمن فیت زنگاه تو  
آتش زند بخرمن عشم دود آو تو

اے قباے پادشاهی راست بر بالای تو  
 افتا نیست را هر دم طلوع می کند  
 جلوه گاه طائر اقبال گردد هر کجا  
 از رسوم شرع و حکمت پانزاران اختلاف  
 آب حیوانش ز منقار بلاغت می مکند  
 گرچه خورشید فلک چشم و چراغ عالم است  
 آنچه اسکنده طلب کرد و ندادش زنگ  
 عمن حاجت در عزم دردت تحمل نیست

جایگاه پادشاهی را در میان دریا و دریا

ز سیت تلج و نگیمن از گوهر و لاله تو  
 از کلاه خسروی رخسار مهیاسه تو  
 سایه انداز و بهای چتر گردن ساسه تو  
 نکته هرگز نشد فوت از دل اناسه تو  
 طوطی خوش لحنی ملک شکر خاسه تو  
 روشنائی بخش چشم دست خاک پاسبه تو  
 جرعه بود از زلال جام جان افزای تو  
 را در کس مخفی نماند بر فروغ اے تو

خسروا پیرانه سر حلقه جوانی میکند  
 بر امید عفو جان بخش گن فرسای تو

بجان پیر خرابات و حق صحبت او  
 بشت اگر چه نه جاس گناه گار نیست  
 چراغ صافقه آن شراب و دشمن باد  
 بر آستانه میخانه گر سر بستی  
 بیار باده که دو شمشیر عالم غیب

که نیست در سر من جز بهای خدمت او  
 بیار باده که مستطعمم جرمت او  
 که ز دهن من من آتش محبت او  
 خزن پاسب که معلوم نیست نیت او  
 نوید داد که عامست منیع رحمت او

کمن بحشیم حقارت نگاه بر من مست  
مینکند دل من میل بد تو بوی

کز نیست معصیت و زهر بے مشیت او  
بنام خواجہ یکوشیم و فدویت او

مرا م حنہ قد حقا قطیاده در گروت

مگر ز خاک خرابات بود فطرت او

تاب نبشته مید هر طره شکست تو  
ای گل خوش نسیم من بلیل خویش ره تو  
دشمن دوست گو بگو هر غرض که ممکن است  
خرقه زهر و جام می گرچه ز در خو برست  
شور شراب و سوز عشق آن نسیم زنیاد  
من که ملول گشته از نفس خشنکان  
مهر رخت سرشت من خاک درت بهشت من  
دل گدای عشق را گنج بود در استین  
شاه نشین حشیم من تکیه که خیالت

پرده غنچه مید در دهنه و لکنت تو  
کز سر صدق میکند شمع شب دعای تو  
جوهر همه جاسایان میکشم از برایت تو  
این همه نقش میزنم در طلب لطفای تو  
کاین سر سبز چو شود خاک بر سرای تو  
قال و مقال عالمی میکشم از برایت تو  
عشق تو سر نوشت من راحت من ضایع تو  
زود بسلطنت رسد هر که بود گدای تو  
جای دعاست شاه من بتو بیا بجای تو

خوش چنینست عاصت خاصه که در بهار حسن

حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرای تو

خوش خلقه است لیکن غمیت راه از  
 آنجا بیاے چه درد حاجت بخواه از  
 کاینه است جام جهان من که آه از  
 من برده ام باده فروشان پناه از  
 این دود بین که نامه من شد سیاه از  
 گو بر سر روز مشعل صبحگاه از  
 بتوان مگر ستر در و ف از گناه از  
 روزی شود که یاد کند پادشاه از

خط انداز یار که گرفت ماه از  
 ابروی دوست گوشه محراب دلت  
 ای جرحه نوش مجلس جسم سینه پاک  
 سلطان غم هر آنچه تواند بگوین  
 کرد ابراهیل صومعه ام کرد منی پرست  
 ساقی چسب مرغی برده آفتاب از  
 آب بر روز نامه اسماعیل نشان  
 آخر دین خیال که دارد گدای شهر

حافظ که ساز مجلس عشاق ساز کرد

غالی باده عرصه این بزم گاه از

از ماه ایرد ان منت شرمیت رو  
 غافل ز خط جانب یاران خود شو  
 کا بنجانه از نافه دشمن بر نسیم جو  
 آنکه عیان شود که رسد موسم دور  
 از سیر اختران کهن سالن ماه نو

گفتا برون شدی تماشای ماه نو  
 غمیت تا دم ز میمان زلف تست  
 مفروش عطر عقل بند و زلفیای  
 تخم دفا و مهر دین کشت زار عشق  
 ساقی بیار باده که مرغی بگویت



شکل ہلال بر سر مہر نشان ۴۶ از افسر آتابک و پیر کھاک گو

حافظ جناب پیر معان امن و قفا  
درس و فادہ برادر خوان و زوشنو

<p>باد بھاری وز بادہ خوشگوار کو گوشت سخن شنو کجا دیدہ اعتبار کو ای دم صبح خوش نفس تازہ زلف یار کو دست زدم بخون دل بہر خدا نگار کو خضم زبان دراز شد خنجر آمدار کو مردم ازین ہوس لے قدرت اختیار کو</p>	<p>گلبن عیش میدہ ساقی گلزار کو ہر گل نوز گلرخ یاد میکند لے مجلس بزم عیش را غالیہ مراویت حسن فروشی گلم نیست کجائے ای صبا شیخ محمد نیز مکہ کاف و عارض توفیر گفت مگر ز لعل من بوسہ نداری آرزو</p>
--	--

حافظ اگرچہ در سخن غازی گنج حکمت  
از عجب مرد زنگار و دون طبع سخن گزار کو

<p>جہان شہنشاہ می بینم ازان چشم ازان بد نگارین گلشن رست و شکین ساہبان بد کہ باشد کہ نماید ز طاق کسان بد کہ از پیش تو تیر او کشد بر سر کمان بد</p>	<p>چہ نیست خون افان چشم آن کمان لبر غلام چشم آن ترکم کہ در خواب خوش ستے ہلالی شہ تمیزین عشم کہ با طعنا می شکینش ہیشہ چشم مستش را کمان حسن در زبا بد</p>
---	---

<p>اردان گوشت گیران باز جنبش طرزد گلزار است          رقیبان غافلند زنا کزان چشم سیمیم          و اگر دوری را کس نگوید با چنین حسن          تو کافز دل نمی بندی نقاب کف می ترسم</p>	<p>که بر طرف سن زار شکی می برد چنان بزر          تهر لوان گوی پیغام است حاجت میان بزر          کزان انجمن چشم است دان انجمنان بزر          که محسوم بگرد اند خم آن دستان بزر</p>
--	--

اگر چه مرغ زیرک بود حلقه در فدا کردی  
 به تیر غمزه صیدش کرد چشم آن کمان بزر

<p>مربع سبز فلک دیدم و داس بر نو          گفتم ای بخت بخت پیدی و خورشید وید          تکیه بر اختر شکر دکن کاین عیار          گردی پاک بجز دو سیما بفلک          آسمان گمزدوش این عظمت کاغذ شوق          گوشواره در لعل اریچه گران ارد گوش          چشم بد و در زخالی تو که در عرصه حسن          هر که در مربع دل تخم و قاسم بزر کرد          اندرین آرزو باش چو ف حلقه بگوش</p>	<p>یادم از کشته خویش آمد به گام در          گفت با این همه از سابقه نوسید شو          تاج کاوس ربودد که گنجسرو          از فروغ تو بخورشید رسد صد پر تو          خرمن سر بچرخ خوشه پروین بدو          در در خوبی گذران ست نصیحت بشنو          بیدستی را ندک برد از مهر و خورشید گرد          زرد روی گشت از حاصل خود گاه در          در قفای خوری لزد از ره خویش فرو</p>
---	--

نقشِ رزق دریا خرمین دین خواهد خست  
حافظ این خرقه پشمینه بسیند از دُ

چین شکن زلفت چمن نازد چین خوشبو  
سیم ست برت یا علج سنگ ستالت یارو  
زلفت بحسبم چو گان بر بود دلم چون گو  
یا غالی می ساید در باغچه حسا و  
اے کاش تو انستم گفتن سخنی یارو  
گر یار نکو باشد دشمنو سخن بد گو  
بنود بد اگر باشی بادل شدگان نیکو

اے در چمن خوبی رویت چو گل خود  
ماه است خیمت یار در شکست خطت یاب  
علت بد بردن ان شکست پاسبی  
ان را محو زلفت ست یا محو زلف غیر  
گفتی سخن خود را با یار بایگفت  
بد گوے تو آن باشد کرد یار کند منت  
بامایه ازین میباش تا راز نگردد فاش

استاد غزل سعادت پیش همه کس نام  
دارد سخن حافظ طرز سخن حنا جو

باده دلکشای بجز تازه ستانه نوبنو  
بوسه شان یکام از تو تازه ستانه نوبنو  
رود که پر کشم ستانه تازه نوبنو  
باده بخور بیا دوا تازه ستانه نوبنو

مطرب خوش نوا بگو تازه ستانه نوبنو  
باشم چو بخت خوش بشین بخلوے  
ساقی سیم ساق من نیست میم بیا پیش  
برز حیات کے خوری گزند مدام می خوری

شاہد و لباس من میکند از لباس من      نقش و نگار و رنگ بگو تازہ بتازہ نو نو

باد صبا جو گزری بر سر گویا آن پری  
قصہ حاشش بگو تازہ بتازہ نو نو

از خون دل نوشتم نزدیک بایر با  
هر چہ بد کار مودم از وی نبود سودم  
دارم من از فرقت و دیدہ صد علا  
پریدم از طیبہ احوال دست گفتم  
نغمہ ملات اگر در گرد دست گزوم  
حال درون بشیم محتاج شرح بگو  
باد صبا ز عالم ناگہ نقاب برداشت

ای رایت دہر امن ہجر الکلیات  
من جرب الجرب حلت بہ النکاح  
لیس الدموع عینی ہذا فی اللہ  
فی بعدا عذاب فی قرب النکاح  
واللہ ما رینا حبا بلما  
خود میشود محقق از آب چشمم نما  
کاشم فی منی اطلق من العنقا

حافظ چو طالب آمد جامے و جان شیرین  
خشیہ ذوق منہ کاس من الکرامہ

ای از فرغ رویت روشن چرخ دیدہ  
مچون تو ناز منی سراپا لطافت  
ہزار ہاے کہ دیدہ یا قوت منی خورد  
بانتہ چشم سنت چشم جہان ندیدہ  
کیستی نشان نداده ایزد نیا فریدہ  
سجادہ ترک دادہ پیمانہ کر کشیدہ

در قصه خون عاشق ابرو چشم شونخت  
 مآلے کبوتر دل چون مرغ نیم بمل  
 مآلے فرد گزاری چون زلفت خود طمرا  
 میلے اگر ندارد با عمارت تو ابرو  
 گر بر لبم نمی لب یایم حیات باقی  
 از سوز سینه هر دم دودم بسبر بر آ

که این کیس کشاده که آن مکان کشیده  
 باشد ز تیر هجرت در خاک خون طسیده  
 سرگشته در پرتیان اسے نور بر دودید  
 پیوسته از چه باشد چون قدیم سید  
 آن دم که جان شیرین باشد لب رسید  
 چون عود چند باشم در قشال آید

گردست من نکیرے با خواجہ باز گویم

کو عشوه دل ز حلقه چون بداد دید

از من جدا مشو که تو ام نور دید  
 از دامن تو دست نذارند عاشقان  
 از چشم زخم دهر مبادت گو نذرانم  
 منم کنی ز عشق وی ای غنستی زمان  
 چشم بد از تو دور که در طس زردی  
 پایم نمیرسد بر زمین دیگر از نشاط  
 داری خیال پرش عشاق بی نوا

آرام جان و منوس قلب رسید  
 پیراهن صبوری ایشان دید  
 در ولبری بغایت خوبی رسید  
 معذور دارمست که تو اورا ندید  
 خط بر جال پوش کفان کشید  
 تاسوی من بلطف دعایت تو دید  
 گویا که بوی صدق از ایشان شنید

زین سز نش کر در آرد دست حافظا  
میش از گلیم خویش مگر پاکشیده

اسے کہ با سلسلہ زلف در آ ز آمدہ  
اب و نش بیم آمیختہ از لب لب  
چشم تو گرچہ بھر سحر و لم برابر  
ساعتی ناز مفر و بگردان عادت  
آفرین بردل زرم تو کہ از بہر ثواب  
زہرین باتو چہ سجد کہ بر بغاے لم  
میش بالای تو میرم چہ صلح و چہ جنگ  
فرصت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ  
چشم بدور کہ خوش شہباز آمدہ  
لیک صد حیت کہ بگاہ نواز آمدہ  
چون پیر سیدن یاب نیاز آمدہ  
کشتہ عسکر خود را بنماز آمدہ  
مست و آشفته بجا تو گہ راز آمدہ  
کہ بھیر حال بر اندازہ ناز آمدہ

گفت حافظ در گرت خرقہ شراب آلودہ است  
مرا از مذہب این طائفہ باز آمدہ

چراغ روی ترا شمع گشت پروا  
حسرت کہ قید بمانین عشق سیف مژ  
بمژدہ جان بصباء اد شمع در نفس  
یوے زلف تو گر جان میادفت چہ شد  
مرا ز حال تو از حال خویش پروا  
یوے حلقہ زلف تو گشت دیوانہ  
ز شمع روے تو اش چون رسید پروا  
ہزار حبان گرامی فدای جان

بر آتش رخ زیبای تو بجایے سینہ	بغیر حال سیاهت کردید بیدار
چہ نقشہا کہ بر انگشتیم و سودمند است	فسون مابر او گشته است افسانہ
مراد در لب دوست هست پیانے	کہ بر زبان نبرم جس نہ حدیث پیانے
من غریب غیرت قدام از پادشاه	نگار خویش جو دیدم بدست بگانه

حدیث مدرسہ و خانقہ مگوئے کہ باز

فادہ در شرح اقطا ہوا ہے میخانہ

۵۶

خاک نیم مغبر شمامہ دلخواہ	کہ در ہوا سے تو برخاست بامد چاہ
دلیل براہ شواہ طائر خجستہ لقا	کہ دیدہ آب شد از شوق خاک لہر گاہ
منم کہ بے نفس نیز نم زہے خجلت	مگر تو عفو کنی در نہ حدیث عزت
بین لہجہ ترازم کہ غرق خون دل است	ہمال راز کنش از شوق کنند نگاہ
زدوستان تو آموخت در طریقت ہر	سپیدہ دم کہ صبا چاک ز شعاع سیاق
بعشق روی تو روزے کہ از جہان بروم	ز ترجمہ بدست رخ گل بجایے گیا

مدہ بخاطر نازک ملاست از من

کہ حافظ تو ہمین بحث گفت بسم

دامن کشان ہی شد در شرع کشیدہ	صد ماہ روز شکرش حبیب قصبہ دیدہ
------------------------------	--------------------------------

آتش می برگرد عافش خوس  
یا قوت جان فرایش از آب لطیف او  
لفظ نصیح و شیرین قد لب چاک  
آن لعل کوشش بین دان چند پیر آشوب  
آن آهوسیه چشم از دام بارون شد  
تا که کشم عتابت از چشم نمجواب  
ز نهار تا توانی اهل غفلت میا زار  
بس شکر باز گویم در بندگی تو ج  
بر بدگفت دشمن در حق ما شنیدی

در سلسله لطیف و کلمات نوین و سرگشته و صبح و دیوان و نغمه و نغمه

چون قطره های شبنم بر برگ گل چکیده  
شمشاد خوشتر از شمشاد از ناز پروریده  
رؤی لطیف نازک چشم خوشتر کشیده  
و آن معترن خوشش بین دان کام آید  
یا ران چه چار د سازم با این دل میوه  
روزه کرشمه کن اے نور بر مریده  
و نیاید وفا ندارد اے یار برگزیده  
ترا افتد بدستم آن میوه رسیده  
یار که مدعی را با د از زبان زبیده

گرفاظر شریف به بنده شذر حافظ

باز آ که تو به کردیم از گفت و شنیده

در سرای منان ز فیه بود و آب زده  
بهوشان همه در بندگیش بسته مکر  
منور عجام و قدح نور باه پوشیده  
گرفت ساغر عشرت و مرشته رحمت

نشته پیر و صلا الی شیخ و شاب زده  
دل ز طرف کلاه خیمه بحساب زده  
مذاخر بچکان را و آفتاب زده  
رجسره بر منج حور و پری گلاب زده



ز شور و عسریه شاهدان شیرین کار  
 عروبن بخت دران جمله با هزاران ناز  
 سلام کردم و یاسن بروی خندان گفت  
 که کرد اینک تو کردی بضعف هست در کار  
 وصال دولت بیدار تر سمت بپند  
 فلک جنبه کش شاه نصرة الدین  
 بال تانکه مگر نعل مکرش گردد  
 خود که ملهم عیسیست بکسب پش

شکر شکسته سمن بختی ربابه ده  
 کشیده و سمنه و بر برگ گل گلاب ده  
 که ای حسنا کیش نفلس شراب ده  
 ز کج حسانه شده خیمه بر خراب ده  
 که خفته تو در آغوش بخت خواب ده  
 بیابین فلکش دست در رکاب ده  
 ز بام عرش صدش پوسه بر تاب ده  
 زردی صدق صدش پوسه بر جناب ده

بیایمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم

هزار صفت ز دعاهای مستجاب زده

دوش ز فتم بدر میکده خواب لود  
 آمد افشوس کنان میخیزه باده فروش  
 شست و شوی کن و آنکه بجزایات خرم  
 بهوائی لب شیرین دهان چسبند  
 بطهارت گذران مترل پیر می دکن

خفته تر دامن و سجاده شراب لود  
 گفت بیدار شوای رهبر خواب لود  
 آنگرد و ز تو این دیر حسرا لود  
 جوهر بروج بیا قوت مذا لود  
 خلعت شیب به شریف شای لود

آتش نایان ره عشق دین بحر عمیق	غرور گشتند و نگشتند آب آلود
پاک صافی شود از چاه طبیعت بدرگ	که صفائی نمیداد آب تراب آلود
گفتم ای جهان و میر گل عجبیست	که شود و هست بهار از غمی ناب آلود

گفت حافظ برو نکته بیاران مفروش	
آه ازین لطف بانواع عتاب آلود	

سحر گاهان که محسوس بشا	گر قلم باده با چنگ و چن
هنامد عفتل را ز ادره آرنج	و شمشیر متیش کردم رد
نگار بر می فروشم عشوه داد	که امین گشتم از کمر و آ
و ساقی کمان ابرو شنیدم	که ای تیر ملاست انشا
ببندی زان میان طرئی کروا	اگر خود را به جبینی دریا
برو این دام بر مرنع و گرنه	که عنقار بلندست آشیان
ندیم و مطرب و ساقی همه است	خیال آب و گلن رره بهان
که بندد طرف آواز حسن شاهی	که با خود عشق و زود جادو
به کشتی غمی تا خوش بر آسیم	ازین دریای ناپسید اکران
سرافالست از بیگانگی نوش	که نبود حیز توای مردیگان

وجود با مئائیت حافظ

که تحقیقش فنون است و فنانه

عید است و موسم گل ساقی بیار باده  
زین زهد و پارسائی بگرفت خاطرین  
و اعظم که دی نصیحت می کرد عاشقان را  
این یک در روز دیگر گل را غنیمت دان  
در مجلس صبحی دانی چه خوش نماید  
گل زلفت ای حریفان غافل چه شنید

هنگام گل که دیده است بی نمی قبح نهد  
ساقی پیاله ده تا دل شود کثاده  
امروز دیدمش مست تقوی بیاد داد  
گر عاشقی طبع کن با ساقیان ساد  
عکس عنبر رسانی بر جام می نقاد  
بی بانگ و دو چنگ بی یار و جام باد

مطرب چو پرده سازد شاید اگر بخواند

از طرب ز شعر حافظ در زمزم شاهزاد

عیشم مدام است از لعل و نگو  
ای بخت سرکش تنگش کبرش  
ما را بنیسته افسانه کردند  
از قول زاهد کردیم توبه  
جانان چه گویم شرح فرقت

کارم بکام است الحمد لله  
که جام زرش که لعل و نگو  
پیران جاوید شیخان گمرا  
و ز غسل عابد استغفر الله  
چشمه و صد نم جان و صد

از قنات سر و از عارضت ماه	کافر بینا و این غم که دیده است
سر بر نداردم از خاک درگاه	رو برنتابم از راه خدمت
صبر از خدا خواهد صبر از خدا خواهد	از صبر عاشق خوشتر نباشد
صوفی ندانند این رسم داین راه	دلن لایق تر تا بر راه است
از وصل جانان صد لوحش بلند	دیشب برویش خوش بود و قلم

شوق زنت برد از یاد حفظا  
در شبانه درس سرگاه

کردن بخدا می حکم شد	گرتق بار در کوسه آن ماه
استغفر الله استغفر الله	من رند و عاشق آگاه تو به
تا چه چاره با بخت گمراه	این تقوی مانیز دانیم
یا حبس ام باده یا قصه کوتاه	باشیخ وزاهد کمتر شنایم
آینه رویا آه از دست آه	بهر تو عکس برمانیف کند
یا لیت شعر حق حق آفت آه	اصبر مرهم روان
خون بایست خورد درگاه و نگاه	عاشق مخور غم گر وصل خوبی
گرمی شنیدی پند نگو خواه	حافظ بودی زین گو نر بیدل

ست از خانه بیرون تا خسته یعنی چه  
قد بر این قمر به نشناخته یعنی چه  
نخین با همه در ساخته یعنی چه  
بازم از پائے در انداخته یعنی چه  
در میان تیغ بخت ساخته یعنی چه  
عاقبت با همه در باخته یعنی چه

ماه من پرده بر انداخته یعنی چه  
شاه و خرابانی و منظور گدایان شده  
زلف در دست صبا گوشن پیغام چه  
نه سیر زلف خود اول تو بستم دام  
سخت در مردمان گفت و کمر سب  
هر کس از مهره مهر تو بنفشه مشغول

حافظ در دل نکت چو خرقه دایم

خانه از عین سر نپداخته یعنی چه

درین میان بگو زاهد امر چه گناه  
چرا بجز بستر گشتند این گناه را نخواه  
که دست زرق را زبست و آتشین کوتاه  
که تا بزرق بری بندگان حق از راه  
که هر دو کونین ز پیش نشان یک کاه  
دل زمر رسد و خانقاه گشت سیاه  
تو این مراد نیابی مگر بخت نشد

نصیب من چو خزیات کرده است  
کسی که در از لش جام می نصیب افتاد  
بگو زاهد سالوس خرقه پوش دور و  
تو خرقه را زبر اسے هوا ہے پوشی  
غلام هست زندان بے رویایم  
مراد من ز خرابات چونکه حاصل  
برو گدای دیر هر گدای شو حفظ

وصالِ اوزِ عسیر جادوان بہ	خداوندِ امارا کن دہ کہ آن بہ
بہ شمشیرِ مزدو بالکس قسم	کہ رازِ ددست از دشمن نہان بہ
شبِ بیگفت چشمِ کس ندیدہ است	ز مردارِ دیدگو شمشیرِ جہان بہ
ولا دائم گدای کوئے او پاش	بیکلم آن کہ دولتِ جادوان بہ
بخلدم ز اہدِ دعوتِ مفراسے	کہ این سیبِ زخ زان بُستان بہ
برایِ بندگیِ مردنِ بدین دہ	بجانِ او کہ از ملکِ جہان بہ
گلے کانِ پایالِ سر و ناگشت	بود خاکش ز خونِ ارغوان بہ
خدا را از طبیبِ بنِ پیر سید	کہ آخر کے شود این ناتوان بہ
جو نامِ سر متاب از پندِ پیران	کہ راسے پیر از بختِ جوان بہ
اگرچہ زندہ رود آبِ حیات	کوئے شیر از با از اصفہان بہ

سخن اندر دہانِ دوست گوہر  
ولیکن گفتہ حرافظِ ازان بہ

آن غالبِ خطِ گرسو ناما نوشتے	گردونِ ورقِ ہستیِ مادرِ نوشتے
ہر چند کہ ہجرانِ نمبرِ وصلِ برآرد	دہقانِ ازلِ کاش کہ این تخمِ نوشتے
آفرینشِ نقدِ ست کئے کہ درین جا	یاریتِ چو خورے و سراسے چو بستے

مفروش یلغ ارم و تخت شداد  
 تنانہ منم کعبہ دل بتکدہ کردہ  
 در مصطفیٰ عشق تنعم نتوان کرد  
 کلکت کہ مرزا دزبان شکرینش  
 معارف وجود ارنہ زوے رنگبے از عشق  
 تا کے غم دنیا سے دنی اسے دل ناوا  
 آلودگی خرقہ حسراتی جهان ست

یک شیشہ سٹے صاف بے لب کشتے  
 در ہر قدم صومعہ ہست کشتے  
 چون بالش ز زمیت بایم بخشے  
 مہراز تو ندید ارنہ جوابے ہوشے  
 در آب محبت گل آدم نہ سرشتے  
 حیثیت زخوبے کہ شود عاشق نشے  
 کور اہر وے پاک دے خوب سرشتے

از دست چہ ہشت سبز لبت تو حافظ  
 نقد حیرتین بود چہ کرے کہ نہ ہشتے

آمت ز کج زنجیر کجی دزدان غری  
 پیام دوست شنیدن سعادت و ست  
 بیابان غریبان و آب یدہ من بین  
 اذ القرب عن ذی الاراک طائر خیر  
 خوشادے کہ درائی و گویت بست  
 بے نامند کہ روز سداق با سرائید

من ابلع عجمی الی سعادت سلامی  
 فدای خاک در دست بادبان گرامی  
 بسان باد صافی در آگینہ شامی  
 ظلال منہ دمن روضہ انین حامی  
 قدمت خیر قدم نرات خیر مقامی  
 رایت من بضات الحمی قباخیامی

من ارچہ سچ گزارم نزاری دند شایان	زیر کا جھو ایم قبول کن بسلامی
ایسہ است کہ زودت بکام خوش بنیم	تو شاد گشتہ بفرماندی دمن بسلامی
بعدت منک قد صرت ذابنا کلال	اگرچہ روئے چو بہت نذیرہ ام تجمی
وان دعیت بلجود صرت ناقص عہد	فما طیب نفسی وما استطاب منامی

چو سلاک خوشاب شستہ توح فطنا  
کہ گاہ لطف بق مے بر دزد نظم نظامی

اکنوں کہ ز گل باز چین شد چو پستہ	ساتی مے گلگون بطلت لب کستہ
ز چنگ عنت از دل مے گل رنگ دہ	بشنو کہ چنین گفت مرا پاک سرشتہ
گر مستبہت بر کہ دیو بادہ زہر سنگ	بشکن تو کہ دسے سیرا دیز بنشتہ
جہل من و علم تو فلک را چہ تفاوت	آن را کہ بصریت چہ خوبے چہ بدشتہ
ترا ہد حکم نیہ حکایت کہ نیست م	ترکیبت چو چورے دسر نے چہ بدشتہ
بر خاک رہ خواجہ کہ دیوان کمال ست	گر بالش ز زمیت بسایم بنشتہ

ترسا بچہ بدوش می گفت کہ حفظا  
حیث ست کہ ہر دم کند آہنگ کشتہ

اے باد نسیم پاد داری | زبان مخمہ مشکبار داری



ای گل تو کجا در دوسے زیباش	ای طرہ او چه کار داری
ایرمان تو یکا و خطا سبزش	و مشک تر و تو خار داری
ز گس تو کجا و چشم مستش	و تازه و تو غبار داری
ای سرو تو بافتد بلندش	و سرخوش و تو خار داری
ای عسل تو با وجود عشقش	و در باغ چه اعتبار داری
	و در دست چه اختیار داری

روزے برسی بوسل حفظا

اگر طاقت انتظار داری

ای خیر یکوش که صاحب خبر شوی	آرامین نباشی که راهبر شوی
و مکتب حقائق پیش ادیب عشق	ان ای پسر کوش که سرگردان شوی
دست از من جو جو مردان ره بشو	تاکیم یای عشق بیایی دزد شوی
خواب خورت ز مرتبه عشق دور کرد	آن هم سری بدوست که خواب خور شوی
گر نور عشق حق بدل و جانت نمند	باشد که آفتاب فلک خوبتر شوی
ز پای تاسرت همه نور خورشید	در راه ذوالجلال چوبی پاوش شوی
بنیاد هستی تو چو زیر دزد شود	در دل مدام هیچ کز زیر دزد شوی

گرد و سرت هوای و صاست حافظا  
باید که خاک در گه اهل بصر شوی

ای پادشاهِ خوبان داد از غم تنهائی	دل بے توجیان کند و دست که بازائی
ای درد توام درمان در ستر اکامی	وی یاد توام مونس در گوشه تنهائی
مشتاقی و مجوری دور از تو چنانم کرد	کز دست بخوابد شد پایان شکیبائی
دام گل این بتان شاداب نماند	دریاب ضعیفان را در وقت توانائی
صدا د صبا اینجائی سلسله می رقصند	دین ست حریت ای دل تابا پیویمائی
در دایره کثمت مانقظه پر کاریم	لطف آنچه تو اندیشی حکم آنچه تو فرمائی
فکر خود در ای خود در عالم رندی نیست	کفرست دین مذہب خود بینی خود رانی
یار ب که توان گفت این نکته که در عالم	رخساره کس نمود آن شاه هر جانی
دی شب گداز دلفت با باد صبا گفتیم	گفتا غلطی بگذر دین فکرت سودائی
ساقی چنین گل ابے روی تو زنگ نیست	شمشاد و خرامان کن تا مایع بیارائی
زین دایره مینا خنجر جگر منم	تا حل کنم این مشکل زین ساغر مینائی

حافظ شب بچران شد بوی خوش صبح  
شادیت بسا که دادی عاشق شیدائی

ای دُرُج تو سپیدانوار پادشاهی  
 کلب تو بارک شد در ملک دین کثاوه  
 بر اهرسن تابانوار اسم عظم  
 در حشمت سلیمان هر کس که شک نماید  
 تیغی که آسمانش از فیض خود دهباب  
 گر پر توئی ز تعینت بر کان معدن نهد  
 دامن دلت بچشد بر آشک شب نشینان  
 ساقی بیار آب از چشمه خرابات  
 بازار چه گاه گاه بر سر هند کلاه  
 در دو دمان آدمها وضع سلطنت  
 کلب تو خوش نوید در شان بادغیا  
 عمریست پادشاه کنز خلیفت جم  
 لے عنبر تو مخلوق از گنیمای عت  
 جایس که برق عصیان آدم صغی زد  
 یا بجا البرایا و اهب اعطایا  
 در فکر تو پنهان حدیث حکمت الهی  
 صد چشمه آب حیوان از قطر سیاهی  
 ملک آن تست خاتم فرما هر فخری  
 بر عقل و دانش او خند مرغ و ماهی  
 تنها جهان بگیرد بے منت سپاهی  
 یا قوت مسخر رود از خشنود رنگ کاهی  
 اگر سال ما پرسی از یاد صبحگاهی  
 تا خرقه ایشویم از عجب خانقاهی  
 مرغان قاف دانند این بادشاهی  
 مثل تو کس میداند است این علم را کماهی  
 تعویذ جانفرازی و افسون عمر کاهی  
 اینک بنده دعوی ز محاسب گواهی  
 های دولت تو امین نصیحت تباهی  
 مارا چگونہ زبید دعوی بیگناهی  
 عطا علی مقل حلت یہ الدواهی

جو راز فلک نیاید تا تو ملک صفاتی

خلم از جهان برون شد تا تو جهان بنیای

حافظ چو دوست از تو که گاه می بردم

رنجش ز محبت منما باز ابر سذر خواهی

اے دل آن کہ خراب از می گلگون باشی  
در مقامی کہ صدارت بفقیران بخشند  
تاج شاهی طبعی گوهر ذاتی بسما  
در رہ منزل لیلی کہ خطر باست بجان  
کاروان فت تو دو خواب بیابان پریش  
نقطہ عشق نمودم بتو مان سہو کن  
ساغرے نوش کن جو عبر افلاک نشان

ہم

بے زرد گنج بعد حشمت قارون باشی  
چشم دارم کہ حباب از ہمہ افزون باشی  
در خور از گوہر حبشیدہ فریدون باشی  
شرط اول قدم آنست کہ بمنون باشی  
کے روی رہ ز کہ پرسی سپہ کنی چون باشی  
در نہ چون شگری از دائرہ بیرون باشی  
تا بچند از عینم ایام جگر خون باشی

حافظ از گفتن کن نالہ کہ اگر شعر نیست

بیج خوشدل نہ پسندد کہ تو محسودن باشی

ای دل بکوی عشق گذارے نیکنی  
چو گاہ کام در کف و گویے نیزنی  
این خون کہ موج میزند از جگر حیرا

از جگر حیرا

اسباب جمع داری و کارے نیکنی  
بانے پچنین بہت و شکارے نیکنی  
در کار رنگ بوسے نگارے نیکنی

شکین ازان تشویم قلقت کی چون صبا	بر خاک کوے دوست گزارے نیکنی
گردگران بجان غنیم جانان خدیوہ اند	اے دل تو این معاملہ بارے نیکنی
ترسم کہین چنین بری استین گل	گر گلشن حشمتی حشرے نیکنی
در استین کام تو صد نامتہ درج	آن رافدا سطرہ یارے نیکنی
ساغر لطیف و لکش و می فگنی بجاک	داندیشہ از بلاے خمارے نیکنی

حافظ برد کہ بستگی بارگاہ دوست  
گر جسم می کنند تو بارے نیکنی

ای دل اگر از چاہ و زخندان برائی	ہر جا کہ روی رود پشیمان برائی
ہشدار کہ گرد سوسہ عقل کنی گوش	آدم صفت از روضہ رضوان برائی
آکے چو صبا بر تو گھارم دم ہمت	کو غنچہ جو گل خرم و خندان برائی
در تیرہ شب ہجر تو جانم بلب آمد	وقت کہ نیمچون ستر تابان برائی
جان میدہم از حسرت آن بعل و آنش	باشد کہ چو خورشید در خشان برائی
شاید کہ آبے فلکت دست بگیرد	گر تشہ لب از چشمہ حیوان برائی
در خانہ غم چہ نشینی بلامت	وقت کہ از دولت سلطان برائی
بر خاک بہت بستہ ام از دیدہ و دود جو	باشد کہ تو چون سر و زماں برائی

حافظ کن اندیشه کر آن پوست مهری  
یا ز آید و از کلبه احزان بدر آئی

ای فتنه بهشت ز کویت حکایت	و اب فتنه ز نوش لبانت حکایت
الفاس عیسی از لب لعل طیفه	شرح جمال حور ز رویت بود
کے عطر ساری مجلس روحانیان	گل را اگر نبوسے تو کدوے رعایت
در آرزوے خاک در دست خاتم	یا و آدراسے صبا که نکردی حمایت
در آتش از خیال خوش دست میزد	ساقی بیا که نیست ز دو زنج حیات
بوی دل کباب من آفاق را گرفت	وین آتش اندر و بکند بهم سرگشت
ای دل پر ز دانش و دغیت ز دست رفت	صدایه داشتی و نکردی کفایت
همچو به از دل من و از غصه قصه	هر سطرے از خیال تو در رحمت یافت

دانی مراد حافظ ازین آه و ناله چیست  
از تو که شمه دوزخ و عنت است

اے ز شرم عارضت گل کرده جو	در عرق پیش عشقت جام
زاله بر لاله است یا بر گل گلاب	یا بر آتش آب یا بر رویت جو
میشد از چشم آن کسان بزدل	از پیش رفیت و گم میگرد

اشبانه زلفش نخواهم دست  
 چون بنی عامریه مجنون شوند  
 زنی و من لب لباب بنیاد  
 آنکه بر هر حرب عه جان می ده  
 عود بر آتش نه و منقل میوه  
 با تو زین پس گز فلک خواری کند  
 خسرو آفاق بخشش کو سخا  
 چنگ بر دست مطرب نه می

چنگ بر دست مطرب نه می  
 چنگ بر دست مطرب نه می  
 چنگ بر دست مطرب نه می

رود و دزدان با هم میزن کیس  
 گریه و ناله آید کی لیلی ز سحر  
 چنگ را در زیر ناخن کوهستان  
 جان از وستان جامه ده بوسه  
 غم مار از کثرت سرای نه  
 یازگودر حضرت دارای نه  
 نامه حاتم زناش گشت طه  
 گوشت بخراش و تخم بزم نه

جام می پیش آرد چون حافظ مخور  
 غم که جسم بود یا کاهوس

ی که بر ماه از خط تشکین نقاب انداختی  
 تاجیه خواهد کرد بر ماتا بنی لب عارضت  
 گوی خوبی بردی از خوابان عالم شاد باش  
 رجه از مستی خرابم طاعت من رد کن  
 کنج عشق خود نهدی در دلق ایران کن

طفت کردی سایه بر آفتاب انداختی  
 حالیا نیرنگ نگ خوش آب انداختی  
 جام کینسر و طلب کافر سیاب انداختی  
 کاندیرین شعلم با تید ثواب انداختی  
 سایه دولت برین کنج خراب انداختی

خواب بیداران بستی آنکه از نقش خیال  
 پرده از رخ برگندی یک نظر در جلوه گاه  
 از برای صید دل در گردنم زنجیر زلفت  
 نصرة الدین شاه یحیی ای که تاج آفتاب  
 زینهار از آب تمشیرت که شیران را از دل  
 باده نوش از جام عالم بین که بر او زنگجم  
 هر کس با شیخ رخسارت بنوع عشق شربت

تمت بر شب و آن خیل خواب انداختی  
 و ز جاحور و پرسی را در حجاب انداختی  
 چون کند خسرو مالک رقاب انداختی  
 از سر تقسیم قدرت در تراب انداختی  
 تشنه میکردی و گردان را در آب انداختی  
 شاید مقصود را از رخ نقاب انداختی  
 زین میان پروانه را در منظر آب انداختی

از فریب ز کس منسور چشم نمی پرست  
 حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی

اے که دایم بخوش مزدوری  
 گرد دیوانگان عشق مگرد  
 سستی عشق نیست در سرتو  
 روی زردست و آه درد آلود  
 اگر ترا عشق نیست مزدوری  
 که بقتل و عقیده مشغوری  
 رو که تو ست آب انگوری  
 عاشقان را گواه رخوری

بگذر از ننگ و نام خود حافظ  
 ساعی طلب که مخموری



ای که در کشتن ماسیج مارا نکنی  
 در دمنده ان عمت نه هر طایل نوشتند  
 پنج مارا که توان بر دیگ گوشت چشیم  
 دیده مارا که باید تو در یاست چرا  
 نقل هر چو که از خلق کریمت گویند  
 بر تو گر جلوه کند شاہد بائے زار

نثر

سود و سربایه بسوزنی محاسبان کنی  
 قصد این قوم خطا باشدین تا کنی  
 شرط انصاف نباشد که داوان کنی  
 بتفریح گذری بر لب دریا کنی  
 قول صاحب ضمانت تو اینها کنی  
 از خدا جز می و مشوق تمنا کنی

حافظا سجدہ بحراب دو ابرویش کن

کہ دعائے زیر صدق حسنہ آنجا کنی

اے کہ در کوی خرابات مقامے داری  
 اے کہ باز آن رخ یار گذاری شب داری  
 اے صبا سوختگان بر سر بره منتظر اند  
 بوی جان از لب خندان قوچ می شنوم  
 کاسے ارمی طلبید از تو غصه کی چه شود  
 حال سربز تو خوش دانه عیش ست وے  
 تو بهنگام وفا گر چه نباتت نبود

جم و قوت خودی اردست بچامے داری  
 فرصت باد که خوش صبح و شامے داری  
 اگر از یار مست کرده پیامے داری  
 بشنواے خواجه نوگرا که مشامے داری  
 توئی امر و زویرین شکر که نامے داری  
 بر کنار چمنش ده که چه داسے داری  
 می کنم شکر که بر جو رو داسے داری

سہراں شد فلک ترک جفاکاری کرد  
توئی ای جان کدرین شیوہ خراسے داری

بیس دعاے سحر ت حافظ جان خواہد بود  
تو کہ چون حافظ شب خیر غلامے داری

<p>اے کہ مجوری عشاق روایہ لاری تشنہ بادیه راہم بزلالے دریاب دل بودی وکیل کردست یجان لیکن ساغرنا کہ حسیں دگر می نوشند ای گس عرصہ سیمع نہ جولا کہ تست تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم ای دل خام طمع شرمی ازین قصبہ</p>	<p>بندگان راز بر خوشیچند ایملری بایده که دیرین ره بخند ایملری بہ ازین دازنگا شش کہ مرا ایملری ماحتل کنیم ارتور و ایملری عرض خود می بری و محبت ما ایملری از کہ می نالی و فریاد چہر ایملری کارنا کردہ چہ ایملری عطا ایملری</p>
---	--

حافظ عادت خوابان ہمہ جو رست و جفا  
تو کہ زین طائفہ اتید و فایہ لاری

<p>این خرقہ کہ من در بہن شراب او چون عسرتہ کردم چند انکہ نگہ کردم من حال دل ز اہد با خلق نخواہم گفت</p>	<p>دین دفتر بے معنی غرق می ناب او در گنج حسد باقی افتادہ خراب او کاین قصہ اگر گویم با چنگ رہا باب او</p>
---	--

آبے سروپا باشد و ضایع فلکِ نیاں  
از بچو تو دلدارے دل بر بختِ آری

در سر هوس ساقی در دست شرباب آو  
گر آب کیشم بارے زان نفی بتاب آو

چون پیر شدی حافط از میکده بیرون رو  
رنی و هوسناکی در عهد شباب آو

بامعی گوئید اسرار عشق وستی  
با ضعف و ناتوانی همچون نسیم خوش باش  
فصل و سلم بینی بے معرفت بینی  
در آستان جانان از آسمان میندیش  
عاشق شوارنه روزے کار جهان سر آید  
آن روز دیده بودم این فتنه که بر قفاست  
خارا رچه جان بکا بگل عذر آن بخواید  
صدوفی پیاله پیا ساقی و تیرا پر کن  
در حلقه مناعم دوش آن پسر چرخ گشت  
در بند هب طریقت خامی نشان گشت  
سلطان ما خدا را از لفت شکست مارا

آی خجیر بمیرد در رخ خود پرستی  
بیماری اندرین غم خوشتر ز تندرستی  
یک نکته ات بگویم خود را بین که رستی  
کز اوج سر بلندی افتی بجای پرستی  
ناخوانده نقش مقصود از کارگاه رستی  
کز سر کشتی زبانی بامانی رستی  
سهل است تلخی منی در جبهه و پی رستی  
اے کوته استینان تا که در آرد رستی  
با کافران چه کارت گزیت منی پرستی  
آرے طریق زندان چالاکیست وستی  
تا که کند سیاهای چندین در آرد رستی

گر خرقہ بینی مشغول کار خود باش	ہر قبیلہ کہ باشد مشغول خود پرستی
در گوشہ سلاست مستور چون توان بود	تا ز گس تو گوید با مار و موزیستی
غشت بدست طوفان خواهد سپرد ایجان	چون قزین کشاکش بپہشتی کہ رستی

از راہ دیدہ حافظا دیدہ ز لعب بیت  
 با جملہ سر بندی شد پایمال پستی

بیان او کہ گرم دسترس بیان بودے	کینہ مشکیش بند گانش آن بودے
اگر دلم نشدے پای بند طرے	کیم ترار درین تیرہ حاکدان بودے
بگنجتے کہ بہا پیت خاک پای ترا	اگر حیات گران مایہ جاودان بودے
بجواب نیز نمی پیش چہ پای بوال	چو این نبودندیم بارے آن بودے
بر بندگی قدش سر و معترف گشتے	اگر چه سوسن آراوہ دہ زبان بودے

ز پردہ نالہ حافظا برون کی افتاد  
 اگر نہ ہمدم مرغان صبح خوان بودے

بچشم کردہ ام ابرو دے ماہ بیانے	خیال سحر قدے فتن بیتہ ام جانے
ز ماہ دل بکے دادہ ہم من مسکین	کہ نیستش بکس از تاج و تخت پوائے
سر ز دست شد و چشم زانتظار خست	در آرزوے سر و چشم مجلس آرائے

زہے کمال کہ منشورِ عشق از من مراکزِ ریح تو ماہ در شبتانست	از ان کما چنہ بر در سب بطرازے کجا بود بسترِ رنج ستار پروائے
مکدرست دلالتش بخزقہ خواہم زد بروز و واقعہ تا بوقت باز سر و کنید	بسیا بین تو اگر سیکتی تماشائے کہ مرده ایم ز داغ بلبند بالائے
در ان مقام کہ خوبان نغمہ تیغ زنند فراق و وصل چه باشد رضای طلب	عجب مکن ز سر کز ققادیہ و پائے کہ حیف باشد از غیر اوتمائے

ز شوق سر بردارند ماہیان از آب  
اگر سینہ حاقظ رسد بدربائے

پدید آمد رسوم بے وفائی برند از فاقہ پیش ہر خیسے	نماند از کس نشانِ آشنائی کنون اہل ہند دست گدائی
کسے کو فاضلست امروز دوزخ کسے کو جاہلست اندر تنعم	نمی بیند ز غم یک دم بمانی مستلح او بود دم بمانی
اگر شاعر بخواند شعر چون آب نہ بخشندش جوے از بخل و اساک	کہ دل را ز وقت نہ اید روشنائی اگر خود فی الحصل باشد سنائی
خرد در گوش ہوشم و دوش گفت بر و صبر کن در بینوائی	

بیا حافظ بجان این پند میوش

چند

که گراز پاسبینی بر سر آئی

بروز اهدا میدے که داری  
بخیز ساغر که دارد لاله در دست  
مرادر رشته دیوانگان کش  
پیرمیز از من اے صوفی بپز  
بیادل در حنم گیسوی او بند  
بوقت گل حند را تو بشکن  
عزیز انو به سار عمر گدشت

که دارم همچینان امید داری  
بیا ساقی بیا در انچه داری  
که مستی خوشترست از هوشیاری  
که کردم توبه از پر هیز گاری  
اگر خواهی خلاص ورتنگاری  
که عهد گل ندارد استواری  
چو بر طرب چمن باو بباری

بیا حافظ به پند تلخ کن گوش

چرا عمر به بخت میگذاری

بشنو این نکته که خود را غنیمت آزاده کنی  
آخر الامر گل کو زهرا ن خواهی شد  
جهد بنگاه در ایام گل و عهد شباب  
نیکه بر جای بزرگان نتوان زد دیگران

خون خوری گر طلب وری نهاده کنی  
حالا فکر سب و کن که پراز باوه کنی  
عیش با آدمی چسند پرینزاده کنی  
اگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

جر با شدت ای خسرو شیرین حرکت	گزگاہے سوی عمر باد دل فدا دہ کنی
خاطر کے ترسیم صغیر و ہست	گرا ز نقش پر آگندہ ورق سادہ کنی
ای صبا بندگی خواجہ جلال الدین کن	کہ چین پر سمن و سوسن آزادہ کنی

کار خود گر بخت را باز گزری حافظ  
اسے بسا عیش کہ با بخت حشر داد دہ کنی

بصوت لیل و قمری اگر نتوخی	علمان کے گنت آخر الدوائے
دو خیر و بدہ از رنگ بوی فصل بہا	کہ میر سنذرہ رہنماں بہن و فے
زمانہ ہیچ بخشہ کہ باز نہماند	مجزو ست لہ موت مجوز ناکس شے
چو گل نقاب بر افکند و مرغ زدہ ہو	منہ زدست پیالہ چہ میکنی ہی ہئے
خرنیدہ داری میراث خوارگان کفرت	بقول مطرب ساقی الفتاویٰ و نئے
چو ہست آب حیات بہت تشنہ میر	فَلَا تَمُتْ مِمَّنِ الْمَارِ كُلُّ شَيْءٍ حَيٍّ
نوشہ اند بر ایوان جنت المسکو	کہ ہر کہ عشوہ دنیا خرید وای بوسے
سخا نہ سخن طے کہیم یا ساقی	بیدہ بشادوی موج روان حاتم طے
شکوہ سلطنت و حکم کے ثباتے دشت	ز تخت جم غنہ مابہ دست انبر گے

بخیل بوسے خدا نشنود بیا حافظ	پیالہ گیر و گرم کن کہ الضمان غلے
------------------------------	----------------------------------

بغض دل زمانے نظر کے کما ہر دے  
 بخدا کہ رشک آید بد چشم روشن خود  
 دل من شد دند اتم چه شد آن غریب را  
 نفسم باست را مد نظر من دید تیر

یہ ازا کہ چتر شاہی ہمہ روز دہای دہوے  
 کہ نظر دریغ باش بد بخین لطیف رود  
 کہ گذشت عمر دما خیر کے زہیچ سوئے  
 بجز این نما ندمار اہو سے دارودے

کمن ای صبا متوش بر لب ان پری را  
 کہ ہزار جان حاقظا بقدا ای تار موئے

اگر کف کا دست چون عشق من کس  
 در دم می نگجند کہ اندر فتور عقل  
 شد خطا عمل گزرا کہ باتوا را  
 آن دم کہ باتوا بتم یک سال است رود  
 من چون خیال رویت جانبا بخوابم  
 رحم آمد بدول من کہ مہر بردی خوبت

خوش باش ازا کہ نمود این ہر دور را  
 آید پیچ معنی زمین خوبتر مست  
 یک دم بمرودے روزے فضا  
 وان دم کہ بے تو باشم یک رو بہت  
 از خواب می زبید چشم بحیر خیا  
 شد شخص نا تو اتم باریکت چن

حافظا کمن شکایت گرد وصل یا زہی  
 زمین بیشتر نیاید بر حیر اتمائے

لیل ز شاخ سر و گلیا انگ پلوی  
 میخواند دوش در س مقالت معنوی



یعنی بیا کہ آتشِ موسے نمود گل  
 مرغانِ بلغ قافیہ سخنِ دوزخ و گو  
 جمشید جز حکایت جام از جهانِ سبزه  
 خوش فرشِ بویا و گدائی و خوابِ امن  
 در دیشم دگر او برابر نمی کنم  
 این قصہ عجیب نوازِ بخت و اثرِ گون  
 چشمِ بنمزد حسانہ مردم خراب کرد  
 دہقانِ سالخورده چه خوش گفت با پیر  
 مے خورشیدِ بزمِ باده کہ دلتنگیت بیا

تا از درختِ نمک تہ تحقیق لبش نوی  
 تا خوابِ مے خورد بغزلِ ماسے پہلوی  
 ز نهارِ دل بسند بر اسبابِ دنیوی  
 کاین عیش نیست در خورِ اوزنگِ خسروی  
 پشیم کلاهِ خویش بصدایِ خسروی  
 مارِ بخت یارِ با نفاسِ عیوی  
 مخموریت بباد کہ خوش مست میروی  
 کای نور چشمِ من بجز اکر شتہ ندوی  
 بعد از تو خاک بر سرِ اسبابِ نبوی

ساقیِ گردِ طیفہ حافض زباده باد

کاشفہ گشتِ طرہ و دستارِ مولوی

بتا با ما گذار این کیسہ داری  
 نصیحتِ گوش کن کاین دُرِ بے  
 بفراید حنما برِ فلسانِ رس  
 ولیکن کے نامی نیک برندان

کہ حقِ صحبتِ دیرینہ داری  
 ازان گوهر کہ در گنجینہ داری  
 حنما را اگر می دوشینہ داری  
 تو کز خورشیدِ دما آیینہ داری

بهر زندان گویا شیخ همشده  
که با حکم خدائی کیسند داری  
نئے ترسی ز آه تشینم  
تو دانی قفس پرستینه داری

ندیم خوشتر از شعر و حفوظ

بستر آنے که اندر سینہ داری

یار بارده و بازم ره بان زربخوری  
که هم بیاده توان کرد دفع مخموری  
بپیچ وچه نباشد فروغ مجلس انس  
مگر پردے نگار و شرباب انگوری  
در سحر غمزه قتان خویش غمزه بکاش  
که از مودم و سودے نهشت مغزوری  
بیک زینب یاد مصلح خویش در دست  
در بیخ آن همه زهد و صلاح مستوری  
ادیب چند نصیحت کنی که عشق مبارز  
اگر چه نیست ادب این سخن چه مستوری  
بشوق زنده بود جهان مرد صاحب دل  
اگر تو عشق نداری برو که معذوری  
رسید دولت و صل و گذشت محنت بجز  
نهاد کشور دل باز و پر مسوری

بهر کسے توان گفت راز دل حفوظ

مگر به آنکه کشیده است محنت دوری

ترا که هر چه مرادست در جهان داری  
چه جسم ز حال من زار تا توان داری  
بخواه جان و دل از بنده و روان بستان  
که حکم بر سر آرد گان روان داری

<p> بنوش غمی چو سکر دمی اسے حریت مدام  بیاض دی تر نیست نقش در خورازانکه  میان نداری و دارم عجب که هر ست  لکن عتاب ازین بیش و جور بر دل من  با اختیار اگر ت صد هزار تیر جفاست  بکش جفای رقیبان مدام و دل خوش دأ  وصالی دست گرت دست مید هر روز  چو ذکر لعل لبست می کنم خرد گوید </p>	<p> علی الخصوص درین دم که سرگران اری  سوادے از خط اشت کیمن بر غولان اری  میان محبت و میان کنی میان اری  لکن هر آنچه توانی که جاسے آن اری  بقصد جان من جسته در کمان اری  که سهل باشد اگر یار مهربان اری  برو که هر چه مرادست و جعبان اری  حدیث یا شکرست اینکه درد بان اری </p>
--	---

چو گل بداس ازین بانغ می بری حافظ

چه کنم زناله و سر لیدر باغبان داری

<p> تو مگر بلب جوئے زهوس نشینی  بخدا سے کہ توئی بنده بگزیده او  صبر بر جور رقیبان چه کنم اگر کنم  ادب و شرم ترا خسرو مهر و یان کرد  عجب این لطف تو ای گل که نشینی باخار </p>	<p> ورنه هر فتنه که بینی همه از خود بینی  که بجای من بیدل در گسے نیزی  عاشقان را بنود چاره بجز یک نیستی  آفرین بر تو که شایسته صد تحسینی  ظا هر مصلحت وقت در ان می بینی </p>
--	--

<p>             کہ تو خوشتر ز گل و تازہ تر از نسیمی              بیدل سسل بود اگر بود بے دینی              کہ تو خوشتر چو گل سوری چون نسیمی              اسے کہ منظور بزرگان حقیقت بینی              بہتر آنست کہ با مردم بنشین              گر دین منظر بنیش نشین              را هر و را بنود چارہ بجز میکنی              لائق بزرگتر خواجہ حیدر الدینی           </p>	<p>             حیفم آید کہ حسد احمی بمانشا ہے چمن              گزافات بسلامت یرم بائے نیست              بار صبح ہوا دیت ز گستان بر خاست              سخن بے غرض از بندہ مخلص شیو              ناز نسیمی چو تو پاکیزہ روح و پاک نہاد              شیشہ بازی سر شکم نگری از چپ رست              بددازین ما و گدائی بسر مستل عشق              تو بدین دلکشی و نازکی اسے ایچ سن           </p>
--	---

سیل این اشک و ان صیر دل حفاظ یزد  
 بلخ الطاقۃ یا مقلدہ عینی بینی

<p>             ہر کہ شد خاک ت رست ز سر گردانی              کار و شوارنگیہ ند بین آسانی              نازکان راز سد شیبہ جان افشانی              با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی              چند پوشیدہ بماند خبر نیسانی           </p>	<p>             جان فدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانانی              سر سری از سر کوئے تو نیارم بر خاست              نام و طاقت پروانہ پر سوختہ نیست              بے تو آرام گزستن بود از ناکامی              فاش کردند زببان تو بر دل من           </p>
---	--

آبماند تروشا داب تنال متد تو  
در خم زلف تو دیدم دل خود را روئے  
گفت آری چه کنی گر نیری رشک من

واجب آنست که بر دیده ما نشان  
گفتش چونی و چون می ره ای سعادانی  
هر گد را بنود مرتبه سلطانی

راستی حد تو حافظ بنود صحبت ما  
بس اگر بر سر این کوئے کنی سگبانی

بای حسود و گلشن امن است این سرا  
ای کاخ دولتی تو چه کاخی که در جست  
هر صبح در هوای درت یکن صبح  
یاد تو بچو آتش موسی خجسته پله  
زخمت ده تو گل تو چمن راحیات ده  
مرغول سنبلی از دم کوئے تو خوش نسیم  
خورشید در هوای تو چون ذره پای کوب

زین در بشادمانی عیش و طرب در  
در شاخار گلشن تو سایه مسکن  
جمشید تخت چرخ بجای جهان تن  
خاک تو همچو آب خضر زندگی  
جمشید نقشه تو صبا را گره کش  
زلف صبا ز خاک جناب تو تنگ  
جمشید در حرم تو چون بندگان بر

حافظ میقیم در گدایش عیش کن  
کاند بهشت بهتر ازین گوشه نیست

چو سر در گنجزای دمی بگزار

خور و زغیرت روئے تو هر گلی خار

ز کفر زلفت تو هر خلعت و آشوبی  
 نثار خاکِ رَهت نقد جانِ ما هر چه  
 مرد و چو نخبِ من ای چشم مست یارِ نجواب  
 دلا همیشه مزن لاف زلفت و لبستان  
 سرم برفت و زمانے بسر زلفت این کار

ز حسد چشم تو هر گوشت و بیکار  
 که نیست لفت در وان را بر تو مقدار  
 که در پی ست ز هر سوت آه بیکار  
 چو تیرہ رای شدی کے کشاید کار  
 دلم گرفت و بندوت سر گرفت کار

چو نقطہ کفنتش اندر میانِ دائرہ کے  
 بخندہ گفت کہ حافظ برو چو پرکارے

چون در جهانِ خوبی امر و زکار مکاری  
 با عاشقانِ بیدل تا چنڈ نماز و عشق  
 تا چنڈ همچو چشمِ در عینِ دلانی  
 جو دے کہ از تو دیدم در دے کہ از تو بردم  
 از بادۂ وصالِ گر جرعهٔ بخوشم  
 در جہر ماندہ بودم بادِ صبارِ نیم  
 مابندہ ایم و عاجز تو خواجۂ قادی  
 دکانِ عاشقی را بسیار مایہ باید

شاید کہ عاشقانِ راکا مے زلفِ آری  
 بر بیدلانِ مسکین تا کے جانا خونی  
 تا چنڈ همچو زلفت در تاب و بقراری  
 گزشتہ بدانی شاید کہ رحمت آری  
 نازندہ ام نور زم آئین ہوشیاری  
 از بوستانِ وصالِ بوسے میدواری  
 گرمیکشی بزورم ورمیکشی بزاری  
 دلماسے همچو آتشِ چشمانِ دوباری

گرچہ بیوے وصلت در حشر زندہ نامم اگر دم سر بر نیارم از خاک از روی شتر ساری

آخر تر خجے کن بر حال زار حفا

تا چند نا امیدی تا چستد خاک ساری

<p>چہ بودے اردل آن ماه مہربان بودے          بگفتے کہ چہ از زدنیم طرہ دوست          برات خوش بلی ما چہ کم شدے یاد          گرم زمانہ سہر افراز داشتے عزیز          خیال اگر نشدے سہ آب دیدہ من          کسے بکوے دیم کاشکے نشان دادے          برخ چو مہر فلک بے نظیر آفتاب          ز پردہ کاش بردن آمدے چو قطرہ شک</p>	<p>کہ کار مانہ چنین بودے ارچنان بودے          گرم بہر سحرے ہزار جان بودے          اگر نشان امان از ہد زمان بودے          سر عیبر نہ تم آن خاک آستان بودے          ہزار چشم بہر گوشہ روان بودے          کہ تا فراغتے از باغ و بوستان بودے          بدل در رخ کہ یک فترہ مہربان بودے          کہ رود دیدہ محکم اور روان بودے</p>
--	--

اگر نہ دائرہ عشق راہ بر بستے

چو نقطہ حافظ بیدل در ان میان بودے

<p>چہ قاستی کہ نہ سرتا قدم ہمہ جانی          نہ صورتی کہ گل گلستان فردوسی</p>	<p>چہ صورتی کہ بسیج آدمی نمی مانی          نہ قاستی کہ سہی سرو باغ و بستانی</p>
---	---

بے حکایت حسرت شنیده ام جانان	کنون که دیدمست الحق ہزار چندان
تم جو چشم تو دار و نشان بیماران	دل چو زلف تو دار و سر پریشانی
رجت جوے تو نشینم ارچہ ہر قسم	سیان خون دل و آب دیدہ بنشانی
ز خاک پاے عزیز تو سر نگر دامن	گرم زد دست فراق بسرگردانی
تو چون سپہر چھاپیشہ و احوال	چو روزگار نہادہ است رو بوریانی

ز روی لطف و رحمت چہ از بختانی  
چو در دمع حافط یقین ہمیدانی

خوشتر از کوے خرابات نباشد جائے	گر بر پیران سرم دست دہد ماوائے
از دیشکم داز تو چہ پنهان دارم	شیشہ بادد و کفے دینخ زیبائے
جائے من دیر مناست و مروج وطنے	رے من دے بتانست مبارک راتے
چہ کنی گوش کہ درد ہر جوین شیدانیت	نیست این جز سخن بوالکوس رعائے
منما عیسر تو در خاطر ماسکے گنجد	کہ مرا نیست بغیر از تو ز کس پروائے
باب باش کہ ہرگز نتواند گفستن	سخن دیر گر بر سائے دانائے

رحم کن بر دل محب و بخراب حافط  
زانکہ ہست از سپے امروز یقین فسر و



خوش کردی اوری فلک ت روزِ داوری  
در کوئے عشق شوکتِ شاہی نمی خند  
آن کس که افتاد خدایش گرفت دست  
ساتی بفر دگانی عیش از دم در آ  
در شاہراہ جاہ و بزرگی خطر بیست  
سلطان و فکرِ لشکر و سوداے تلخ و گنج  
نیل مرادِ حجب فکر و ہمت بست  
یک حرفِ صوفیانہ بگویم اجازت بست

آتشِ چوین کنی و چه شکر از اوری  
اقرارِ بندگی کن و دعویِ چاکری  
پس بر تو باد تا عنیم افتادگانِ خجری  
تایک دم از دم عنیم دنیا بدری  
آن بہ کزین کر وہ سبکسارِ بگری  
در ویش و امنِ خاطر و کنجِ قلندر ی  
از شاد نذر خیر و ز تو نسیقِ یادری  
اسے نورِ دیدہ صلح بہ از جنگِ اوری

حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوے

کاین خاک بہتہ از غسلِ کمیاری

در ہمہ دیر مغفان نیست چو من شید  
دل کہ آئینہ شاہی ست و غبارے اُ  
کردہ ام تو بہ بدستِ صنمِ باہہ فروش  
جو یہا بستہ ام از دیدہ بدامان کہ مگر  
سیر این بگستہ مگر شمع بر آرد و زبان

خرقہ جائے گرو باہہ و دستِ بجائے  
از خدا می طلبم صحتِ روشن چائے  
کہ در گمے نخورم بے رنجِ بزمِ آرائے  
در کنارِ مہتابِ نشاندہ سہی بلائے  
ورنہ پروانہ نزار و ز سخنِ پروائے

کشتی بادیه بیاور که مرا بے تیغ دوست  
سخن غیبی را بگو یا من مشوقه پرست  
ز گس ارلاف زدا و شیوه چشم تو مرغ  
این حدیث چه خوش آمد که سحر گوی گفت

گشته هر گوشه چشمم از نسیم دل دریا  
که زوئے و جام میمیت بکس بر دیا  
نروند اهل نظر از پے نابینا  
بر در میسکه بادون و نه تر سا

از مسلمانان از نیست که حافظ دارد  
اگر از پے امر و ز بود و سردا

دو بار زیر ک از باد که من دونه  
ز تند باد حوادث نمی توان دیدن  
من این مقام بدینا و آخرت ندیم  
هر آنکه کج قناعت بگنج دنیا داد  
بیا که رونق این کار خانه کم نشود  
نگار خویش بدست خانایم  
بین در آینه نقش بند صورت غیب  
ازین سموم که بر طرب بوستان بگشت  
بصبر کوش تو ای دل که حق را نکند

فراغت و کتاب بے دگوشه چمن  
درین چمن که گل بده است یا سمن  
اگر چه دریم افتند خلق انجمن  
فروخت یوسف مصری کترین غنم  
ز زبده بچو توئے یا زفتن عجم  
چنین شناخت فلک حق خدایت منم  
اگر ز ملک قناعت هوس کند و طنم  
عجب که رنگ گلے ماند و بوی یا سمن  
چنین عزیز نیکنی بدست باهر منم

گوشہ نشین سرخوش و تماشا کن  
روزِ واقعه غمِ با شراب باید گشت  
ز حادثاتِ زمانے نِرخِ شکر دہنے  
مزانجِ دہرِ شیر شد و رینِ بلا آ رہے

شنید ہم کہ سگان را قلاوہ می بندی  
چرا گردنِ حافظ نمی رنہ

چرا

دیدم بخواب دوش کہ ماہی بر آمد  
تبیر رفت یا سفر کردہ میرسد  
کدکس روی او شبِ ہجران سر آمد  
ذکرش بخیر ساقی فرخندہ قال بن  
اے کاشش ہرچہ زود تر از درد رازد  
فیض ازل بزور و زرار آمدے بہت  
کز در مدام بافتد حوسل غلام  
ان عمس یاد باد کہ از بام و در مرا  
آبِ خضر نصیبہ اس کند رآمد  
خوش بودے ار بخواب بدیرے یا ز خوش  
ہر دم پیام یار و خطِ لب رسام  
ان کو تر اب سنگدلی گشت رہنمون  
تا یاد صحبتش سوکار رسام  
اے کاشکے کہ پاش بنگے بر آمد  
کے یافتے رقیب تو چند ان مجالِ ظلم  
مطلوبے ار شبے بہر داور آمد  
خامان رہ ز رفتہ چہ دانند ذوقِ عشق  
در یاد لے یوے دلیرے سر آمد  
گاہچہ روحِ حبلوہ کمان در بر آمد  
جا نہا نثار کردے آن دلوا زرا

گردگیرے بشیوہ حافظ زردے رقم  
مستبول طبع شاہ سخن پرور آمدے

<p>آمر گویوش ناگم آوا ز میلیہ واندر چین فگندہ بفریاد غلغلہ سیکردم اندران گل و بلبل تاملے گشتم چنانکہ ایسج مناسیم تاملے کس بے جفای خاچہ نیست از و گلے آن را نیست کز و این را تبدلے</p>	<p>رفتم بباغ تا کہ بچشم سحر گلے مسکین چمن معشوق گلے گشتہ مبتلا میگشتم اندران چین و باغ و بدم چون کرد در دلم اثر آواز عند لیب بس گل شکستہ میشود این باغ را لے گل یار خار گشتہ و بلبل تیر عشق</p>
---	---

حافظ مارا مید فرج از دہار چرخ  
دار دہزار عیب ندارد تفتن لے

<p>مخلصان را نہ بوضع و گران میداری ایچنین عزت صاحب نظران میداری ہمہ را لغوہ زنان جامہ دران میداری ظہن محرو و فائزین سپہ ان میداری عاشقے گفت کہ مارا تو بران میداری</p>	<p>روزگار است کہ مارا نگران میداری گوشہ چشم رضا نے بہت باز شد نہ گل از دل غمت بست بلبل در باغ پر بر تجربہ آخر توئی اسے دل زچہ روے گرچہ رندی و خرابی گنہ راست و لے</p>
--	---

تو متش از بگل کوزه گران میداری  
 زین متش که تو از سیران میداری  
 چشم سیری عجب از بی بطن میداری  
 سر چرا بر من دل خسته گران میداری  
 که من سوختن دل اتو بران میداری  
 همه را شیفته در دل نگران میداری  
 دست در خون دل پریشان میداری

جو هر جام جسم از کان جهان در گشت  
 کیسه سیم و زرت نیک بیا پر دشت  
 اے که در دلق طبع طبعی ذوق خضو  
 چون تویی ز گس یاغ نظر اے چشم چراغ  
 دین و دل رفت و لے راست نمی آرد گم گفت  
 تا صبا بر گل و بلبل و رقی حسن تو خور  
 ساعد آن به که پوشی چو ترازو بسنگار

گذران روز سلامت بسلامت فقط  
 چه توقع ز جهان گذران میداری

گرچه ماه رمضان ست بیا در جامے  
 ساق شمشاد قدی ساعد سیم آسمانے  
 رفتش موهتبه دان شدنش انعامے  
 که نماده است به مجلس وعظے  
 که چو صبحی بدر در پیش افتد شکانے  
 بر سانش زمزم ای یک صبا پیغانے

ز ان بے صاف کرد و پخته شود هر جامے  
 روز بارفت که دست من میکن نگرفت  
 روزه هر چند که همان غریزست و لا  
 مرغ نیرک بدر صومعه کنون نیرد  
 گله از زاهد بد خو چه کنم رسم نیست  
 یار من چون بحسنه امد تماشائے چمن

کوحریفے کہ شب روز ہے صاف کشد  
بود آیا کہ کند یاد ز درد آشت

حافظا اگر نهد دلاوت خسرو عید  
کام دشوار بدست آوری از خود کامے

زد لہرم کہ رساند فوازش قلمے  
دل گرفت ز سالوس و طبل زیر گیم  
حدیث چون دسپرا در دسر دہاتی  
طیبے اہ نشین سیر عشق تناسد  
قیاس کردم دتہ بے عقل در عشق  
بیا کہ وقت شناسان دو کون بفروشند  
دوام عیش و تنم ز شیوہ عشق ست  
نیکم نگہ لیک بر رحمت دوست  
بیا کہ خرد من گرچہ دقت میکدہ است  
چرا بیک نے قدش نمی خرد آن را

کجاست پیک صبا گو یا بکن کرے  
خوشادے کہ بچینانہ پز کنم علی  
پیا لہ گیر و بیا سا بمر خوشی دے  
برو بدست کن ای مردہ دل مسخ دے  
چو جنبی ست کہ در بحر میکش در تنے  
بیک پیالہ صافی و محبت صنمے  
اگر معاشراتی بنوش جام غمے  
بکشت زار بگرختگان ندانے  
ز مال دقت نہ مینی بنام من درے  
کہ کرد صد شکر افشانی از سنے قلمے

سزای قدر تو شاہ بدست حافظ صیت  
بجز نیاز شبے یا دعاے صیدے

زین خوش رقم که بر گل رخسار میکشی  
 اشک حرم نشین نماند از ترا  
 هر دم بیا دآن لب میگون و چشم مست  
 گشتی سهر تو بسته بفراتر که نماند  
 با چشم دابر و تو چشمه تدبیر دل کنم  
 باز که چشم بد ز رخت دوری کنم  
 کامل روی چو باد صبارا بر بوی زلف

خط بر حریف نه گل و گلزار میکشی  
 زان سوئے هفت پاره بازار میکشی  
 از خلوتم بخانه خستار میکشی  
 سهل است اگر تو ز محبت این بار میکشی  
 ده زین گمان که بر سر پیا میکشی  
 اے تازه گل که دامن این رخسار میکشی  
 هر دم بقیه سلسله دکار میکشی

حافظ در گچہ مطبوعی از نعیم دهر  
 مئے می جشی و طرہ دلدار میکشی

ساقیا سایه ابرست دہار و لب جو  
 بوسے یکرنگی ازین قوم نیاید بر خیز  
 سفلہ طبع است جہان بر کرش تکیہ کن  
 گوش بکشائے کہلیل بقنان میگوید  
 یک نصیحت کثمت بشنو و صد گنج میر  
 شکر ایزد کہ در بار رسیدی بہ بہار

من گویم چه کن از اہل دلی خود تو بگو  
 دلق آلودہ صوفی بکے ثواب بشو  
 اے جہانگیرہ ثبات قدم ازیدہ جو  
 خواجہ تقصیر میرا گل توفیق ہو  
 از رہ عیش در آؤ برہ عیب ہو  
 پنج نیکی بستان و رہ توفیق ہو

روے جانان طلبی آینه را قابل ساز  
پیشتر زانکه شوی خاکِ درمیکده

دور نه هرگز گل و نسیرین ندم ز آهمن در ب  
ایک دور و زسے بسر اندر ریخته خانه بیوسے

گفتی از حلقه با بوسے ریاضے  
آقرین بر نفست باد که خوش بردی بوسے

ساقی بیا که شد قدح لاله پر زخمے  
بگذر ز کبر و ناز که دیده است روزگار  
انتیاز شو که مریع سحر گشت مستان  
خوش ناز که نامی می اے شاخ نوبهار  
بر مهر چرخ و عشوه او اعتماد نیست  
فرز و شراب کوثر و حر از بر اے است  
با دصبا و عید صبه یاد میدهم  
شمت مبین و سلطنت گل که گسترید  
درده بیا و حاتم طے جام یک منے  
زان منے که داد زنگِ طبعی باغوان  
بشنو که مطربان چمن راست کرد اند

طامات تا بچند و خرافات تا بکے  
چین قباے قیصر و طرف کلاه کے  
بیدار شو که خواب عدم در پیست ہنے  
کا خفتگی مبادت ز آشوب باد و نے  
اے قایم بر کسے کہ شد المین کر و نے  
و امر و ز نیز و لبس بر دوسے و جام نے  
جان دار و کسے کہ غم بر در در دے بے  
خراش باد ہر دور قے را بر پر پے  
تا نامہ سیاہ بخیلان کنسیم خطے  
بیرون نکلند لطف مزاج از رخشن بخونے  
آہنگ چنگ و ربط و طبل و نوازے و نے



سند بیان بر که بخدمت چو نندگان  
اشیای روزگار به معنی سازد در گرد

استاده است سر و کمر بسته است نه  
کز مر در او باز نمانده است هیچ نشی

حافظ حدیث سحر فرب خوشتر رسید

تا حدیثین و شام و با قصاص روم در

سحر بابا دیکفتم حدیث آرزو مندی  
قلم را آن زبان نبود که بر عشق گوید باز  
دل اندر زلف لیلی بند و کار عشق مجنون کن  
الاسی یوسف مصری که کردت سلطنت بخرو  
بسیح غمزه قتان و دوا بخششی و در دگر گیز  
جهان پیر بر غنار امر و ت در حلیت نیست  
همای چون تو عالی قدر و میر اتحان تالک  
درین بازار اگر سودت باد و بیش خرسند  
دعای صبح و شام ترکبید گنج مقصودت

خطاب آمد که دائق شو با طاف خدای  
در اس حد تقریر است شرح آرزو مندی  
که عاشق رازیان دارد مقالات خرد مندی  
پدر را باز پرس آخر کجا شد مهر فزندی  
بچین لب مشک افشان دلاویزی بلند می  
ز مهر او چه میخوای در و هست چه می بندی  
در بیع این سایه دولت که بر اهل فلندی  
خدایا منعمم گردان بر روشنی و خرسندی  
باین راه در و شش میر و کیا دلدار پیوندی

ز شعر حافظ شیرازی گویند و می قهند

سیه چشمان کشمیر و ترکان سمرقند

سحرگر رہوے در سزائے  
 کہ اے صوفی شراب انگہ بود صفا  
 اگر انکشت سیلابی نباشد  
 خدا از ان خرقة بیز ارست صدا  
 در دنیا تیرہ شد باشد کہ از غیب  
 مروت گرچہ تا ہم بے نشان است  
 ثوابت باشد اے دارای سخن  
 مئی نیم نشاط و عیش در کس  
 اگرچہ رسم خزان تند خوئیست  
 در مینا نہ بکشا تا پیرسم  
 نہ ہمت را امید سر بلند نیست

ہی گفت این معاً باقرینے  
 کہ در شیشہ پاندار بسنے  
 چہ خاصیت دہد نقش نیکنے  
 کہ صدمت باشدش در آستینے  
 چہ سنگ بر کند غلوت نشینے  
 نیازے عرضہ کن بر زانینے  
 اگر رجمے کنی بر خوشہ چینے  
 نہ درمان دے نہ درد دینے  
 چہ باشد گریبازی با غینے  
 مالِ حالِ خود اندیش سینے  
 نہ دعوت را کلیہ بر آستینے

نہ حافظ را حضور در ستر ان  
 نہ دانشمند را علم ایقینے

سحر مہا لقب مینا نہ بد و لتواہی  
 ہرچہ جسم جرمہ می کشش کہ زیر تیر ملکوت  
 گفت باز اے کہ دیرینہ این نگاہی  
 پر تو جام جہان بین دہرت نگاہی

یا گدایان در میسکه دای سالک راه  
 بر در میسکه و زندان قلندر باشند  
 خشت زیر سر و پرتارک هفت اختر یکا  
 اگر ت سلطنت فقر بختند ای دل  
 قطع این مرحله بے عمری خضر کن  
 سراود در میخانه که طرب باش  
 تو در فقر ندانی زدن از دست مده  
 اے سکندر بنشین و چشم بهیوده مخور

با ادب باش گرانو حسنه آگاه  
 که ستانند و دهند افسر شایسته  
 دست قدرت نگر و منصب صاحب  
 کمترین ملک تو از ما بود تا ما  
 ظلمات ست بسترش از خط گمراهی  
 بفلاک بر شده دیوار باین کوتاهی  
 سینه خواجهگی و مجلس قرآن شای  
 که بخشنند ترا آب حیات از شای

حافظ احسان طمع شرعے ازین قبضه بدآ  
 علمت چیست که مزدش و دوجہان بخوای

سلام اندام کار الیالی  
 علی دادی الاراک و من علیسا  
 دعا گوے غریبان جہانم  
 سالے دل که در زنجیر بفتش  
 اموت صابر آیا لیت شعری

علی ملک الکرام و المعالی  
 و داری باللہ و فوق الرالی  
 و ادعویا لتوا تر و التوالی  
 ہمہ جمیعت است آشفته حالی  
 متی تنق البشیر عن الوصالی

نجمک راحتی فی کل حین	و ذکرک مونس فی کل حال
سویاے دل من تاقیات	بیاد از سوز و سوداے تو خالی
کجا یا بزم وصال چون تو شاہے	من بد نام رنہ لا اہالی
ز غفلت صد جمال دیگر افزو	کہ غمرت با صد سال ہلالی
بران نقاش قدرت آفرین با	کہ گرد بہر کشید از خط ہلالی
بہر منزل کہ رو آورد حسد رایا	نگہدارش بحفظ لایزالی
تو می باید کہ باشی در نہ سہل ست	ز یان مایہ جہانی و مالی

خدا دانکہ حافظ را غرض چیست

و سلم اللہ حسن من سوالی

سلامے چو بے خوش آشنائی	بران مردم دیدہ رودشنائی
در دوسے چو زبرد دل پارسایان	بران شمع خلوت نگہ پارسائی
نمی بینم از ہمدان بیچ جربا	دل خون شد از غصہ سائی کجائی
نکو سے منان روگردان گنجبا	فروشدند مقلح شکل کشائی
خودس جہان گردہ در حدہ حسرت	ز حد سے بزد و شیوہ بے دشنائی
بے صوفی افکن کجائی فروشدند	کہ در تاجم از دست زیر یائی

رفیقان چنان عہدِ صحبت شکستند	کہ کوئی نبودست خود آشنائی
دل خستہ من گرش بہتے نیست	نخواہد ز سنگین دلان مویائی
مرا گر تو بگزاری اے نفس طامح	بے بادشاهی کنم در گدائی
بیاموز مت کیماے سعادت	ز ہم صحبت بد بدارائی

مکن حافظ از جورِ گردون شکایت  
چہ دانی تو اے بندہ کارِ حسدائی

سیلِ منہ طغلت بالعراق	الاقی نے ہوا اما لاقی
الا اے ساربانِ محلِ دوست	اے ربکا نکم طالِ اشتیاقی
بسا زای مطربِ خوشخون خوشگوئی	بشعرِ پارسی صوستِ عراقی
بیاساقی بدہ طسِ گرہم	سقاں اللہ بن کاسِ دہاقی
جوانی بازے آرد بیادِ دم	صدای چنگ و نوا نوشِ ساقی
مے باقی بدہ تا بر فشانم	بیارانِ مست و خوشدلِ عمرِ باقی
در دہم خون شد از نادیدنِ دوست	الا تعالیٰ ایامِ الصداقی
دے بانیکِ خواہانِ متفقِ باش	غنیست دانِ امورِ اتفاقی
میسماے مجرورِ طسِ سرازد	کہ باخویشید سازد ہم و ثنائی

دے گہ گہ سزا و اطر سلاقی	عروسے بس خوشی کے و تحریر
حاک اللہ یا عہد المتلاقی	ربیع العسمر فی مرعی حسناکم
بگلبا نگہ جمعہ انان عسراقی	خرد و رزندہ رود اندازد می نوش
سوئے تقییل حسد و اعتناقی	نہالی اشیب من کل العذاری
بگود اعظ سخمتاے فراقی	وصال دوستان نچون روزی ہا

مضت فرص الوصال و اشعرا  
بگو حافظ غما سے فراقی

دوروحی کل یوم لی ینادی	سبت ملی برصد عینہا فوادی
واوصلنی علی رغم الاعسادی	خدا را بر من بیدل نجاتے
غریق المشرق فی بحر الودادی	امن انکرتمنی عن حب سللی
توکلنا علی رب العبادی	لگا را در غم سوداے عشقت

دل حافط شد اندر چین رلنت  
بسیل مطلبم و اللہ نادی

دل ز تہنائی بحبان آمد خدا را ہمد	سینہ مالا مال در دستے درینا ہمد
کز نیش بوسے زلف حوریان آید	خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی ہمد

چشم آسایش کردار دین سپهر گرم  
زیر کے راغتم این احوال خود خندید و گفت  
سو ختم در چاہ صبر از ہر آن شمع جل  
در طریق عشق بازی من و آسایش خطا  
اہل کام و ناز را در کوے زمان راہیت  
اکویم خالی درین عالم نمی آید بہت

ساقیا جامے یاد و زبایا سایم مے  
صعب کاری بود معجب دی تیان عالمے  
شاہ ترکان غافل ست احوال کوستے  
ریش باد آن دل کربا در وجود مے  
رہم مے باید جہان سوزنہ خامے  
عالمے دیگر بایہ ساخت از نوا مے

گریہ حافظ چہ سازد پیش استقامتے دوست  
کا ندرین طوفان نماید ہفت دریا شبنمے

لبش می بوسم و در یکش مے  
نہ رازش میتوانم گفت کہ بس  
گل از خلوت بیاغ آورد مسند  
یدہ جام مے و از جم کن یاد  
زن بر چنگ چنگاے ماہ مطرب  
چو چشمست مست را مخمور گذار  
نخوید جان ازان قالب جدائی

یہ آب ز زندگانی بردہ ام پئے  
نہ کس رامے تو انم دیدہ اوئے  
بساط زہد را چون غنچہ کن طئے  
کہ میداند کہ جسم بود کوئے  
رگش بخر اشتیا بخروشم از اوئے  
بیاد لعلش لے ساقی بہرے  
کہ باشد خون جاش در گدسپئے

<p>لبش می بوسم و خون می خورد جام چرمغ باغ میگوید که هو هو چو مجنون در پله دید ابر سیلی تو با سلطان گل خوش باش و می خوش</p>	<p>رخش می بینم و گل می کند خو مده اندوست عالم باده هئے هئے بیاید گشتن بس دل گرد هر خئے غنیمت ان خلاص بمن اندوئے</p>
<p>زبانت در کش اے حافظ زمانے حدیث بے زبان را بشنواز نے</p>	
<p>شہریت پر طرفان از هر طرف نگار چشم فلک ندیده زین خوبتر حرفی اے روی خوبت از گل صدا باز نمی چشمی که دیده باشد جسمی ز جان مرکب چون من شکسته را از پیش خود چہانی عجبش است ثنای بختش است زیبا چون این گروه کشایم دین از دامنایم</p>	<p>یاران صلائے عشقت گر میکنند کار در دایم کس نیست زین خوبتر نگار یارب که ره نیاید بردهن تو خار برداشتش مباد ازین خاکدان غبار کم غایت تمنایوسی است یا کنای سال دیگر که دارد امید زوبسار در دے و صفت و کار می سخت کار</p>
<p>هزار بوسه حافظ در دست ترک شو نیست شکل توان نشستن در این چنین دیک</p>	



صبا تو گم هست آن لب تشکیو داری  
 دلم که گوهر سر از حسن و عشق در دست  
 در آن شامک مطیع هیچ نتوان گفت  
 نوای لیلیت است گل کجا پسند افتد  
 ز جرعه تو سرم مست گشت نوشت باد  
 بقای حسن فروشی ترا بید و بس  
 زمانه گر همه مشکِ مثنی و دهر برباد  
 دم از مالکِ خوبی چو آفتابِ ندن  
 بسرکشی خود ای سرو جو یارِ ماز  
 دعاش گفتم و خندان بزر لب میگفت

سیا و کار بمانی که بوسه اوداری  
 توان بدست تو دادن گرش نمکوداری  
 جز این مستدر که قیاسان تندخو داری  
 که گوشِ هوشش برغانِ هرزه گوداری  
 خود از کدام خم است این که در سبوداری  
 که همچو گل همه آئین رنگ و بوداری  
 فدا می تو که خلطِ خالِ شکبوداری  
 ترا سزد که غلامانِ باهر و داری  
 که گر باورسی از شرم سرفرو داری  
 که کیستی تو دبا ما چه گفت گوداری

ز کج در سه حافظ مجوس گوهر عشق

قدم برون نه اگر میل بستجو داری

صبح ست و زار و میچ که از ابر بینی  
 در حجبِ رمائی و منی افتاده ام یار  
 خونِ پیاله خور که حلال است خون او

برگِ صبح ساز و دزن جامِ یمنی  
 معنی تا حسنِ لاصی بخشم از زانی و منی  
 در کار یار کوشش که کار است کردنی

گر صبح دم خمار تر از در بدر ده	پیشانی حسمار بهمان به که بشکنی
ساقی بپوش باش که غم در کین است	مطرب نگاها را بر همین ره که میزنی
مے ده که سرگوش من اور و چنگ گشت	خوش باش و پسد بشنوا زین پیر منی
ساقی بسبب نیازی یزدان که میآ	آتشنوی ز صوت مننی هو المنی

حافظ نهالی قد تو جو بیار چشم  
خون خور و در نشاند تو خواهی که رکنی

طفیل هست عشق را دی پری	ارادتے بنما آسودے ییری
چو مستعد نظر نیستی وصال مجوس	که جام حجم نہ ہر سود وقت بے بصری
مے صبح و شکر خواب صبح دم آہند	بعد نیم شبی کوشش و نالہ بحری
بہرے زلت و زخمت می رو و نہ می یقہ	صبا بغالیہ سائی دگل بجلدہ گری
بکوش خواجه واد عشق بے نصیب باش	کہ بندہ را خرد کس ز عیب بے ہنری
بیاد سلطنت از ما بحر بیاہ حسن	ازین معاملہ غافل مشو کہ حیث خوری
دعای گوشہ نشینان بلا بگردند	چرا گوشتہ چشمہ بانے نگرے
مرا ازین ظلمات آنکہ رہنمائی کرد	دعای نیم شبی بود در گریہ سری
ز بحر وصل تو در حیرت چہ چارہ کم	نہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری

طریق عشق طریق عجب خطر کست  
ہزار جان گرامی بوخت زین خیرت  
چو ہر خبر کہ شنیدم رہے بحیرت داشت

نعوذ باللہ اگر رہا سے ببری  
کہ ہر صباح و شام مجلس دگری  
ازین پس من و ساقی و صانع بخیری

بیمِ بہتِ حافظ امید هست کہ باز  
ارے اسامی لیلۃ المستری

عمر گزشت بہ بیجاسلی و بولہوسی  
چہ شکریات درین شہر کہ قلع شدہ اند  
بال بختا و صغیر از شجر طوبی زان  
کاروان رفت تو در او کی نگاہ بخواب  
دوش در خیل غلامان در شش شیر تم  
تا چو مگر نفس دامن جان گیرم  
لمع البرق من الطور و انت  
بادل خون شدہ چون نازہ خوشش باید بود

اے پسر جام میسم وہ کہ بہ پیری بری  
شاہبازانِ طریقت بہ شکار کسی  
حیث باشد چو تو مرغی کہ اسیر نفسی  
وہ کہ بین جنبہ از غنفل باغ جری  
گفت کاے عکس بچارہ تو یا چہ کسی  
دل بر آتش بہنا دم ز پے خوش نفسی  
فلح لے لک آتی بشاب قبی  
ہر کہ مشہور جان گشتہ بہ شکیں نفسی

چند پوید ہو اے تو ز ہر سو حافظ  
یسرا اللہ طریقت بابک یا متسی

گفت قصہ شوق ودمی بالی  
 بسا کہ گفتہ ام از شوق باد و دیرہ بخشش  
 عیب اتو دس غریب حادثہ است  
 کہ ارشد کہ کند عیب دامن پاکت  
 ز خاک پایے تو داو آبروے لادو گل  
 صبا عیر نشان گشت ساقیا بر خیز  
 از نماند ز من بے ثباتک آری  
 در انکاسل تنم نقد جری مثل  
 آبروے گل و خاک پای سر و دست

بیا کہ بے تو بجان آدم ز غنا کی  
 ایامت ازل سلمے دین سلما کی  
 انا اضطربت قتیلاً و قالی شاکی  
 کہ بچو قطره کہ بر برگ گل چکد پاکی  
 چو کلک صبح فرستم ز دز آبی و خاک کی  
 و بات شمشہ کرم طیب ناز کی  
 ارے آثار محیاے من محبت کی  
 کہ زاد راہ روان چستی و چالا کی  
 چنین بر مع جامے زبانی و حسا کی

ز وصف حسن تو حافظ چو نہ لاف زند

کہ چون صفات انہی در اسے اورا کی

گفتند حلائق کہ توئی یوسف ثانی  
 در عشق تو ام شہرہ چو فریاد و غنیمت  
 تشبیر دہانت نتوان کرد غنچہ  
 صد بار گفتی کہ دہم زان دہنت کام

چون نیک بدیدم بحقیقت برازانی  
 اسے خسر و خوبان کہ تو شیرین بانی  
 ہرگز نہ دغ غنچہ باین تنگ دہانی  
 چون سوسن آرد چو جہلہ زبانی

گفتی که دهم کاست و جانست بتالم  
چشم تو خدنگ از سپر جان گذرانید  
چون اشک میند از شیش از دیده مردم  
گر سر و بماند از دست دور قمار تو بیای  
در راه تو عاشق چو تسلیم کرد ز سر پای

ترسم نهی کاظم و جانم بستانی  
بیار که دیده است باین سخت کمانی  
آن را که دمی از نظیر خویش برانی  
بخرام که از سر و گذشتی بر دانی  
چون نامه چرا یک دمش از لطف نخوانی

از پیش مران حافظ غمیده خود را  
کز عشق رخت داد دل دین و جوانی

که بز دینزدستان زمین گدا پایا  
اگر این شرابجام است اگر آن حریف بخت  
شده ام خراب بدنام و بسوزانیدم  
تو که کیمیا فروشی منطک قلب با کن  
بکجا برم شکایت بکه گویم این حکایت  
عجب باز دفاے جانان که تفقدے تفر  
بروید پارسایان که نماند پارسائی  
زرم سفیگن ای شیخ تو بدانهای تسبیح

که بکوی منی فروشان دهن برجم بجا  
هزار بار بهست ز هزار عینت سجا  
که ز بد خلاص یاجم بدعاے نیلنا  
که بفنا عتے نذاریم و فگتده ایم دا  
که لبیت حیات مایود و دنداشتی دوا  
نه بنامه و پیای نه سپر شمس و سلا  
مے ناب در کشیدیم و نماند ننگ و نا  
که چو مرع زیرک افتد نه فتنه بیج دا

سہر خدمت تو دارم بخیرم ہیج مفروش | کہ جو بندہ کترافت درمبار کے غلامے

بختاے تیر ترکان در بر تو خون حفا  
کہ چنان کشندہ را کشد کس اتقاے

پیر کن قحج کہ بے مئے مجلس ہمار دے  
مطرب بزن نوائے ساقی بدہ شربے  
زین در درگر زانہ مارا ہیج با  
اے دل چہ سود داری در دیدہ فضلے  
وز عشوہ لبانت ماو خیال دخوا  
انجام کار بنود ازوے امیتاے

مخویر جام عشق ساقی بدہ شربے  
عشق تیج چو ماہش در پردہ استاید  
شد قاتم چو حلقہ تابعد ازین رقیبت  
چون آفتاب برودیش در دیدہ غمگنبد  
در انتظار برودیت ماوا میدواری  
دست غرض میا لایے برکاسہ کردانی

حافظ چہ می نہی تو دل بردصال جانان  
کے تشنہ سیر گرد از لعلہ سسکے

این گفت سحر گہ گل لبیل تو چہ یگونی  
لب گیری رخ بوسی مے نوشی گل جوئی  
آسرو سیا سوز دازت تہ تو دلجوئی  
ای تلخ گل عرف از بہر کسے کوئی

ی خواہ و گل افشان کن از دہر چہ میجوئی  
سند بگلستان بر تاشاہ و ساقی را  
شمار خرامان کن اہنگ گلستان کن  
آغیز خندانست دولت بکہ خواہد بود

امروز که بازارت پر جوش خرمی است  
آن طره که هر مویش صد ناله چین از د  
چون شمع نگر وئی در رهگذرت آباد

در باب و بنه گنجی از مایه نیکوئی  
خوش بود اگر بودی بوشن خوشخوئی  
طرب هنرے بر بند از طوطی کور وئی

هر مرغ بدستانه در گلشن شاد بند  
بیل بنوا سازی حفظا بهر عاگوئی

نیم صبح سعادت بدان نشان که تودانی  
تو بیک حضرت شاهی مراد دید و بر آه  
بلو که جان ضعیفم ز دست رفت خدارا  
من این دو حرف نوشتم چنان که غیر نداشت  
خیال تیغ تو با من حدیث تشنه داشت  
امید در کمر ز رگشت چگونه نه بندم

یا

خبر بگو فلان بر زبان که تودانی  
بر روی نه بفرمان چنان بران که تودانی  
ز لعل لوح خراست بخش زان که تودانی  
تو هم ز روی کمرست چنان بخوان که تودانی  
ایسر عشق چو کردی کبش چنان که تودانی  
دقیقه هست نگار اوردان میان که تودانی

یکسیت ترکی و تازی دین مسامحه حفظا  
حدیث عشق بیان کن بهر زبان که تودانی

نوبهار است در آن کوش که خوشدل باشی  
چنگ در پرده نمی میدهرت پند و

که بے گل بدم باز و تو در گل باشی  
و عظمت انگاه دهد سود که قابل باشی

من نگویم که چه کن باک نشین و چه بنشین	که تو خودمانی اگر زیر کعبه اتلانی شی
در چین هر ورستی دفتر حائے درستی	حیث باشد که حال بهمنه افلانی شی
گرچه راهبست پرازم ز ما بر دوست	رفتن آسان بود و واقف مترانی شی
نقد عمرت بهر غصه دنیا بگزان	گر شب روز درین قصه باطلانی شی

حافظا اگر دواز بخت بلندت باشد  
صید آن مشاهد مطبوع ششانی شی

نور خدا نماید آئینه محبتی	از در ما در آ اگر طالب عشق شری
باد بد که در رخ ار نام گناه بار	آب برانشش زنده معجزه محمدی
شعبه دانی کنی هر دم نیست این دانی	قال رسول ربنا ما اتقنا من ادی
ارچه بهر میکشی تیغ جفا بکین من	فکر نیکنی مگر فی عسجد مدوی
گرتابین جان فرسوسه چین کنی گداز	سوسن سر و گل تو حبه شونقندی
نقش خدی روح دلان کنی تو ندان	گر میری بجان و دل راه بکوی بخزدی

جان دول تو حافظا بسته دایم از دست  
ای متعلق خجسل دم وزن از مجر دی

نوش کن جام شراب بکینی	تا بدان پنج عنقه ازل بر کنی
-----------------------	-----------------------------



دل کشاده وار چون جام شراب	سرگرفته چند چون حسد منی
چون زبیرم بخودی طے کشتی	بکم زنی از خوشی تن لاف منی
دل بے بر بند تا مردان دوا	گردن ساکوس و تقوی بشکستی
خاک سان شود در قدم نه بجو ابر	جمله رنگ آهینری تو دامن

خیز جگر کن چو حافظ لک  
خویش را در پای مشوق انگنی

وقت رغبت دان آن قدر که بتوانی	حاصل از حیات ای جان کیرم ستوانی
پیش زاهد از رندی دم فزن که نتوان گفت	با طیب محرم حال درد پنهانی
باد عاصی بنجیران لے شکر دمان مبتیز	در پناذ یک هست خاتم سلیمانی
کام بخش دوران عسر در عوض داد	حمد کن که از عشرت کام خویش بتانی
یوسف عزیزم رفت لے برادران حجه	کز غمش عجب دیدم حال کپیرسانی
میردی و فرگانت خون خلق می ریزند	تمدی روی جانم ترست فرومانی
پند عاشقان بشنو و نظرب بتا بازا	کاین همه نمی ارز و شعل عالم فانی
زاهد پیشیمان را شوق یاده در نهات	عاقلا کن کارے کاورد پیشیمانی
خم شکن منید اند این قدر که صوفی را	جنس خانگی باشد همچو عمل رمانی

حال خود بخویم گفت پیش صفت ثانی	کز تو فارغی از من ای سحر انگیز دل
روشنی بیا پیوست رستی ایوانی	از دردم در آمدست نیز غم بنیادی دست
گو بجای من مهر و غیر دوست بشانی	باغبان چون ز عیب آلودم حرمت باد
ایروے کمندارت سے برد پریشانی	دل ز نادک حشمت گوشه داشتیم لیکن

مجمع کن با حسائی حافظ پریشان

ای شکیخ گیسویت مجمع پریشانی

قرار بخش دل حسیه ابرین باشی	هزار جسد بگردم که یارین باشی
شبه امین دل سوگوارین باشی	دست بکجه اخزان عاشقان آئی
گرت ز دست بر آید نگارین باشی	دران چین که بتان دست عاشقان گنج
انیس خاطر برسد ابرین باشی	چرخ دیر شب زنده دارین گردی
دران میانه خداوندگارین باشی	چو خسروان ملاحظت پرندگان نازم
اگر گسسم گلہ راز دارین باشی	ازان عتیق که خونین دلم ز عشوه دم
گراہوی چو تو یک دم شکارین باشی	شود غزاله خورشید صید لاغر من
اگر ادا سخن و ادا ابرین باشی	سہ ہر گرد و لب کردہ وظیفہ من
بجای اشک وان در کنارین باشی	من این مراد پیہم ہمیر خود کہ شبہ

من راجح حاقط شرم جوئے نمی اوزم  
اگر تو از کرم خویش یار من باشی

ہوا خواہ تو ام جانان و میداغم کہ میدانی  
لماست گرچہ در یاد ز راز عاشق و معشوق  
ملک سجده آدم زمین بوس تو نیست کرد  
خیم زلفت بنام ایزد کون مجبوءہ دلماست  
بیشان زلفت و صوفی را یاری و جرس آورد  
و دنیا عیش و شگبری کہ در خواب بحر گذشت  
طول از ہر مان بودن طریق کار دانی نیست  
کشا و کارستانان دران ابروی بلند  
چراغ افروز چشم بانیم زلفت خوباست  
امید از بخت میدارم کہ بکشایم کمر بندت

کہ ہم نا دید و میدانی و ہم نوشتہ میخوانی  
و بیند چشم تا بینا خصوص اسرار پنهانی  
کہ در حسن تو چیزے یافت غیر از طور انسانی  
بیاد این جمع را یارب عسّم از یاد پریشانی  
کہ از ہر رقعہ دلکش ہزاران بیت بیشتانی  
بدان قدر وصالے دل کہ در ہجران فردانی  
یکش و شواری منزل بیاد و عہد آسانی  
خدا را یک نفس بااگرہ بہشت انیشانی  
بیاد این قوم را یارب عسّم از یاد پریشانی  
بآن شرطیکہ خاطر را ازین سکین زنجانی

خیال خیر زلفت فریت میدہ حافظ  
نکرتا حلقہ قبال نامکن بجنسبانی

تذکرۃ  
الافغانی

احمد شیخ اویس حسن المغانی

احمد اللہ علی معدّ السطانی

خان بن خان شمشاد شمشاد شاد	انگہ می زید اگر جان جانش خانی
دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد	مرحبا اے ہمہ طاعت خدا ارزانی
بر شکن طرہ ترکانہ کردگار کل قسمت	بخشش و بخشش قانی و چنگر خانی
ماہ اگر بے تو بر آید بد و نیش بزنتہ	دولت احمدی و مجنہ سلطان
جلوہ حسن تو دل می برد از شاہ و گدا	چشم بد و دور کہ رسم جانی و ہم جانی
گرچہ دوریم بیا تو فتح می نوشیم	بے بد منزل نبود در مشہر و وحانی
از گل فارسیم غنچہ عیشے نشکفت	جنداد جہلہ بغداد و بے روحانی

اے نسیم سحری خاک رہ یار بیار

ما کند حافظ اران دیدہ جان روحانی

ز کوئے یار می آید نسیم با نور و زری	ازین بادار مدد خواہی چراغ دل برافروزی
چو گل گر خورده داری خدا امرت عشرت کن	کہ قارون را غلطا داد و سودای زرافندری
سغن در پردہ میگویم چو گل از پردہ بیرون آ	کہ پیش از چرخ زوے نیست حکم میر فروزی
سے دارم چو جان صافی و صوفی میکند پیش	خدا ای بیچ عاقل را بباد بخت بد فروزی
طریق کام جتن نیست ترک کام خود گفتن	کلاه سروری نیست گزین ترک بد فروزی
جد اشبار شیرین کنون تمنائشیں بے شمع	کہ حکم آسمان نیست اگر سازے اگر سوزی

بجیب علم تو آن شد ز اساطیر محب دم  
بیا زاهد که جاہل را زیاده میرسد روزی  
ندانم نوحه قمری بطرف جو یاران هست  
مگر او نیز همچون من غمی دارد شباهد روزی

بستان رو که از لیل طریق عشق گیری یاد  
بجلس آے کہ حافظ سخن گفتن بیا موزی

پچشم مہر اگر با من مہم را یک نظر بود  
از ان سین بدن کا تم بخوبی بچو زربود  
ز شوق افتاندمی ہر دم سری در پای جانم  
درینا اگر متاع من نہ از این تمنہ ضرور بود  
اگر مرقع بر افکندی از ان روی چو مردور  
ہم ام از ز گیس متش جہان پشور و سر بود  
ہم ش مہر آمدی بر من مہر آن شاہ خوبان را  
بوسلش گر مرار دورے ز بچران فرستے بود  
بہار کساعتے ہوئے چہ خوش بودی اگر بود

مختے کن شیرینی چو حافظ شعر در علم  
اگر طوطی طبعش را بوسل او شکر بود

تمام شد  
دیوان غزلیات  
حفظ

# ترکیب بند

شاه به کپناه ملک و دین است	در خور و هزار آفرین است
نوباوه خانه ان ملک است	گلدهسته بوستان دین است
هم نسل شناسه زمان است	هم نفت خلیفه زمین است
آثار و دلائل سعادت	آبنده چو نورش از جبین است
در ملک جهان بفرشای	الضات تو کوکب یقین است
در حاشایم قدر او منفعت	فیروزه چرخ چون نگین است
تیش بمیان کفر و اسلام	سدایت و یک آه نین است

کک از کت دست دوست دبار  
شمیره باز و شش سزاوار

ای سایه رحمت انبی	دی غنچه برج بادشاهی
هرگز بشمال تو سرگرد	آرسته بوستان شاهی
هم چرخ جمال را تو مهری	هم برج جلال را تو ماهی
در خواسته از خدا بی چون	بخت بد عاصی صبح گاهی
بر نام تو محشر کرده گردون	منشور او مرو نواهی

تمکین تو سے دہر گواہی  
آوازہ زماہ تا بیاہی

بر سلطنت تو بے تکلف  
نام تو یقین کہ سے برآرد

گردون کہ لطیفہ با برآرد  
در سے چو تو در صدف نثار

دے غرّہ دولت از تو غرّہ  
بر شکل دشمنان تو شید  
از روے مبارکت ہویدا  
این طلسم نیلگون والا  
از سقف خم رواق خضر  
ہر لحظہ کشیدہ جام صہب  
ز گس ہمہ دیدہ گشت عدا  
لو لے خوشاب گشت لالا

اے خلعت ملک بر تزیبا  
اے آمدہ نو عروس دولت  
انوار شکوہ و شہر یاری  
بر قاست حشمت تو کوتاہ  
بگذشت صدای صیت عدت  
بر شادی مجلس تو خورشید  
آروے مبارک تو بسند  
از بہر قبولیت ازین گوشتش

در قصہ تو چرخ آستانے  
کیوان بہ در تو پاسبانے

چر عیش میا و بیچ کارت

تا بار خداے باد یارست

هر آرزو سبک که در دل آید  
توفیق رستق درینیت  
نصرت که سبب از تو خالی  
آرسته چون بهشت گیتی  
آچرخ پاست دور و درت  
با دید بون حباه و غرت  
آموده چرخ افق از خلقان

ایام کفاده در کنارت  
آئید زیم در یسارت  
در رزم کیسند و ستیارت  
از کوشش تیغ ابدارت  
تا دهر بجاست کار کارت  
با دایم پیروز بر قرارت  
در سایه بخت کامکارت

کارت همه حفظ ملک و دین باد  
تا باد همیشه خنجر این باد

ما به چه تو آسمان ندارد  
بار و دے تو آفتاب دیدم  
از حسن تو چون کنم عبارت  
حیران شده ام کینچ وصفی  
مرغی که شو تو کرد پرواز  
هر دل که ز جان ندارد دست

سروے چه تو بوستان ندارد  
نیک است و بس کن آن ندارد  
کز هیچ صفت نشان ندارد  
در خور درخت بیان ندارد  
دیگر سر آشیان ندارد  
میدان بستی که جان ندارد



از بھر دم کلام تیر است	کا پروے تو در کمان ندارد
چشم نظرے بمانند است	مست و سر جهان ندارد
منظور شمشه است و از ناز	پرواے شکستگان ندارد

سلطان زمانہ ناصر الدین  
شد مقصم بعترت کین

ساقی اگر تہو اے باہے	جز بادہ میا پریش باہے
ستجاء و حترقہ در خیالات	بفرودش و بیار جہے
گر زندہ دلی شنوزستان	در گلشن جان صد ہی باہے
بادرد در آہوے درمان	کونین نگر عشق لاشے
اسرار دل ست در ره عشق	ہستہ ز ہزار حاتمے
سلطان صفت آن بت پریش	مے آمد و خلق شہر از پے
مردم نگران بردے خویش	وز شرم روان عاقر خفے
حافظ ز عنیم توجہ نالہ	آخردل ہن شکستہ کے

بادرد و عنیم تو یار باشم  
در عیش جہان کنار باشم

## تزیین بند

ایں بود و فدا و عهد یاری	اسے داده بیاد دوستداری
تا چند بدستِ غم پاری	آخر دل ریش دردمندم
جز شینگے و بیت راری	از زلف تو حاصلے ندیدم
تا چند کنی جفا و خواری	ای جانِ عمر ز برضیفان
کردم من خسته ساز گاری	هر چند که سوخته بجورم
دست از ستم و جفا بداری	گفتم مگر از مهر تر شدم
بر عاشق خسته حجت آری	چون نیست امید آن که روز

آن به که ز صبر سحر خیز نتابم  
باشد که مراد دل بیابم

در ده دوسه جام عاقبتان	ای ساقی از ان می شبانه
از دست ده می منانه	آدرسین در عقل فایت
مرغانِ پس ز آشیانه	برداشته از صوتِ داود
مگذار ز کف دق و چپانه	ای مطربِ با تو نیز یک دم
چون عود بسوزد دل ترانه	برگره بیاد وصل جانان

می نوش تو حافظا بنای	تا چند خوری عنیم زمانه
دیر یست که آتش عنیم دل	در سینه همی کشد زبانه
چون نیست بهیچگونه پیدا	در یاسه منراق آکرانه

آن به که ز صبر رخ نتابم  
باشد که مراد دل بیابم

در سخته عشق اگر بیدم	من دل ز عنیم تو بگریزم
بیشک دل ماه و دگر بگریزم	گر سوئے فلک رسد نفیسم
پیوسته کمان ابرویش	از عنسره همی زند تپم
نتوان بهتلم نوشت شوقش	گر پیر فلک شود دبیرم
پیر عنیم عشقم ارچه طغلم	طفل عنیم عشقم ارچه پیرم
دارم سر آنکه همچو سحر	بنشینم و صبر پیش گیرم
چون کرد زمانه ستمگار	دور از تو بید غم گیرم

آن به که ز صبر رخ نتابم  
باشد که مراد دل بیابم

ای غیرتِ لعلبان طشاز	برقع ز رخ چو مهر بر انداز
----------------------	---------------------------

تأس ز سر جهان بکلی	برخیزم و تو به بکشم باز
ای دوست زمرگزار دیده	شد فاش میان دامن از
تا خود چه بود مرا سرانجام	در عشق چه حجب گرد آغاز
سرمایه عمر داد بر باد	هر کوی بستم تو گشت انبار
در آتش عشق و محبت بستم	مے سوز دلا چو عود و می ساز
حالی چونمید هر مراد است	بوسیدن پای آن سرفراز

آن به کز صبر رخ نیت بام  
باشد که مراد دل بیابم

آن سر سبز بگل اندام	از عارض تو خجل به شام
باز آیی که حجب جانگدازت	برد از دل من ستر او آرام
از دانه حال و دام زلفت	مخغ دل من فتاده در دام
چون کام نشد بسی حاصل	قانع شده ام حجب ز کام
مایم و عشم خرق حالی	تا خود کجبار سد سرانجام
جز محنت و درد گویا نیست	دور از تو نفییب من بیام

نقصود وجود حافظیت	جز صحبت یار و باد و جام
-------------------	-------------------------

حالے چو نمے شود میتا      کام دلم از تو اسے دلآرم

آن بر که ز صبر رخ نیتا بم  
باشد که مراد دل بیابم

ای راحت جان بیتارم	امید دل میدوارم
شادم نسبت که در همه حال	سوز غم تست سازگارم
تا رفت از کنارم ای دوست	یک باره ز خویش برکنارم
در آرزو وصال جانے	عمر بفرق میگذارم
شب بگذشت خواب از دوش	طوفان شرک آشکارم
تا مرگ گیرم گرم گریبان	من دست زدانت ندارم
چون هیچ نشد سببی حاصل	کام دل خسته و فگارم

آن بر که ز صبر رخ نیتا بم  
باشد که مراد دل بیابم

ای در غم تو مرسم دل	عشق تو آیس و محرم دل
زلفت تو کند گردن جان	عسل تو گین جانم دل
بروے تو بود شخته جان	چون چشم تو گشت حاکم دل

اور دل ما وادراتش	مارا غم اوست نے غم دل
تزدیک شد آنکس بدوی	گیرم سرخوش یا غم دل
حافظ چہ شود اگر بیانی	نورے ز حضور عالم دل
چون ملک صال او نگردد	آسان آسان مسلم دل

آن یہ کہ ز صبر رخ نیت باہم  
باشد کہ مراد دل بی باہم

### ساتھ نامہ

سیر فتنہ دارد دگر دگر گار	من وستی وقتہ چشم یار
ہمی مانم از دور گردن شکفت	دلے نیست در وی مجال گرفت
فریب جهان قصہ روشن ست	بین تاجہ زاید شب آبتن ست
دلا در جهان دل منہ زینہا	کہ کس بر سر تل نگیرد قرار
ہمان مرحلہ ست این بیابان دو	کہ گم شد در و لشکر مسلم و تو
ہمان منزل ست این جهان حرا	کہ دید دست ایوان افرا سیاب
کجا راسے پیران لشکر کشش	کجا شیدہ ترک خجہ کشش
نہ تنہا شد ایوان و کاخش بیابان	کہ کاخش ندارد کسے ہم بیابان

چه خوش گشت جمشید با تاج و گنج  
 مفتی کجائی بگلیا تا گے ود  
 بستان نوید سرودے محبت  
 مفتی بزن چنگ بر او غنوں  
 مگر خاطر م یابدا سایشے  
 مفتی بزن خسروانی سرود  
 کہ از آسمان ثرودہ فرصت  
 مفتی نواے طرب ساز کن  
 کہ بار غم بر زمین دوخت پابے  
 مفتی ازین پردہ نقتے بر آہ  
 چنان برکش آہنگ این دُوری  
 مفتی دف و چنگ را سازدہ  
 رہے زن کہ صوفی بحالت رد  
 مفتی بیا بامنت جنگ نیست  
 شنیدم کہ چون غم رساند گزید

کہ یک جو نیز زد سراے سبج  
 بیاد اور آن خسروانی سرود  
 بیار ان رفتہ درودے محبت  
 بیرازد لم فکر دنیاے دون  
 کہ بود عزم بادوی آلایشے  
 بگو با سر نیاں با و از رود  
 مرا بر عدد و عاقبت نصرت  
 بقول غزل قصہ آغا کن  
 بضرب اصولم بر آور زجاے  
 بین تاچہ گفت از حرم پردہ دا  
 کہ ناہید چنگے بر قص آوری  
 بیار ان خوش نغمہ آواز دہ  
 ہستی وصلش حوالہ رد  
 کفے بردنے زن گرت چنگ نیست  
 خرد شنیدن دف بود سو دست

مننی کجائی کہ وقت گلست  
 بہان بہ کہ غم بچوش آوری  
 مننی بیاعدور ساز کن  
 بیک نغمہ در در چارہ ساز  
 مننی کجائی کہ لطفے کنے  
 بردن آری از سر خود یک دم  
 مننی کجائی کہ نوائے زن  
 چو خواہد شدن عالم از ماتی  
 معنی بگو قول و پردہ ساز  
 تو بنماے را و عانت ہم بزود  
 معنی بیابش نو کار بند  
 چو عشم لشکر آرد بیار صفت  
 مننی تو ستر مر محرمی  
 بے دور کن دولت گر غنیت  
 مننی کجائی زن بر بطلے

ز لبیل چمنیا پر از غفلت  
 دم چنگ را در خوش آوری  
 نوائین نواے نو آغاز کن  
 دلم نیز چون غرقہ صد پارہ ساز  
 ز منے آتشے در دلم انگنے  
 محسم بر زنی کار و آب عشم  
 بیکتائے اود و تائے زن  
 کہ اے بے پرستیشی  
 کہ بچپارگان را توئی چارہ ساز  
 کہ بکشایم از دیدہ صد زندہ رو  
 ز قول من این پند دانا پسند  
 ز چنگ رباب و ز تائی شے  
 زمانے بہنے زن دم ہمہ می  
 دے پیش دانا بہ رعایت  
 بیا ساقیا پر کن از منے بطلے



که بهسم نشینیم و عیثی کنیم  
 مننی ز شهابین یک غزل  
 که تا و حیدر اکار سازی کنیم  
 یا قبال دارای دسیم و تخت  
 که تمکین اوزنگ شاهی از دست  
 فروغ دل و دیده مقتبلان  
 جهان دارودین پرورد تا جور  
 چگونه دهم شرح آثار او  
 چو قدری از حد جستیش  
 بر آرم باحتلاص دست دعا  
 که یارب بالاء و نعمای تو  
 بحق کلامت که آمدتیم  
 که شاد جهان باد فیروز تخت  
 زمین تابود مظہر عدل و جور  
 خدیو جهان شاد منصور باد

دے خوش بر آرم دیتے کنیم  
 یا ہنگ چنگ آراند غسل  
 برقص آیم و خروستہ بازی کنیم  
 بہین میوہ خسروانی درخت  
 تن آسانی مرغ دماہی از دست  
 ولی نعمت جہلہ صاحب دکان  
 کزد تخت جم گشت بازیب و فر  
 کہ عقل ست حیران در اطوار ام  
 سراند از دم از عجز و تشویر پیش  
 کنم روی در حضرت کبریا  
 با سر ار اسامے حسائے تو  
 بحق رسول و حبلی عظیم  
 یا قبال ہموارہ تا ج و تخت  
 فلک تابود مرتع جہد فی تو  
 عبا عرسم از خاطرش دور باد

تجاسع میبدان دنیا و دین	الحمد لله اسے خسرو جم گین
که منصور با شے بر اعدا دام	بنصورت در جهان افت نام
تتمتن نبودی بمیدان رزم	فریدون شکوهی در ایوان بزم
فریدون و جم را خلف چون نبوت	فلک را گهر در صدف چون نبوت
که مهران با جت فرستد ز رنگ	نه تنها خراجت دهند از فرنگ
چو جم جملہ دارے بر زیر نگین	اگر ترک ہندست و گر روم چین
کہ دارد بسیط زمین زیر پر	ہا میست چہرت ہایون نظر
بد نادلی کشف کن حالها	بجاسے سکندر بہمان سالها
شمارا کنم بر دعا خقشا	چو دریای وصف نداد دکنار
نہار دچو او، سیچ زیب سخن	و نظم نظامے کہ چہ تیج سخن
کہ تزد حشر دہ زرد و نشین	بیارم بقضین مہبت مین
ولایت ستان با شو و افاق گیر	از ان بیشتر کا دری در ضمیر
بفتح و گریاش غیر و ہند	زمان تا زمان از سپہر بلند

از ان سے کہ جان دار و ہوش باد  
مرا شربت و شاہ را نوش باد

بیاساتی آن آب آتش خواص  
 فریدون صفت کاویانی سلم  
 بیاساتی این نکته بشنوزنه  
 دم از سیر این دیر دیرینه زن  
 بیاساتی آن کیماے فتوح  
 بده تابدیت کشاید باز  
 بیاساتی آن از خوانی قدح  
 بمن ده که از غم خلاصم دهم  
 بیاساتی آن مے که جان پرورست  
 بده که جهان خیمه سیردن زخم  
 بیاساتی آن مے که حال آرد  
 بمن ده که بس بیدار ققاده ام  
 بیاساتی آن آب اندیشه سوز  
 بده تاروم بر فلک شیرگیر  
 بیاساتی آن بکر مستورست

بمن ده که تا یابم از غم خلاص  
 برافرازم از پستی جاکم جسم  
 که یک جرعه مے بزیهیم که  
 صلائے بشا بان پیشینه زن  
 که با گنج فتراون دهر عمر نوح  
 در کا مرانے و عسمر دراز  
 که یا بد فضیشت دل جان فرح  
 نشان ره بزم خاصم دهم  
 دل خسته را بچو جان در خورست  
 سرا پرده بالائے گردون زخم  
 که است قراید کمال آرد  
 وزین هر دو چچا سل افتاده ام  
 که گر شیر نوشد شود بیشه سوز  
 بجم بزم زخم دایم این گرگ پر  
 که اندر خرابات دارد نشت

بمن ده که بدنام خواهم شدن      مریدمے و جام خواهم شدن

ساخته نامه

<p>عبیر ملاک دران می شست          دماغ خرد را دسے خوش گنم          بیاض دلم مشک بیزی کند          که هست از غمش در دلم خون بے          بیک جام باقی مرادست گیر          روان سوے دیر معان آدم          مشو دور کا نجاست گنج روان          جواش چو گوئی بگوشب بخیر          که بر دل کشاید در معرفت          دسے از که درت بر دین آدم          که ز درخت میویدش نری خاک          چه دنیا پرست و چه آتش پرست          ز روی تو این بزم عنبر شست</p>	<p>بیاساتی آن مے که جو شست          بدہ تا بخورے بر آتش کس نم          بیاساتی آن مے که تیزی کند          بدہ تا بنوشم بیاد کے          بیاساتی آن مے نہ دارم گزیر          کہ از دور گردون بحیان آدم          بیاساتی آن کج دیر معان          درت شیخ گوید مر سوے دیر          بیاساتی آن جام صافی صفت          بدہ تا صفاے درون آدم          بیاساتی آن آتش تا بناک          بمن ده که در کیش زندان است          بیاساتی اکنون که شد چون شست</p>
---	--

خدایجام لا تشفی بکمال  
 بیاساتی آن جام یا قوت و ش  
 برده وین نصیحت زمین گوش کن  
 بیاساتی از بیوفائی عمر  
 که می عمر باقی بقیه سدا یت  
 بیاساتی از می طلب کام دل  
 گران بجز جان تن صبور می کند  
 بیاساتی این چه باشی که دهر  
 درین خولشان عرصه ستخیز  
 بیاساتی از من کن سرکشی  
 قدح پر کن از می که می خوشن بود  
 بیاساتی آن راجه ریحان نسیم  
 ز رے را که بیشک تلفت پدست  
 بیاساتی آن باده لعل صاف  
 ز تبسج و خرفت ملولم مدام

که در بلخ جنت بود می سباح  
 که بر دل کشاید در وقت خوش  
 جهان جلوه بحیثیت می نوش کن  
 بین و زمی کن گدائی عمر  
 در می هر دم از غیب بکشایدت  
 که بے می ندازم من آرام دل  
 دل از می تواند که دوری کند  
 بر آنست کت خون بریزد بقر  
 تو خون صراحی بساعت بریز  
 که از خاکی آتش نه از آتشی  
 خصوصاً که صفائی و نیش بود  
 بمن ده که نه زرب ساکنه نسیم  
 بی ده که در مان دلها می ست  
 بده تا کی این شید و زور و روان  
 بی که رسن کن هر دور او سلام

بیاساقی آن بادہ روح بخش  
 متمن صفت رو بیدان کنم  
 بیاساقی از من برو پیش شاه  
 دل سینوایان سکیں بجوے  
 بیاساقی آن مے کو ان جام جم  
 بن دہ کہ با ششم بتاید جام  
 بیاساقی آن جام پر کن مے  
 بستی توان در اسرار نفست  
 بیاساقی آن مے کہ عکس جام  
 بدہ تا بگویم با و از نے  
 بیاساقی آن مے کہ شاہی دہر  
 بن دہ کہ تا گردم از عیب پاک  
 بیاساقی آن جام چون مہرواہ  
 چو شد بلع روحانیان سکندر  
 بیاساقی آن جام چون سلسیل

بدہ تاشینم پر پشت خشر  
 بجام دل آہنگ جولان کنم  
 بگویش ز من کاسے شہ جم کلاہ  
 پس اگاہ جام جہان بین بجوے  
 زند لاف بینائی اندر ہم  
 چو بسم آگہ از بست عالم تمام  
 کہ گویم ترا حال کسری کے  
 کہ در بخودی راز نتوان نفست  
 بکینسر و دجہم فرستد پیام  
 کہ جمشید کی بود و کاو کس  
 بپاکی او دل گواہ ہے دہ  
 خرامم بمشرت بہ تیر و ناک  
 بدہ تا زخم بر فلک بار گاہ  
 در خیابا چرا تخته بند تنم  
 کہ دل را بفر دوس باشد دلیل

بدستم ده دروے دولت بین  
 بیاساقی از بادای کن  
 چو مستم کنی از مے بے غشت  
 اگر بچو جسم جام گیری بدست  
 بستی در پیار سالی زنی  
 که حافظ چوستان سازد سرو  
 تابا شیر صبح از طبقه نوره نور  
 بیانا خرد و استلم در کشم  
 ز جام دادم دمی و دم نیم  
 یک امروز با یکدگر می خوریم  
 که آنها که بزم طرب ساختند  
 ازین دانه دیر باد می مناک  
 باین تخت فیروزه فیروز کیست

حشر ایم کن و گنج حکمت بین  
 ز جام پیای مراست کن  
 بستی بگویم سرود خوششت  
 بینی دران آینه هر چه هست  
 دم خسروی در گدائی زنی  
 ز چرخش دهد زهره آواز رود  
 بگویش آیدم هر دم از لفظ حور  
 زمستی بعالم علم در کشم  
 ز می آب بر آتش عنیم نیم  
 چو فرصت نباشد دگر که خوریم  
 بزم طرب هم نپرخاستند  
 برفتند و بر دند حسرت بجاک  
 ز ایام عمر آنکه بهر روز کیست

درینجا جو آنکه که بر باد شد

خاک آنکه از عالم آزاد شد

به ساقیایم که تادم ز نیم  
 سبک باشم رطل گرانم بدم  
 که این چرخ دایم کنسبم آنوس  
 بے کوزدے کوئن بر پشت پیل  
 جز این مرکز هفت پرگار نیست  
 تو در خانه بشد ری ششدر  
 بر ایوان شش طاق خضر نشین  
 به ساقی آن آب آتش نشان  
 که در آتش ستاین دل روشنم  
 که غیر دزدستنج منوچهر هر  
 نوشته است بر جام نوشیروان  
 اگر پوزدالی و گر سپهر زال  
 ز من بشنوا سیر پیر آموزگار  
 که این منزل دو جای نعمت  
 به ساقی آن لعل یا قوت رنگ

قلم بر سر هر دو عالم ز نیم  
 و گر فاش نتوان نهم بدم  
 بے یاد دارد چو بهرام و طوس  
 ز دندش بنا کام طبل ریل  
 جز این هفت پرگار پرگار نیست  
 که او مانده تا بسگری بگرد  
 بمنزل گرجان شمسین گرین  
 از ان پیش کرنا نیابی نشان  
 مسلمان که آب بر آتش زخم  
 شنیدم که در عهد بدوزجهر  
 که بقرای از جام نوشیروان  
 پرستان نانی شوی پایمال  
 کمن تکلیف برگردش بر دنگار  
 درین داکه شادانی کمست  
 که بر داز رخ لعل یا قوت رنگ



روان در دود آن می چو آبِ میان	ز آبِ روان کا قاسبِ عیان
شمانیکه اینجانشنند شتا	برفتند و از کس نکردند یاد
کدامست جامِ جم و جم کجاست	سیلیمان کجاست و خاتم کجاست
که میداند از فیلسوفان	که حبش کی بود و کاهوس
چو سوسه عدم گام برداشتن	درین بقیه حسرت نامه نگارستان
چه بندی دل اندرین سحر	که چون بگذری بازمانی بجای
دران بستر دل ز دیوانیت	باواشنائی زربنگار گیت
درین دایره ششدریابی تو کام	مجال محال مقام مستام

برو سطل کن این هفت طومار را

قلم در کش این هفت پرگار را

بره ساقی آن آبِ آتش خوں	کز آن بلکه یا بجز آتش خوں
برین صفت ز پایه شش سواق	توان زد میک جام می چار طاق
درین ده گرد هس یاوش و شن	که پیران ده را با آتش کنند
اگر عاقبت خیر و دیوانه	مرز آبِ خود خاکِ سحرانه شو
دم از دل زنی در دمی در کش	دم گرم خواهی دم سرد کش

پے کار داناں ہشیازن  
 مشو تیردین دیر خاکی خاک  
 بدہ ساقی آن جو ہر روح را  
 کہ دوران چو جام از گشت جم رُو  
 چو بنیاد عمر ست ناپایدار  
 کسے را کہ دست رسد دگر  
 شبہ داو گستر کہ ناگہ بود  
 تو نیز انچہ کاری ہمان بود  
 رہائی نیاید کس از تشبہ خاک  
 باین حقتہ سبز چندین سنہ  
 بدہ ساقی آن آب افشردہ را  
 کہ ہر پاہ خشکے کہ بر نظریست  
 ہر آن گل کہ در بوتانے بود  
 ہر آن تلخ سروے کہ در تنہ نیست  
 شنیدم کہ شوریدہ می پرست

کہ ہر پاہ  
 خشکے کہ  
 بر نظریست

رہ دُر و نوشاں چہ شمار زن  
 کہ ناگہ دہر جسم بیادت چو خاک  
 دو اسے دل ریش مجروح را  
 اگر عالمے باشد شش آن چہ سود  
 بقدر این نفس غنیمت شمار  
 کہ فرود اہمان باشدت دگر  
 نگر اسے برادر کہ با خود چہ بود  
 چنان کامی باز بیرون رو  
 کہ ہر خاک نشست از روی خاک  
 کہ ہم مہرہ بازست و ہم حقتہ بان  
 بیانندہ ساز این دل مردہ را  
 سر کعبادے و اسکندریت  
 مہر عارض دستا نے بود  
 قد دلبرے زلف سین تنہ نیست  
 بخجائے میگفت ہجائے بہت

که یابد ازین کر سے زرنشان  
 بجز خون شاهان درین طشت نیست  
 که هر کس درین دور گردون بود  
 بده ساقی آن تلخ شیرین گوی  
 که دارا که دارا سے آفاق بود  
 چو زین دایر شد بر بدن برخت  
 اگر بوشندی بیاباده نوش  
 که این طنبر لب آبوسی نفس  
 در خاک رو بان میخانه کوب  
 مگر آب آتش خواست دهند  
 بجای برون آورند ز خویش  
 که حافظ چو در عالم جان رسید  
 من از آنکه گردم بستی هلاک  
 بتابوتی از چوب تا کم کنید  
 باب خرابات غمگسار دهید

باین سفره بیرون زردمان و زان  
 بجز خاک خوابان درین طشت نیست  
 دگر دون درونش پُر از خون بود  
 که شیرین بود با دهن دست یار  
 بهار نگی در حبه ان طاق بود  
 نبودش بجز گور و تابوت تخت  
 چو نوشی دمی با دهن آبی بهوش  
 نیفتد ازین دانه در دام کس  
 ره میفرودشان میخانه روب  
 بستی ز بستی خلاصت دهند  
 بوحدت رسی پرده افتد ز پیش  
 چو از خود برون شد بجان رسید  
 باین مستان بریدم بجاک  
 براه خرابات خاکم کنید  
 پس آگاه بر دوش منم سید

میسارید در ماتم جند رباب  
ناله بحین مطرب و چنگ نزن

مرزید بر گوی من جند شراب  
دیسکن بشیر طیکه در مرگ من

تو خود حافظ اسرستی متاب  
که سلطان نخواهد خراج از خراب

## مشق

مرا باست بسیار آشنائی  
دوراه اندر کین ادیش و انیس  
مرادے ہم جو نیم از تو انیس  
چرا گاهے ندادم خرم و خوش  
رفیق بیکان یاز غریبان  
زمین متش این رو سر آید  
که قالم لاتر رنے منبر دأ آمد  
همی گفت این معنی باقر نے  
بیاد اسے منہ گردانہ داری  
وے سیرغ میاید شکام

الا اسے آہو وحشی کجائی  
دو تنہا و دوسر گردان بیکس  
بیانا حال کید گیر بنسیم  
کہ می نیم درین دشت متوش  
کہ خواہد شد گویند اسے حیدبان  
مگر خضر مبارک پے در آید  
مگر وقت عطا پروردن آمد  
کہ روزے زہر و سدر سر زنیے  
کہ ای سالک چه در انبانہ داری  
جوابش داد و گفت ادا نہ دارم

بجفتا چون بدست آری نشانش  
 چو آن سر در روان کاروانی  
 مدہ جام می و پای گل از دست  
 لب سرچشمہ و بر طعن جوئے  
 بیا در فغان و دوستداران  
 چو نالان آیدت ابر روان پیش  
 مکرد آن حسدیم دیرین مدارا  
 چنان بیرحم ز تیغ جدائی  
 برفت و طبع خوش باشم خیز کرد  
 مگر خضر مبارک پئے تواند  
 نیاز من چه وزن آرد بدین ساز  
 تو گوهرین و از حسد مهره بگذر  
 چون ماہی کلک آرم بحر  
 مقامات نصیحت گوہین ست  
 روان را با حسد دریم شستند

کہ او خود بی نشان ستایشش  
 ز ملک دیدہ میکن پاسبانی  
 دے غافل مشوار چرخ بدست  
 ہم اشک و با خود گفتگوئے  
 توافق کن تو با ابر حباران  
 مد بخشش ز آب دیدہ خویش  
 مسلمانان مسلمانان حذر ارا  
 کہ کوئی خود بخودہ است اشنائی  
 برادر با برادر کے چسبین کرد  
 کہ این تہا بآن تہا رساند  
 کہ خورشید غنی شد کیسہ پردا  
 ز طرزے کان نگرود شہرہ بگذر  
 تو از نون و اقلیم می پرس تفسیر  
 کہ حکم انداز ہجران در کین ست  
 وزان تخمے کہ حامل بود کشتند

بیاد رنختن زان طیب میسر	شام جان معطر با حباب
که این نافه ز چین جیب حورست	نزدان آهوک از مردم نفورست
درین وادی ز باغبان چنگ نشنو	که صد من خون مطلوبان بیکت جو
پر حسیل را اینجا بسوزند	براسن کو دکان آتش فروزند
سخن گفتن کرایه است اینجا	تعالی الله چه استغناست اینجا

بر دو حافظ درین معرض وزن دم  
سخن کوتاه کن واللہ اعلم

### سے مقطعات

گرگان قدر می پرانند	شعب نختند و ز نشانند
آکھسار از چوب عود کنند	پاسبانان باو نشانند
پای ہر خوشہ کنیزک ترک	بشانند گیسو اتند

### قطعه

خسرو داد اگر اشیرد لاجر کف	اے کمال تو با نواع ہنر زانی
ہمہ آفاق گرفت وہمہ اطراف کشا	صیت سعودی و آوازہ شہ سلطان
گفتہ باشد مگر تلم غیب احولم	اینکہ شد روز بنیم چو شب ظلمانی

در دو سال نچہ بیند و ختم از شاه و وزیر  
دوش در خواب چنان دید خیال کم کمر  
بستر بر آخور او است بر من جو می خورد  
بیج تعبیر نمیدانش این خواب که چیست

همه بر بود یک دم فلک چو گانی  
گذراختاد بر صیقل شهنشانی  
توبره افشاند من گفت مریدانی  
تو بفرم که در قسم نداری ثانی

### ایضا

پادشاهان کفر نیست همراہ تواند  
با چنین جاہ و جلال از پیشگاه سلطنت  
با فریب این خم زنگار گون نیل فام  
آنکہ وہ باہفت و نیم آور دیس سودی نکرد

خیزگر عزم تم تخیل جهان زہ میسکنی  
آگهی و خدمت دلہاے آگہ میسکنی  
کار برد حق مراد صفت اللہ میسکنی  
فرست بادا کہ ہفت و نیم راوہ میسکنی

### ایضا

سال فال مال اصل و نسل و نخت و نخت  
سال خرم فال نیکو مال و خرم خوش

بادت اندر ہر دو گیتی بر قرار و بردوام  
اصل ثابت نسل باقی تحت عالی نخت ام

### ایضا

شاهامبشرے ز بہتر رسیدہ است  
خوش لفظ و پاک معنی و موزون و نفرب

رضوان سریر و حور و ش سلسیل کو  
صاحب جمال نازک و خوب لطیفہ کو

گفتم درین سراپه ز بهر چه آمدی	گفتار بجز مجلس شاه غریب جوس
اکنون ز صحبت من مفلس بیکان رسید	تزدیک خویش خوانش و کام دشمن بجوس

### در شکایت قاضی و حاکم گوید

آن کسیت تا بحضرت سلطان دادکند	کز جور چین گم شد و گریه بساپید
رند نه نشسته بر سر سجاده قضا	چیز نه دگر بر تپه مسدوری رسید
آن رند گفت چشم و چراغ جهان نم	آن چیز گفت همچو من در جهان کید
ای آصف زمانه ز بهر خدا بگو	با آن شش که دولت او باد بریزد
شاه را و امار که مفعول من یراد	گر در روزگار تو فغان یارید

### ایضاً فی الشکایه

دل بندای جان من بوعده شاه دوزیر	کس نمیدانم که کارش از کجا خواهد کتاد
رو تو کل کن نمیدانی که لوک کلکین	نقش هر صورت که زورنگی دگر برین قتاد
شاه هر روزم نمیدوبی سخن صد لطف کرد	شاه زردم دید و دست گفتم و هیچم نداد
کارشاهان غنیمت باشد تو ای حافظ مرغ	داور روزی سان تو رفیق نصرت شان داد

### ایضاً

گفتند شعر من ز منقشه شکر است	زان غیرت طبر ز کعب الغزال شد
------------------------------	------------------------------



باداد هانش تلخ که عیب نبات گفت  
آنکس که کور زاد ز مادر بسم خوش

فاکش بسر که منکر آب زلال شد  
که مشتری دلبر صاحب جمال شد

### در تقاضا و وظیفه فرماید

بسمج خواجہ رسان ای قریب وقت تناس  
لطیفہ بمیان آر و خوش بخندانش  
پس انگہ ز کرم آن قدر بریز لطف

بخلو تے کہ دران اجنبی صبا باشد  
بنکتہ مکہ دلش را دران رضا باشد  
کہ اگر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد

### فی السکایۃ

زدش مطلقاً بے بہرہ باشد  
بود از شر شایہ صائم اللہ  
کے چون نوشدار و جوید از دہر

کہ از دنیا بشادی بہر جوید  
کہ جہلاب طرب از دہر جوید  
کہ امین نوشدار و جوید

### ایضا

بیل اندر نالہ و گل خندہ خوش میزند  
ناخوشہا دیدہ ام زان زاہد شمیمہ پوش  
زاہدا از تیر قرگانش حذر کردن چہ بوی

چون نسوزد دل کہ دلبر روی آتش میزند  
من غلام مطہم کالیشم خوش میزند  
زخم پنهان چون بار دی کمان دش میزند

### ایضا

روح القدس آن سرورش فرخ  
میگفت سحر گهان که یارب  
برسند خسروی بسا ناد

از قبت طارم ز جربد  
در دولت و شمت محنت  
منصور مطلق محرم

ایضا

تو نیک بد خودم از خود پیرس  
ز بد در باش و بیکی بگوش  
چو دانی که روزی همدت خد است  
و من یتق الله عجل له

چرا دگیر بایست محبت  
لکن عسر ضائع بله و لعیب  
مدار از طمع قلب را منقلب  
ویر زرقه من حیث لا یحسب

ایضا

بگوش هوش شبی منتهی نداد  
که اس غریز کس را که خواریت نصیب  
باب ز فرم و کثر سفید توان کرد

ز حضرت احدی لا اله الا الله  
یقین بدان که نیاید بروز منصب جاه  
گلیم بخت کس را که بافتند سیاه

ایضا

آن جبه خضر خور کردی سبک دوی  
آن دره که اعضا را در و لولان زد

هر کو بخورد یک جو بر سبب زندی سرغ  
یک ناله و صدستی یک حبه و صدی سرغ

# در نکو، شش بد قولان گوید

سگت ان آدمی شرف دارد	که دل مردمان بسیار دارد
این سخن را حقیقتی باید	تا معانی بدل نشود آید
آدمی با تو دست در مضموم	سگت بیرون آستان محروم
حیث باشد که سگ فدا دارد	و آدمی دشمنی بر وادارد

## فی اشکایه

صاحبم دوش با ده نفر ستاد	آن خطا این خطابے اززد
لعل و یا قوت جام او گوئی	ملک مالک رقابے اززد
قطعه پیش او فرستادم	که بصد چشم شربے اززد

## ایضا

اے باد صبا اگر توانی	از راه و ف و نا و سربانی
از من خبرے ببر بیا	گو سوختہ تو در بنانی
می مرد ز اشتیاق و کیفیت	اے بی تو حسد ام زندگانی

## ایضا

شراب لعل مرد و قن بجام گفت که من	چهار گوهرم اندر چهار جامے دم
----------------------------------	------------------------------

ز مردم بر تاج عفتیق در شیشه	سهیل در جسم و آفتاب اندر جام
مرا حرام که گوید که وقت خوردن من	حلال ناده بودن آید از تاج حرام

### در شکایت فریاد

ای معزای علی جوهرت از جبهه حرص	وی بر فرازات یمن اخترت از زرق میرو
از بزرگی که رود باشد که تشریفات	از فرشت باز گیر دوانگه بخشد بدو

### مطایبه

سرای مدرسه بحسب علم و طاق و اق	چه سود چون دل آنا و چشم بنیاست
سرای قاضی ز دار چمن و فضلست	خلاف نیست که علم نظر را بنیاست

### فی الوعظ

ای که از روزگار می طلبی	فرج ویش و غمی و طرب
فکر مال و منال و شمت و جاه	همه بگذار و ساعی بطلب

### فی التاریخ

بروز کاف و الک از جادهی الاولی	بانی الی دیگر چون جلال لاسلاق
خدا یگان سلاطین شرق و مغرب	خدیو کشور لطف و کرم بختاق
پیر حلم و حیا آفتاب جاه و جلال	جمال دینی و دین شایع ابوالاسحاق

گذشت عرصه سیدان خود بر تن عدم

نهاد بر دل اجابت خویش داغ فراق

ایضا

بر روز شنبه سادس پزماه و کعبه  
از شاهرا و سعادت بیلغ رضوان رفت

بسال هفصد و پستاد از جهان ناگاه  
وزیر کامل ابو نصر خواجه فتح الله

ایضا

اصف عهد زمان جان جهان تو را نگاه  
نات هفته بد و اذماه صفر کاف و ملت  
آنکه میلش سو حق مینه و حق گوئی بو

که دین مرزعه جز دانه خیرات نکشت  
که گلشن شد و این خانه پر و دشت  
سال تیغ و فالتش طلب از میل هشت

ایضا

سرور اهل غت اسم شمع پنج آب سن  
هفصد و پنجاه و چهار از هجرت خیزش  
سادس ماه ربیع الاول اندر سیمر  
مرغ روحش کان همای آسمان قدر بود

صاحب جعفران حاجی توام الدین کن  
مهر را جز امکان و ماه را خوش طمن  
روز آدینه حکم کردگار ذوالمنن  
شد سودا بهشت آزاد از دار محن

ایضا

محمد دین سرور سلطان قضا اسماعیل

که زد ککائیان اویش از شرع لطق

ناف هفته به و از ماه رجب تا روز  
کشف حمت حق منزل و دان انگ

که بدون فت ازین منزل فی ضبط و نسق  
سال تایخ و فاش طلب از حمت حق

ایضا

رحمان لایوت چو آن پادشاه را  
جانش غریق رحمت حق کرده تا کند

دید آنچنان که در غسل خیر لایوت  
تایخ این معالیه رحمت لایوت

فی التایخ

اعظم قوام دولت و دین ناله بردش  
با آن وجود و آن عظمت نیز خاک رفت  
تا کس ایستاد چو دندار ذکر کس دیگر

از بھر خاک بوس نمودے فلک سجود  
در نصف ماه ذی القعد از عرصه وجود  
آمد حرف سال و فاش میاید

تایخ و فاش

ایضا

لیل و سر و دامن یا سمن لاله گل  
خسرو روی زمین شاه زمان بویستی  
جمعه بیست و یکم ماه جمادی الاولی

هست تایخ وفات شهبان کاکل  
که به طلعت اوزار دخت در بر گل  
دیسین بود که پیوسته شد از جزو گل

تاریخ وفات قاضی بهار الدین روگردان

بهار الحق و الدین طاب ثواه  
امام سنت و شیخ جماعت

بر اهل فضل و ارباب براعت  
قدم در نه گرت هست استطاعت  
برون شد از حرد و قرب طاعت

چو میرفت از جهان این میت می خواند  
بطاعت قرب ایزد می توان یافت  
مبین دستور تاریخ و فاشش

ایضاً

در دل چو آگشتی از کف چو آشتی  
بر جلد اش فرو خوان از میوه بهشتی

آن میوه بهشتی کام بدست ای جان  
تاریخ این حکایت گراز تو باز پرسند

ایضاً

امام سنت و بعد از مماشش  
پس از پنجاه و نه سال از حاشش  
وز انجا فتم کن سال و فاشش

برادر خواجه طالب طاب شود  
بسوی روضه رضوان روان شد  
خلیل عادلش پیوسته بر خوان

ایضاً

گشت فرقت آن که بشتنم حال  
چو آب حل بشدم این دقیقه مشکل  
کنون که عمر باز یچ رفتم و حیا صل

صلح جمعه بدو سادس ربیع اول  
بسال مقصد و شصت و چهار از هجرت  
در یغ و در دو مائش کجا دهد سودی

فی المصیبه

دلاویدی کہ ان منہ ترانہ فرزند  
 چہ دید اندر جسم این طاقِ نعلین  
 الجاے لوحِ سیمین در کنارش  
 فلک بر سر نهادش لوحِ سنگین  
 فی الحکمتہ

ہم تے در طلبِ مالِ جهان کروم سی  
 آبا خر خرم شد کہ ز نقشِ ضررت  
 عوضِ ہرچہ فلک داد بن بایکوستہ  
 گندہ فائدہ منہ را دجوالی چہ سرت  
 عمر ضائع شدہ و از مالِ تریا نے دارد  
 اندوِ عمر کنون از عینِ ہفت بست  
 بعد ازین یک نفس از عمر ملکِ و جهان  
 نفوذ شدم کہ بحیثِ شدم دو جهان مختصرت  
 گنجایافتہ ام در دلِ دیرانِ زہنہ  
 اگرچہ بحرِ سیت ضمیمہ کہ سرِ سرِ بہرست  
 بعد ازین ہرچہ رسد از بدو نیکی ای حافظ  
 غم مخور شاہِ دہری زانکہ جان در گذشت

### فی النصیحتہ

بہر کہ آمد در جہانِ پُر ز شورش  
 عاقبتِ میبایدش رفتنِ گور  
 در رہِ و عشقِ ست دنیا چون پیلے  
 بے بقا جائے و دیرانِ سوز  
 دل منہ بر این پیلے پُر سرِ بیم  
 برگِ رہ ساز و مشو ایجا ہتیم  
 نزد اہلِ مہنی این کا رخِ پیچ  
 ہست چون ویرانہ خالی ز گنج  
 دور باش از دوستی مالِ و جاہ  
 زانکہ مالِ تار و جہات ہست چاہ



من گرفتسم خوتونی بهرام گور      خواهی افتاد آفران در دم گور  
 گرنه کوری کورے میں گنمت      ایک زمان بیکار منشین گنمت  
 ہیج کس نیست زین منزل گریز      از گدا و شاه و از بزا و پیر  
 اسے کہ بر باگذری دامن کشان      از میرا خلاص المم کے بخوان

### فی النصیحة

فنا در چرخ زمینیم و نشویم منور      کہ چشمها ہمہ کورست و گوشها ہمہ کر  
 بیاکان کہ مر و مہر باشدش لہن      بجاقبت زگل و خاک باشدش بن  
 چہ نایمہ زرزہ با کشا و تیر قصا      چہ منت ر سپہ با قاق تیغ قدر  
 اگر نآهن و فولاد سودہ حسن کنے      حوالہ چون برسد زود جہل کو بدر  
 برداشنی خوش و عیش و نوش غرہ شو      کہ ظلمت از پی نورست و زہر بریشکر  
 دریکہ بر تو کشایند از ہوا کشاے      رہے کہ بر تو نمایند از ہوس سپہ  
 براہ تو ہمہ چاہ است سرخا و مروا      بجایم تو ہمہ زہرست ناچشیدہ مخر  
 عیار چرخ بگیر و سخا و دوزگر      بساط حشر بچین و لباس از بدر

### فی التغزیة

دل منہ پر زنی و اسباب او      زانکہ از دے کس فنا داری نہی

کس عمل بی نیش ازین دکان بخورد      کس رطبے خارا زین بستان بخید  
 هر که آیتای چرامے بر فروخت      چون تمام افروخت بادش در دید  
 بے تکلف هر که دل برے نهاد      چون بریدم خصم خود می دید  
 شاه و عفازی خسرو گیتیستان      آنکه از شمشیر او خون می چکید  
 که بیک حله پای می شکست      که بوئے قلب کو به می دید  
 سرداران را بیگنه می گزوس      گردانان را بے سخن سر می برید  
 از نیش خیم می افگند شیر      در بیابان نام او چون می شنید  
 عاقبت شیر از تبریز عراق      چون سخن کرد قش در رسید  
 آنکه روشن به جهان نیش باد      میل در چشم جهان نیش کشید

### فی المرح

بعد سلطنت شاه شیخ ابوسعحاق      پنج شخص عجب ملک فارس بود آبا  
 تخت پادشاهی همچو اولایت بخش      که جان خویش سپرد و داد عیش و آ  
 دیگر بی اسلام شیخ محمد الدین      که قاصی به ازان آسمان ندارد  
 دیگر شنبه دانش حصد کرد تصنیف      زمین محبت او کارهای بسته کشا  
 دیگر لقبی ابدال شیخ امین الدین      بناسے کار موافق بنام شاه نما

دگر تویم چو حاجے توام دریادل      که نام نیک ببرد از جهان بخشش و داد  
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگشتند      خداے عزوجل جسمه را بیاورد

### فی المطالبه

رحیم منکر خمار بود و درے چند      بدان دلیل که القاص لا یحب القاص  
بر بخت خون صراحی وے بگشتن او      زمانه نیست در آمد که البحر و ج قصاص

### مختص

در عشق تو اے صنم چنانم      که هستی خویش در گمانم  
هر چند که زار و نال تو انم      گردست و چمن را جامم

### در پای مبارکت نشانم

کو بخت که از سر نیازے      در حضرت چون تود لنوازے  
معروض کنم نهفته رازے      بهیات که چون توشا نیازے

### تشریف دهد در اشیا نم

ای بسته کمزور و نزدیک      بر خون تمام ترک و تاجیک  
در سکن جنس الما لیک      اگر خانه محقرست و تاریک

### در دیده روشننت نشانم

هر چند ستگری ترا خواست	کم کن تو جفا که این غنیکیوست
گیرم که دولت ز ما من در دوست	آخر بسرم گذر کن ای دوست

انگار که خاک است نام

گفته که چو شستم زاری	زان پس به حرمت سپاری
بر دل رفتم و فغانکاری	تو خود در دلداری

من عادت بخت خویش دادم

من از تو بجز وفا بنجویم	بیرون ز گل منانه بومیم
الا رو بست گنج بومیم	اسرار تو پیش کس نگویم

اوصاف تو پیش کس نگویم

گر غمزه تو زند به تیرم	گر ترک فلک کند اسیرم
یک دم نبود تو گزیرم	من ترک وصال خدایم

الا بسراق جسم و جانم

گیرم نه بد و ناکشودیم	نه مهر بهر می فرودیم
نه بود هر آنچه می نمودیم	آخر نه من و تو دوست بودیم

عهد تو شکست و من بهمانم

از کوه و قلات بختیستم	گر سیری بختیستم
من مهره مهر تو نریم	در زانکه گنبد زیر نریم

إلا که بریزد استخوانم

جس راه فرار من پویند	آنانکه نشان عهد جویند
اگر نام تو بر سرم بگویند	خاک من زار چون پویند

من را یاد بر آید از رو و نام

هر یک بصفای از سیل	گر بگذردم پیش خیل
بمخون نیم اربای لیل	جست تو کنم بغیر سیل

ملک عرب و عجم ستانم

آهفت تیره دل چو بیت	گشتم صنادر از رویت
شب نیست که از فراق رویت	هر چند منی رسم بگویت

زاری بفلک منی رسام

دامم بمراد دل بانی	ای وصل تو اصل شادمانی
هر حکم که بر سرم بانی	باحافظ خود بگو عیانی

سهل است ز خویش تن مرا نم

# سے الرباعیات

جز نقش تو در نظر نیاید مارا	جز کوکے تو رہگذر نیاید مارا
خوش آمدہ خواب چلہ را درید	حتا کہ بچشم در نیاید مارا

## رباعیہ

بر گیر شراب طرب آگیز ویا	پہان زرقیب سفلہ بستیز ویا
شنو سخن خصم کہ نشین مرو	شنو ز من اسے نگار بر خیز ویا

## رباعیہ

روزیکہ فلک از تو بریدہ است مرا	کس بالیب پر خندہ ندیدہ است مرا
چندان غم ہجران تو بردل دارم	من دائم دامنکہ آتش بریدہ است مرا

## رباعیہ

شاہچو ترا بدانش علم و سخا	آن مرد منم کہ می نشا غم بسزا
بد خواہ چه کیہ کرد ناگاہ کارزان	امروز تکرر خاطرست یاد مرا

## رباعیہ

بادوست نشین بادہ و جام طلب	بوس از لب آن سرو گل اند طلب
مجرع چو راحت جراح طلبد	تو از سہر زخم نیش حجام طلب

## رباعیہ

گفتم کہ مگر باقتِ اقاصحاب	در موسمِ گل ترکِ گنم با دہ ناب
بیلِ زچمنِ نعرہ زنانِ ادجواب	کایِ بغیرانِ فصلِ گلِ ترکِ شراب

## رباعیہ

ای قبلہ ہر کہ مقبل آمد کویت	روئے دلِ جلدِ بختیارانِ سویت
امروز کے کرتو بگر داند رو	فردا بکدام دیدہ بیتِ درویت

## رباعیہ

ای سایہ آفتابِ لبِ سیت	شبِ پوش بہ دو ہفتہ طرفِ کھیت
ای شامِ عسلِ از خطِ کینت	وی صبحِ جنیت کشِ رویِ چہمت

## رباعیہ

امروز کہ روزِ فرقتِ اجابت	زدقتِ نشاط و عیشِ باصحا بت
ہشیارِ اذانِ نیم کہ منیت مرا	مے بستِ ملیِ حرفِ بے نایا بت

## رباعیہ

آن ترکِ ترچہ کہ قصدِ جانِ داشت	ماندِ پریِ چہرہ ز من پنهانِ داشت
گنم دہنِ تنگِ کوئی بیچِ ست	گفتا کہ ازین بیچِ طمعِ نتوانِ داشت

## رباعیه

با آنکه دلم در غم عشقت خونست	حسن تو را در اک خرد سیردنست
در زلف تو یچاره غریبت دلم	یارب که در آن شام غیم چونست

## رباعیه

تو بدری و غور شد ترا بنده شده است	تا بنده تو شده است تا بنده شده است
زان روی که از شعاع روی من	خورشید سیر ماه تا بنده شده است

## رباعیه

تا مرغ دلم قاده در دلم غمت	بر گردن دل شده است مصداق غمت
از شربت جام دهر نیز ارشدم	تا خون جگر می خورم از جام غمت

## رباعیه

چون چنگ زلف تو دم دخیگ است	بهر خطه دلم رایست آهنگ است
شد پسته تنگ تو دلم را رازی	یارب که دل خسته پذیرنی تنگ است

## رباعیه

در کوی تو بیانه تراز ما کس نیست	تزدیک تو بیگانه تراز ما کس نیست
در سلسله طنابست آویخته ام	زان سوی که دیوانه تراز ما کس نیست



## رباعیہ

بیچارہ دلم جو بل اوشتاق است  
شیرین سخن ظریف سخن باقی است

در شوخی و دلبری بتی بطنی است  
پستہ دهن دلا درخ و سیمین تن

## رباعیہ

خاصیت روزگار فانی نیست  
خوش باش دمی که زندگانی نیست

می نوش که عمر جاودانی نیست  
ہنگام گل ولالہ و یاران سرت

## رباعیہ

خواہم کہ قدمای خیالت صبورج  
ترسم کہ شود پای خیالت مجروح

ای روی تو در لطافت آئینہ بروج  
در دیدہ کشم و لے ز خالہ فرود

## رباعیہ

چون مست شدم دم جبار اسرار داد  
خاک ریز او شدم بیاد دم در داد

اول بو فاجام و صالم در داد  
با آب دو ویدہ یراز آتش دل

## رباعیہ

شادی بدم از ویسے مے آید  
کز بوسے ویم ہی کسے مے آید

ای گل در بر ہفتے مے آید  
پیوستہ از ان بوی گنم ہمدیش

## رباعیہ

بردار دل از مادر دہرای قرینہ	بانصفت اخیر شد ہر شہر پیوند
ای قلب بیانی آہنشین نقادی	چون حاقط اگر شوی پیش خرسند

## رباعیہ

بایاد کسے دست در آغوش نکرد	تا ترک زردیم دل ہوش نکرد
بی زربت شوخ دیدہ ہرگز بخشم	با آنکہ جو گوہرست در گوش نکرد

## رباعیہ

با مردم نیک بد نے باید بود	در بادیہ دیو و دوس نے باید بود
مفتون معاش خود نے باید شد	مغرور بیتل خود نے باید بود

## رباعیہ

بامے بختار جوی مے باید بود	در غصہ کنارہ جوی مے باید بود
چون عمر گرانمایہ مادہ روست	خندان لب نگاہ دی مے باید بود

## رباعیہ

تا حکم قضاے آسمانی باشد	کار تو ہمیشہ شادمانی باشد
اگر جام مے ز دست تو نوش کنم	سرایہ عمر جاودانی باشد

## رباعیه

ز گس بهوای می قبح ساز شود  
هم بد در میخانه سرفراز شود

چون غنچه رگل مست را بر داز شود  
خرم دل آن کسی که مانند جواب

## رباعیه

وز بند بلا گره کشائے طلبید  
چون حاجب انون بهائے طلبید

جان در خم زلف یار جانے طلبید  
جان مشکیش ابرو جانان کردم

## رباعیه

بازار تکبر است تبیه گردد  
پیدا است که روی تبیه گردد

خط بسرا پرده نمیکرد  
مار خنجر دروغ زن میگفتی

## رباعیه

خوش خوش بر ایشان توبان خرد بزر  
کان نیز چگونگی بر آورد بزر

خوبان جهان صید توان کرد بزر  
ز گس که کلمه در جهان است بین

## رباعیه

کو را هر دس که این قدر همار دارد  
بر حیره جان چیر غمها دارد

راه طلب تو خوار غمها دارد  
دانی تو که روشناس عقل است کن کو

## رباعیہ

روزے کہ فراق از تو درم سازد      در عجب بربخ تو ناصبورم سازد  
گر چشم بروے دگرے باز کنم      حق نمک حسن تو کورم سازد

## رباعیہ

زان بادہ دیرینہ دہقان پود      در وہ کہ بساطِ سطر خم کرد  
مستم کن وینجہ ز احوالِ جہان      تا سیرِ جہان بگویم لے سمرہ مرد

## رباعیہ

شیرین دہقان عہدِ پایان نہر      صاحبِ نظرانِ عاشقی جان نہر  
مشتوق چو ہر مراد و راے تو برد      نامِ تو میانِ شبتبازان نہر

## رباعیہ

گویند کسانیکہ زے پرہیزند      ز انسان کہ ہمیز چستانِ بختند  
اباے و مشتوق از یشیم دم      آہو کہ ز خاکِ ماچستانِ بختند

## رباعیہ

من بندہ آن کسم کہ شوتے وار      برگردنِ خود ز عشقِ طوستے وار  
تولدت عشق و عاشقی کے دانی      این بادہ کسی خرد کہ دوتے وار

## رباعیه

نه دولت دنیا بستم می ارزود      نه لذت هستی به الم می ارزود  
نه هفت هزار سال شادی جهان      با محنت پنج روز غم می ارزود

## رباعیه

وقتست کهستان بطرب برخیزد      و اندر رمی و مشوق و رب آب آویزد  
یک چند نقاص عمر فانی شده را      در جام و قح خون صراحی آویزد

## رباعیه

هجرت که بجان من درویش آمد      گوئی نکهت جگر ریش آمد  
می رسیدم که تو شوم روزی      دیدی که همان روز بدم پیش آمد

## رباعیه

هم خاطر تو بر من غمناک افتد      که مهر ضیا بر خن خاشاک افتد  
گر خاک بهت شوم مزن من باک      حیث است که آواز تو بر خاک افتد

## رباعیه

هر دست که دم زرد و فاش من شد      هر راهی رو سکه بود و تر و امن شد  
گویند شب آستین غیب ست بون      چون مرد ندید از که آستین شد

## رباعیه

یا کار بکام دل محسوس شود	یا مرغ دلم بر فلک رسد شود
امید من آنست بدگاه خدا	اکا بواب سعادت هر وقت شود

## رباعیه

یاری چون کرد بخت شوریده چو بد	شادی چون دید این دل غمیده چو بد
آن مردم دیده بود کردیده رفت	چون مردم دیده نیست در دیده چو بد

## رباعیه

ایام شبابت شراب لای ترا	عنبر دهرت شراب لای ترا
عالم همه بس بر خراب بخت ترا	در یک خراب هم خراب لای ترا

## رباعیه

سیلاب گرفت گرد ویرانه عمر	آغاز پرے نهاد میانه عمر
بیدار شوا بخواجه که خوش خوش کشد	حمال زمانه رخت از خانه عمر

## رباعیه

در سببش آویختم از روی نیاز	گفتم من سودازده را چاره بساز
گفتا که بهم بگیر و زلفم بگذار	در عیش خوش آویز نه در عمر گزار

## رباعیه

دوش از غم تو دلم خستم تارو	یا قوت بنوک مژده خستم تارو
در دلت که بکس نتوانم گفتن	هم بادل خوشتن گفتن تارو

## رباعیه

مردی ز کیننده در خیر پرس	سرار کرم ز خوابه قنبر پرس
گرفته فیض رحمتی امی حافظ	حشر چشمه آن ساقی کوثر پرس

## رباعیه

ای دست دل از جنای دشمن درکش	بارای نگو شراب روشن درکش
باروی نگو گوشت گریبان بجشای	وزنا اهلان تمام دامن درکش

## رباعیه

چشم تو که سحر بابل ست آسایش	حقا که فسونها از دوزخ آیدش
آن زلف که کرد حلقه در گوش جمال	آویزه ز در زنت هم حافظ بادش

## رباعیه

بنگر چمن جمال فرخنده گل	که گریه ابرین دگر خنده گل
سردار چه بازادی خود می نازد	از رایتی که دشت تشنه بند گل

## رباعیہ

چون بارہ زن برکشہ آن شکن خال      حقا کہ تظلیہ خود ندارد مثال  
در سینه دشمن نازکی بتوان د      مانند سنگریزہ در آب لال

## رباعیہ

ہرگز نکتی یاد من اے شمع چکل      تزد من اگرچہ بہت کار شے کل  
دردی کہ من آغیم تو دارم در دل      دل داند من دیم و من دایم و دل

## رباعیہ

از یار و فدا کہ دیدتا من بینم      راحت ز جفا کہ دیدتا من بینم  
تو عمر منے دیو فانی بچسبم      از عمر و فدا کہ دیدتا من بینم

## رباعیہ

اُن بہ کہ ز جام بادہ دل شاد کنیم      دوز آرزو گذشتہ کم یاد کنیم  
دین عاریتے روان بندانے ما      یک لحظہ ز بند عتسّل آزاد کنیم

## رباعیہ

قاز پر مرغِ طربے شنوم      یا فحشہ گلزارِ ادبے شنوم  
باد صدفِ دلش میگوید      القصہ حکایتی عجیبے شنوم



## رباعیه

در بحر تو من ز شمع افروزم گریم	مانند صراحی آتشک گلگون گریم
چون ساعیه برآدم که از رنگی	چون ناله جنگ جبنم خون گریم

## رباعیه

جان چشبه با تو برآوردم	گر بے تو دمی برآورم نامردم
از مرگ ترسم پس ازین کاب حیات	از خشمه نوشش ابدارت خوردم

## رباعیه

در آرزو بوس و کنارت دم	در حسرت عسل ابدارت دم
قصه چه کنم دراز کوتاه کنم	باز آواز آواز انتظارت دم

## رباعیه

من ترک تو ای نگار آسان ندیم	تأییش ز مرده خست جان ندیم
یا قوت بست که قوت جانست	آن را بد و صد هزار مر جان ندیم

## رباعیه

من حاصل عمر خود ندارم چشم	در عشق تو یار خود ندارم چشم
یک بهم دم و هم از ندارم نفس	یک مونس و غمخوار ندارم چشم

## رباعیه

اے باد بگز راه دلداری من	آن را که نباشد نغمے از زاری من
تو خفته بچرخ عیش شہا سے دراز	آیا داری خبر ز سیدلاری من

## رباعیه

آتش بود این چرخ و جگر دین تو	بیوہ در حرم سلاطین آزدین تو
تجست بہت اہل ل خون آلود	اگر بر تو رسد خون قہر گردین تو

## رباعیه

گویند کہ فردوس برین خج اہر بود	فردا سے ناب حوعلین خج اہر بود
اگر اے و مشوقہ گزیدیم چہ پاک	چون عاقبت کا حنین خج اہر بود

## رباعیه

با آنکہ نہد ہر مہ از صد تمکین	بر خاک جناب تو شبے روز حسین
از دست دل و دیدہ بتنگم نشان	در آتش انتظار و فارغ نشین

## رباعیه

چون باد و زغم چہ بایت جوشیدن	باش کہ زغم چہ بایت کوشیدن
بہرست سرت باد و از آن دور مدد	می بر سر بہرہ خوش بود نوشیدن

## رباعیه

ای شرم زده غنچه مستور از تو      حیران و خجل بر گیس منمور از تو  
گل باتو برابری کجاست آرد کرد      کونور ز سه دارد دمه نور از تو

## رباعیه

ای رای تو صحرا می آید چون      تا چند بر آفتاب گل اندودن  
گرد در دهن شیر شوی طبر سحر      آخره مشکا رنگر خدای بودن

## رباعیه

چشمت که فریب رنگ میار دازد      ز نهار که تیغ جنگ میار دازد  
بس و دملول گشتی از من نشان      آه از دل که سنگ میار دازد

## رباعیه

آن بازو طرب مشکا در دستم      آن ساغر چون نگار در دستم  
آن زلف چو زنجیر که چید بر خود      دیوانه شدم بایه در دستم

## رباعیه

ای کاش که بخت سازگاری کردی      یا سپنج زمانه بازیاری کردی  
از دست جوانم چو پر بود عنان      پیری چو رکاب پایدار کردی

## رباعیہ

باشاد شوخ و شگ و بار بادنے | کجے و کبابے و کیے تہیہ ہے  
چون گرم شود ز باد و ارارگ پیے | منت نہرم بیا جھڑ خاتم طے

## رباعیہ

قشام بہشت و دوزخ و عقد و کشاکش | مارا گندار و کہ در اسیم زاپے  
تا کے بود این گرگ ربائی از خاک | سونجہ دشمن افکن ای شیر خدے

## رباعیہ

اگل را دیدم نشسته تحت شہی | گشتا بشنور استی از مردہی  
من طغلم و بیگنہ مرا می سوزد | ای واسے تو کہ پیری پر گنہی

## رباعیہ

اگل گفت اگر دستگے داشتے | بگتے خنٹے اگر رہے داشتے  
بابگینی مرا چین می سوزد | ای ای بن گرنے داشتے

## رباعیہ

گزارچہ من اقتادہ این دم شوی | ای بس کہ خراب بادہ و جام شوی  
ما عاشق و زند و مست الم سوزیم | بابا منشین و گرنہ بد نام شوی

## رباعیه

حافظ ورق سخن در آئی طے کن      دین خامه تزویر یابی سپے کن  
 خاموش نشین کرد وقت خاموشی تست      دم در کش و جام با ده راپرے کن  
 آن غزلما و قصائد که در اکثر نسخ نبود و در بعض  
 یافته شد و خل کتاب نکرده علیحدہ نوشته شد

الغیاث ای مایه جان الغیاث	کفر زلفت بردایمان الغیاث
ماہی لیسیم لب تشنگی	در لبانت آب حیوان الغیاث
دو کجاست شربت دیدارتو	میکند تلخی حجب ان الغیاث
ماز گریه غرق در خون گشته ایم	لعل تو پیوسته خندان الغیاث
غمزه شوخ تو از راه آهیل	میزند در دیده پیکان الغیاث
از خند نگب ناوک ترکان تو	ز خنما افتاده و جان الغیاث
چون دور زلفت کرد سرگردان مرا	گردش گردون گردان الغیاث
همچو گوی از زخم چوگان فلک	هر طرف گشتم غلطان الغیاث
پیشش لب تو در جانم قتاد	رشته تن گشت پچان الغیاث
چشم بیمارست مرا بیمار کرد	جز لبانت نیست ممان الغیاث

باطنا بزلت حافظ بخشش

مانده در چاه ز محمدان النیات

بازم هوای آن گل رعناست النیات

آن دل که کج عافیت برگزیده بود

صوفی که جام صاف دما دم نمی کشد

عارف که غرق بود بناموس تنگ و نام

از جان نثار حافظ و گشتگان شوق

فریاد و شور و ولولہ بر خاست النیات

از من سوخته آن یار نمی پرسد هیچ

او طیب من دمن خسته و بیمار غمش

وی طیب بے سرم آید و احوالم ویر

گفتش محبت من و طالع شوریده من

جانم از فرقت رویش طلب آمد صد بار

دوش در خواب چون ماه رخ او دیدم

ای طیب بزل یک خطش کن مرا

خبر سزین دل افکار نمی پرسد هیچ

چه طیبی است که بیمار نمی پرسد هیچ

گفت چو نشت ترایار نمی پرسد هیچ

خسته می بینم و بیدار نمی پرسد هیچ

که ازین دل شده آن یار نمی پرسد هیچ

گفت که گاه ترایار نمی پرسد هیچ

حافظ سوخته ترایار نمی پرسد هیچ

سپید و دم کعبه با بوی دشت نگیرد  
 میمن زنت هر یکست بنان گیرد  
 نوای چنگ برافسان زده صدی حسین  
 که پیر مهر مسه ابو دیرستان گیرد  
 شمشیر بر زمین سپهر کشد بر پوشش  
 بختی تبسج و شمر و افق بنان گیرد  
 بر غم زلف سیاه شایبازمه در نشین  
 درین قمر شب زنجاری تیشان گیرد  
 بیزمک و پسین و کز خوش تر شایست  
 که لاله کاسه نسیرین از عنوان گیرد  
 چه حقیقت کمال دیرم نویدش  
 چه آتیشست که در مرغ صبح خوان گیرد  
 چه بر تو نیست که ز چپ ران میوه  
 چه شعله ایست که در شین آسمان گیرد

خیال شاهی اگر نیست از حرافقه

چرا بختی سخن نرست به جان گیرد

ای ذوق شکر بل نور کرم من لیزه  
 علوای قند گرسنه را در دهن لیزه  
 و ذان یار در دهن تنگ خوش نمود  
 در کرم حشته را از دیر عهد ن لیزه  
 شکر و شکر هر آنچه بیازد عالم است  
 شیرین از دست در دهن زمین سخن لیزه  
 حلقه دهر بهر زلفت و مانع را  
 باشد بهر نغمه مشکبختن لیزه  
 ما را بکام دیدن ز شاکب معینه و سرخ  
 خنثیست چون بیایم کل را بمن لیزه  
 که حلق را بکام بود لذت ازین  
 بیا خوش را شد و سبب ذوقن لیزه

عشق رخت بخاطر حافظ ز جسمه

در منبر بلبل از همه بوسے چمن لذت

ای گفتگوی لعل تو در کام جان لیت	شکر لبست چه طعم شکر در دهان لیت
دندان تست قطره شیر و شکر لبست	در کامات شیر و شکر بر آن لیت
خون دل و کباب جگر هر دو بهر تست	باشد هم کباب و سبزه ارغوان لیت
گنجم حدیث لطف تو آمد سخن لطیف	کردم بیان وصف لبست شب بیان لیت
دل ناوک تو خواست که باشد های را	نسبت بطمهای مرا گراستخوان لیت
اور از بسکه چاشنی حسن و لبریت	پیوسته حرف او گذر در زبان لیت

حافظ بے ز شیر جان بخت حلو

در آرزوی آن لب نامحسوسان لذت

ایکے شور افغانده در بزم شاهان از نک	دادستان لبست از خنده بتان از نک
می برد آب گهر ملت بدر پاشی و لطف	میکنند فرخ شکر قوت از ان از نک
از نک خندان کنی هر دم بنوعی پسته را	دیدہ آن را که گرد پسته خندان از نک
شوری بنیم از ان جادوی مست و سر آ	ذوق می یابم در ان چای و خندان از نک
گربانت میر باید جان بشیر خنی و لطف	قد شور انگیز ملت مید جان از نک



شد دلم ریش از لقی شور شیرین می  
میکند جسم مرا بر خطه درمان از نمک

آب جوان یافت حاقظ از نمک ان لبست  
گرچه هرگز کس نیابد که بخوان از نمک

### قصاید

مفتد ریکه ز آثار صبح کرد لطفار

مدرسیه کو اکب بامر کننیکون

ز بهفت کوکب سیاره و دوازده برج

نما آسان ز طالعک بامر حق شنول

چهار عنصر از مختلف پدید آورد

قرار داد بیلای خاک باد آتش

بروستی بنی دودی اساس نهاد

اگر نه ذات بنی دودی بیدر مقصود

نوشته بر در فرودس کاتبان قضا

امام جنتی دانسی علی بود که علی

و نام اوست معلق سواد کرسی و عرض

پسهر و مهر و مه و سال ماه و سیل و نهما

استر و داد برین طاق گنبد دوا

کنند سیر مخالفت کو اکب سیما

بسجده در گه بست پیچ و ذر و استغفا

مرا آتش و آب و عیار و خاک مجا

گرفته کوه و زمین در میان آب قرا

جهان و هر چه در و هست خالق جیا

جهان بکتم عدم رسته همچو اول با

نبی رسول و پیامد حیدر کرزا

ز کل خلق قرون ست از صفار و کبا

ز ذوات اوست مطبق زمین برین منجا

علی امین و علی سرور و علی رفیع	علی امام و علی امین و علی ایمان
علی حکیم و علی حاکم و علی گفتا	علی علیم و علی عالم و علی اعلم
علی مقدر و غالب و علی سرور	علی نصیر و علی ناصر و علی منصور
علی لطیف و علی انور و علی انوار	علی عزیز و علی عزت و علی فضل
علی ست قائل و قائل علی سرور	علی ست فتح و علی ستاح و علی ست روح
علی قسیم و علی ست حاسم نا	علی سلیم و علی سالم و علی سلم
علی دنی و علی صغیر و علی سرور	علی صفی و علی صافی و علی صوفی
علی بودا و اسد الله قاتل کفا	علی نسیم و علی ناعم و علی منعم
اگر تو مومن یا کی نظر در مع ما	علی زبید محمد زهر حبه است به است
بحق شیت و شعیب و به بود کلم آزا	بحق نور محمد و باد و قلیل
بحق نوح و نوحه در میان دریا	بحق یوسف و یوسف و یحیی و یسما
بحق جبرئیل و جبرئیل و جبرئیل	بحق عزت و عزت و حرمت و نجیل
که در رضای خدا کرد جان بخوش نشا	بحق دانش و دانش و شرق و سلیم
بحق نعمه و داود و صوت خوش گفتا	بحق یروش و الیاس و لوط و کس
بحق عیسی و موسی و یونس و سمرا	بحق مهران و زهرا و ابراهیم

بحق قوت جبریل و صور اسرافیل  
 بحق حامل عرش و بقرب میکائیل  
 بحق حبله قرآن و صفت ابراهیم  
 بحق سوز فقیران بی گنه در بند  
 بحق چهره زر و نقیبه سرگردان  
 بحق ضرب جوانان را و دین پاکش  
 بحق دین محمد بنحون پاک حسین  
 که نیست دین بدی را بقول پاک رسول  
 ز بعد او حسن است و حسین محبت او  
 بجمل غافل مستغرقی بقله همه  
 بجمد و سیل من جسته دل چه سود ترا  
 بجمل بیشتر و بیش آنچنان هستم  
 سپاس منت و عزت خدای را که نمود  
 بگاه هفصه و هفتاد و یک در شیراز  
 بر شمعان بنشین حافظ اولاک کن

بحق قابض ارواح در یمن و یسار  
 بحق چار کتاب استوده جبار  
 بحق حبله مردان و اقصای اسرار  
 بحق زاری بر بخور یکس و بی یار  
 بحق درد اسیران خانان و یزار  
 بحق زاری پیران خوار و زار و زار  
 بحق مردم نیک مهاجر و انصار  
 امام غیر علی بعد از محمد مختار  
 مجوس جل رین کار مومن بیندار  
 ز رنگ می شناسی سفیدی از رنگار  
 مگر ز خواب جمالت همی شوی بیدار  
 که کس بسا و چنان کا دم در اول بار  
 ره نجات و شرم از حیات بخودار  
 تمام گشت بیک و در جمع این اشعار  
 نجات خویش طلب کن بجان هشت و چهار

حرام زادہ و بد فعل دشوم و بی بنیاد    ببح شاہ جہان کے کجا کند اقرار

مناہت بہت یافت چو سیکنی بگذر

زیادہ گفتن ناشن ہزار استغفار

قصیدہ

جو زاحم نہاد حسن ابن ابہم    یعنی غلام شاہم و سگوند میخویم

ساتی بیا کہ از مرد و بخت کار ساز    کامیکہ خواستم ز خدا شد میم

جاسے بدہ کہ باز بشادی روی شاہ    پیر از سر ہوا ہے جو نیست بر سرم

راہم مزین بوصف ذلال خضر کمرین    از جام شاہ جوہ کش حوض کثریم

شاہامن از بعض رسام سر فیض    ملوک آن جنابم و مسکین این درم

من جبرہ نوش بزم تو بودم ہزار سال    کے ترک آنجو کرت این طبع خوگرم

گر با ورت نمیشود از بندہ این حدیث    از گفتن کمال حدیث بیادم

گر بر کسم دل از تو دور دارم از تو مھر    آن مھر بر کما نغم آن دل کجا برم

منصور بن محمد غازیست عزیزین    در این خجستہ نام براعدا مظہرم

عہد است من ہمہ بامہر شاہ بو    در شاہراہ عمر ازین عہد نگذرم

گردون چو کرد نظم نریا بنام شاہ    من خود چو سپاسین کنم از کہ کترم

شاهین صفت چو طعمه چشیدم ز دست شاه  
 ای شاه شیر گیر چه کم گردد از شود  
 بان پرے نذارم و این طرف ترک نیست  
 برگشتی اگر بگذشتم چو باد صبح  
 بوسے تو می شنیدم و بر یاد روی تو  
 مستی باب یکدق و وضع بنده نیست  
 با سیر اختر و فلکم و دوری نیست  
 شکر حسد اگر باز درین ایچ بارگاه  
 نام ز کار حسد عشاق محو باد  
 شبل الاسد بصیر دلم حمله کرد و من  
 ای عاشقانِ روسے تو از دزد شیر  
 بنام من که منکر حسن رخ تو گیت  
 مقصود ازین معالیه باز از تیرت  
 بر من ققاده سایه خورشید سلطنت  
 شعرم بمن میح که صد ملک دل شاد

کی باشد التفات بصیر که تو برم  
 در سایه تو ملک فراغت میسر  
 غیر از نه هواے منزل یمن در سرم  
 نے عشق سر بود و نه شوق صنوبر  
 دادند ساقیان طرب یکدیگر ساغر  
 من سالخیزده پیر خرابات پرور  
 انصاف شاه باد درین قصه دارم  
 طاؤس عرش می شنود صیت شپور  
 اگر حسرت محبت تو بود شعل و گیم  
 اگر لاشم و لیک شکار غنیمت  
 من کے رسم چو صل تو کز دزد کترم  
 نا دیده اش بکز لکب غیرت بر آورم  
 نه جملوه میفرود شمش و نه عثوه میخرم  
 اکنون فراغت ز غور شید خادرم  
 گوئی که تیغ تست زبان حسنورم

حافظ جهان محبت رسول است کمال داد  
بر این سخن گو است خداوند اکبرم

ایضا

شده عرصه زمین چو بساط ارم جان  
خاقان شرق و غرب در غرب شرق است  
خورشید ملک پرور و سلطان دیگر  
سلطان نشان عرصه تسلیم سلطنت  
عظیم جلال دولت و دین آنکه رخش  
دارای دهر شاه و شجاع آفتاب ملک  
ماهیکه شد ز طلقش افروخت زمین  
یسر مع جسم را بنود قوت عرفان  
گرد خیال چرخ فست در عکس تیغ او  
عکس روان چو باد بر اطراف بجز و  
ای صورت تو ملک جان جهان ملک  
تحت تور شکب سبزه همیشه و کیتباد  
تو آفتاب ملکی و هر جا که میسر و  
از پر تو سعادت شاه جهانیان  
صاحبقران و خسر شاه خدایگان  
دارای عدل گستر و کسری کی نشان  
بالا نشین سبزه ایوان لامکان  
دارد همیشه موسی ایام زیر بران  
خاقان کامگار و شهنشاه نوجوان  
شاهیکه شد ز تمش افروخت زمین  
آنجا که باز بهمت او سازد آشیان  
از یکدگر جدا شود جسته آسمان  
مهرش روان چو پروج بر اعضای انسان  
وی طلعت تو جان جهان جهان جان  
آنج تو عسین افسر دارا و دوران  
چون سایه از قفای تو دولت بود روان

ارکان پیرود و چو تو داد و سپیج قرن  
 بی طلعت تو جان نگر ای کالبد  
 هر دانشی که در دل دفتر نیامده است  
 دست ترا بآز که آرد شبیه کرد  
 بایه جلال تو افلاک پایمال  
 علم از تو باک است و عسل از تو با فروغ  
 بر چرخ علم ماهی در فرق مه سراج  
 ای خسر و رفیع جناب و منبع و تد  
 ای آفتاب ملک که در جنب بهمت  
 در جنب بجز جو تو از ذره کمتر است  
 گردن برای خمیه خورشید فلک است  
 این طلس نقش نه تو که زنگار  
 بودی درون گلشن و از پر دلان تو  
 در دشت روم خمیه زدی تا غریو کوس  
 تا قصر زرد تا حسی و لازه افست

گردن نیاد و چو تو اختر لصد قران  
 بی نعمت تو مغر نه بند در استخوان  
 دارد چو آب خانه تو بر سر زبان  
 چون برده بدره این دهد و قطره قطره آن  
 و ز بجز جو و دست تو در دهر دستان  
 شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان  
 در چشم فضل نوری و در جسم ملک جان  
 وی داد و عدیم مثال عظیم شان  
 چون ذره حقیق بر بد گنج شایگان  
 صد گنج شایگان که بخشی برایگان  
 از کوه ابر ساخته تا زیر سائبان  
 چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان  
 در بند بود غلغل و در زنگ بد فغان  
 در دشت سدر رفت و بیابان سیستان  
 در قصر اس قیصر و در خانای جان

آن کیمت کو ملک کند با تو همسر  
 تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاگرد  
 اینک بطرف گلشن وستان همیشه  
 ای ملهمی که در صفت کرد بیان قدس  
 داده فلک عنان اراوت پرست تو  
 خدمت کجاست در پایی خودت فلک

از مصر تا بروم در زمین تا بقیردان  
 تو شادمان بودی ملک تو شادمان  
 بایندگان سمنه سعادت زیر ران  
 فیض رسد بخاطر ایکت زمان زمان  
 یعنی که من کیسم بجز خودم رسان  
 یار تو کیمت بر سر و چشم نشانشان

هم کام من بخدمت تو گشته منتظم  
 هم نام من بخدمت تو گشته جاودان

ایضا

سپیده دم که صبا بوی بوستان گیرد  
 هوا از نکست گل در چمن تنق بندد  
 هوای چنگب انسان نه صلا صبح  
 شب پسر چو زترین سپهر کشد بر سر  
 بر غم زانج سیه شاهباز زترین بال  
 بزرگ و چمن رو که خوش تماشا نیست

چمن ز لطف هوا نکت چمن گیرد  
 افق ز رنگ شفق رنگ گلستان گیرد  
 راه پیر صومعه راه در معن گیرد  
 به تیغ صبح و عسود افق جهان گیرد  
 درین مقرنس زنگارهای شیان گیرد  
 چو لاله کاسه زترین آه غوان گیرد



چو شمسوارِ فلک بنگرد بجامِ صبوح  
 صبا نگر که دما دم چو رنبرِ شاہ باز  
 ز اتحا و ہیوسے داخت یارِ صور  
 من اندران کہ دم کیست آن مبارک دم  
 چه حالت کہ گل دچمن نماید رُسے  
 چه پر توست کہ نورِ چرخِ صبح دسد  
 ضمیرِ دل نکشایم بکس مرا آن بہ  
 چو شمع ہر کہ بافتاے راز شد مشغول  
 کجاست ساتی مہ روی من کہ از سرِ مہر  
 پیامے آورد از یار داز پیش جاے  
 نواسے نفیہ نے را چو بر کشد مطرب  
 چرا بصد غم و حسرت سپہر دائرہ شکل  
 فرشتہ بحقیقت سر و ش عالمِ غیب  
 سکندر یکہ یقیم حیرم او چون خضر  
 جمالِ چہرہ اسلام شیخ ابو اسحق

کہ خورِ شبنم خورِ شبنم خورِ شبنم  
 گمے لب گل دگر زلفِ ضمیران گیرد  
 خرد ز ہر گل نقشِ بخت بستان گیرد  
 کہ وقتِ صبح درین تیرِ حنکمان گیرد  
 چہ تپش است کہ در مرغِ صبح خوان گیرد  
 چہ شعلہ است کہ در راہِ آسمان گیرد  
 کہ روزگار غیورست و ناگمان گیرد  
 لبش زمانہ چو متاض در میان گیرد  
 چو چشم مست خودش ساغرِ گران گیرد  
 بشادی بخت آن ماہِ سربان گیرد  
 گمے حشرِ اوقند گاہِ اصفہان گیرد  
 مرا چو نقطہ پرکار در میان گیرد  
 کہ روضہ کرمش نکترِ جبینان گیرد  
 ز فیضِ خاکِ درش عمرِ جادوان گیرد  
 کہ ملک در قدش زینبستان گیرد

گمے که بر فلک سردری عروج کند  
چراغ دیدۀ محسود آنکه دشمن بر  
باد چ ماه رسد موج خون چو تیغ کشد  
عروس غادری از شرع رای انور شاه  
ایا عظیم وقارے که هر که بنده هست  
رسد ز چرخ عطارد هزار تنیست  
مدام در پی طفلست در دجود عدوت  
فلک چو جلوه کنان بگرد سمند ترا  
ماتے چو کشیدی ساداتے دهرت  
ز امتحان تو آیا مرا غرض آنست  
و گر نه پایه مصحف ازان بلند ترست  
ز عمر بر خورد آن کس که در همه صفتے  
مذاق جاننش تلخی عنسم شود ایمن  
چه بامی جنگ پسندی بجام باز دست  
ز لطیف غیب یعنی رخ امید متاب

نخست پایه خود فرق فرقدان گیرد  
ز برق تیغ و سئے آتش بودان گیرد  
بر تیغ چرخ برود حمله چون گمان گیرد  
بجای خود بود راه قیروان گیرد  
ز رفعت در کمر بند تو امان گیرد  
چو فکرت صفت امر کن فکان گیرد  
ساک راح ازان دوز شب عمان گیرد  
کیسند پا گیش اوج کمکشان گیرد  
که مشتری نسق کار خود ازان گیرد  
که از صفای ریاضت ثلث نشان گیرد  
که روزگار بران حزن امتحان گیرد  
نخست بگرد آلهه سریق آن گیرد  
سیک مشاکرت که تو در دهان گیرد  
چو وقت کار بود تیغ جانستان گیرد  
که مغرب نغمه مقام اندر استخوان گیرد

شکر کمالِ حلاوت پس از ریاضتِ پیشت  
 در آن مقام که سیلِ حوادث از چپِ راست  
 چشم بود بهمه حال کوه ثابت را  
 اگر چه خصم تو گسلخ میرود و گاه  
 که هر چه و ر حق این خاندانِ دولت کرد  
 خیال شاهی اگر نیست در سرِ حافظ  
 زمانِ عمر تو پاینده باد کین دولت

نخست در شکنجِ ننگ از آن کران گیرد  
 چنان رسد که امان از میان کران گیرد  
 که حمله های چنان قلعه می جهان گیرد  
 تو شاد باش که گستاخیش عساکر گیرد  
 جز اش بر زن و فرزند و جنان گیرد  
 چرا به تیغ زبان عرصه زمان گیرد  
 عطیه ایست که در کارش و جان گیرد

## ایضا

خیر مقدم مر جبالِ سطرِ سیون قدم  
 می کنم در سحر تو باخام آغاز نیاز  
 آبادانی تو که بجران خون عاشق میخورد  
 صیبت عشاق بدنامت کند زاهد برود  
 گر چنین در حلقه پیچد زلف افغی بند یار  
 که حریم کعبه خواهی دان جمالِ بنی نقاب  
 آن گنشت ای دل که خورای می داند رقیب

شادمان کردی مرا ز دم ترا تر مقدم  
 ز آنکه شرح آرزو مندی نیاید در قلم  
 ناله مشکبگیر در کارست و آه صبح دم  
 خوش نگه کن باده در جامت و مجلس ششم  
 مهره توان بر داسان ای دل افشونی بدم  
 لاله دگل دان همه خارِ سیاهانِ حرم  
 یار باز آمد بحسبِ اندیشه غریب و مستم

سایه ده که زنده میای حاقظ سواد  
 خواجه توران شاه عادل جلالت ملک دین  
 صورت جاد و جلال مقصد فضل و کمال  
 کان مردی و مروت معدن صدق و صفای  
 رافع اوصاف عبرت ناصر اعلام دین  
 آشنای موضع دولت نه اکنوست پس  
 بخت بیدارت چو می آمد بجزای وجود  
 قلب خردان شکست احوال بجای تو  
 بان نه پنداری که تنهائیزی بر قفسیم  
 شرح احوال تو بحق بولعجاب و نصرت  
 تا لم محجور بود از خاک بوس درگست  
 باشما اخلاص می که حاجت تقریر نیست

نوک کلک خنجر بر مشور حاقظ زدم  
 بدر آفاق علی عون الواسع غوث الم  
 منظر انوار رحمت مبصر حسن شیم  
 جوهر عدل سیاست غصه لطف دهم  
 حاجی آثار طغیان قاطع ظلم و دم  
 وارد این قصر معالی نقشبانیخ و دم  
 خفته بر گردون هنوز اندر شبستان عیدم  
 هر که اذل نشکند فیروز گرد و لاجرم  
 همت ارباب دل با تست از باب کرم  
 بنده یارب که تواند کرد شکر این نعم  
 در دوشش در بودم باند یان م  
 علم آصف دیده باشد سالها در جام هم

آجهان باشد بیکی در جهانست با دوام  
 این دعا بر آن در جان گشت ازل جان فرض هم

# خاتمه

هَذَا كِتَابُ الْبَيْتِ الْبَيْتِ فِي مَعَالِكِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ

الحمد لله على احسانه که دیوان نجمه ایوان اکمل العرفاء المحققین بفضل الشعراء القلمین  
عارف حقائق فنون سخن پردری، واقف دقائق نظم گسری، تبحر بحر فصاحت  
و شیاع اقلیم بلاغت، حضرت لسان الغیب خواجه شمس الدین محمد ملقب به  
حافظ شیراز طاب الله ثراه و جعل الجنة مثواه بسمی و استقام خاکسار  
محمد حرمت الله در شهر محرم الحرام ۱۳۲۲ هجری نبوی مطابق ماه  
اپریل ۱۳۹۷ در بلده کان پور بمطبع نامی سمیت انطباع پذیرفت  
و انشاء الله العزیز بعد اشاعت این دیوان که متن محض است شرح  
بسیط حاوی رموزات و اصطلاحات صوفیانه کرام از حلیه طبع آرسته  
شده تذکره ناظرین خواهد شد

وَلَا تَسْتَغْنِ مِنَ اللَّهِ إِنَّ خَيْرَ مَوْلَا جَدِيدًا